قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب متضمن تقلید شخصی مشتمل بر جواب سوالات الزامی

غیر مقلدین خسر الدنیا والدین الموسوم بہ

ما احسن الادلة القویہ لدفع الجدل الوہابیہ

از تصنیفات فاضل اجل عالم باعمل حاجی حرمین شریفین زائر روضہ رسول الثقلین

جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب ادام اللہ شموس افاضاتہ علی العالمین وعم احسانہ

در مطبع میڈیکل پریس آگرہ باہتمام عاصی امام الدین احمد طبع شد

فہرست مسما احسن الادلۃ القویۃ لدفع الحیل الواہیۃ

تمام شد فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید
المرسلین وخاتم النبیین وعلیٰ آلہ الطیبین۔ وصحابہ
الطاہرین۔ والائمۃ المجتہدین المقبولین اجمعین۔
امّا بعد واضح ولائح ہووے کہ جب مجکو تذکرۃ المذاہب کی تصنیف سے
فراغت حاصل ہوئی۔ اور بفضلہ تعالیٰ وہ کتاب عرصۂ قلیل مین بہر
شہرون وضلعون و دیارون وامصارون مین شایع و ذایع ہوگئی۔
تب جسطرح سے علماے محققین کی طرف سے مبارکبادی آنے لگی۔
اور فضلاے مدققین کی جانب سے مدحیہ چٹھی پہونچنے لگی۔ اوسی طرح سے
بعض غیر مقلّدون کی طرف سے بھی سوالون کی گولے میری طرف آنے لگے
اور اعتراضون کی تلوارون کے وار ہمپر پڑنے لگے۔ مین بھی خدا پر بھروسا

کرکے اِس جنگ کی آمادگی مین کمرِ ہمت باندھکر اور دوات وقلم وکاغذ
وغیرہ ذٰلک سلحون سے مسلّح ہوکر چاہتا تھا کہ مفسدون کے سرون کو
نیزۂ قلم پر دھر لون - اور تقریرات کی تلوارون سے اُنھین تہ تیغ
کرکے میدان مار لون - اور تحریرات کے گھوڑون پر تقلید شخصی کو سوار
کراکر مطلق العنان کردون - اور باغیون کے فساد کے خیمون کو مضامین کے بارود
وگولے سے پھونک دون - اور اِس جہاد سے شریعت کے میدان کو
لا مذہبون کے خس وخاشاک سے پاک وصاف کرلون - کیونکہ حسب منشاء
؎ تیغ مفسد شجرۂ ایمان برید - ہیچو عنقا ملت از عالم پرید -
ملّت کی خرابی دیکھتا ہون - لیکن کیا کرون مشیّت الٰہی سے لاچار ہون
کہ ناگاہ مجھے بیماری نے آگھیرا - حتّٰی کہ رخصت کا لینا ضرور پڑا - پھر اِس
عرصہ مین مضمون ؎ جو بقا اپنی فنا سمجھے وہ دُکھ بھرتے نہین -
ایک لڑکی نے ہماری اپنی فنا کو بقا سمجھکر اور کل من علیہا فان کے معنی پر
غور کرکے قضا کی - پھر دوسری نے بھی بندائے یا ایتہا النفس المطمئنّۃ
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ لبیک کہکر وہی راہ لی چنانچہ
جناب مولوی محمد رضا علی صاحب [illegible] ادام مجدہ الواہب نے ایکی
موت مین یہ تاریخ لکھی ؎

بتاریخ دخولِ باغ فردوس   کُلی مین ثمرتی فرمود رضوان -
۱۳

معہذا - مین نے لیٹے لیٹے اُنکے سوالون کے جواب مین یہ رسالہ لکھا -
اور اسکا نام - ما احسن الادلۃ القویہ -

لدفع الحیل الوھابیہ رکھا۔ اور اسکو کئی فصلونمین منفصل کیا۔ خالق الانام۔ اپنے فضل وکرم والنعام سے اِس گمنام کو افراط وتفریط وتعصب مذہبی عوام کالبھائم سے محفوظ ومصئون رکھے۔ اور توفیق جوابدہی باصواب کی عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ یارب العالمین

تنبیہ مین بنگالی ہون۔ اُردو دانی پہ ناز نہین کرسکتا ہون ؎

ننازم بسرمایۂ فضل خویش　　بدریوزه آورده ام دست پیش

کہ بنگالی کا علماء ہند کے مقابلہ مین اُردو مین جواب لکھ بھیجنا۔ کیسا جیسا گُل کو گُلستان کی طرف اور فلفل کو ہندوستان کی طرف تحفہ لیجانا ؎

گُل آورد سعدی سوے بوستان　　بشوخی و فلفل بہ ہندوستان

اور ہندوستان مین بنگالے کے اُردو کی اُتنی بقدری ہے جتنا ختن مین مُشک کی ؎

ہمانا کہ در پارس انشاے من　　چو مُشک است بے قیمت اندر ختن

باوجود اِسکے مین نے اِس رسالہ کو اُردو ہی مین لکھا۔ کہ اُسمین عوام کا فائدہ منظور تھا۔ اصلا ہندوستانیون کے عیب چینی کی پروانہ کی۔ اور اِقتلی السراج کی نقل صاحب قاموس سے یاد رکھی۔ بلکہ امر شریعت کے اظہار مین اپنے تئین معیوب گرداننے کو بھی بہتر سمجھا۔ کہ حضرت موسیٰ عم باوجود تتلاپن کے کبھی دعوت الی الحق سے باز نہ رہے۔ پھر مین کیونکر بنگالیت کے عیب سے امر حق کے اظہار سے باز رہون۔ کیا بمضمون حدیث الساکت من الحق شیطان اخرس چپ رہکر شیطان اخرس بنون۔ العیاذ باللہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اوّل در جواب سوالات غیر مقلد دہلوی کہ نام خود را ظاہر نہ کردہ

(۱) سوال

تقلید شخصی کی کیا تعریف ہی اسکو قرآن اور حدیث سے فرمائے؟

جواب

سوء ادبی معاف حضرت بڑی حسرت و افسوس کی بات ہی کہ آپ کے سوال سے آپکی جہالت و حماقت پیدا ہی ۔ اور غباوت و بلادت ہویدا ۔ ؎

بے کمالیہائے نادان از سخن پیدا شود   پستۂ بے مغز چون لب واکند رسوا شود

سوال کرنے سے نا کرنا اچھا تھا ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد   عیب و ہنرش نہفتہ باشد ؎

نہ گفتی ندارد کسی با تو کار   ولیکن چو گفتی دلیلش بیار ؎

کم گوی و بجز مصلحتِ خویش مگوے ۔ چیزیکہ نہ پرسند تو از پیش مگوے ؎
چو مردم سخن گفت باید بہوش ۔ وگرنہ شدن چون بہائم خموش

کیا حضرت ! آپ کے نزدیک قرآن و حدیث ۔ اصول منطق فلاسفہ وغیر ذالک کی کتابین ہین جنسے اشیاء کی تعریف کا ثبوت چاہتے ہین مصرع برین عقل و دانش بباید گریست ۔ اجی صاحب ! فقط اسمین قصص و احکام الٰہی و ارکان شرعی ہین ۔ اسمین تقلید شخصی کی تعریف کیونکر ملیگی ۔ آپ کو اگر اِس بات کا دعویٰ ہی تو پہلے آپ ہی حدیث صحیح یا مرفوع یا مقطوع یا موقوف یا مرسل یا متفق علیہ وغیر ذالک کی تعریف جنپر آپ لوگون کا عمل ہی قرآن و حدیث سے بیان فرمائے بلکہ فرائض و واجبات وغیرہا کی تعریف تو قرآن و حدیث سے ثابت کیجیے بعد اِسکے تقلید شخصی کی تعریف قرآن و حدیث سے ثابت کرکے مجکو مجھ سے پوچھیے ؎ تم ہمکو ہی کتنے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی ۔ وگرنہ مستورانانہ برقع منھ پر ڈالکر پردہ مین محجوب رہا کیجیے مردانہ مناظرہ مین مُنھ نہ دکھلائیے کہ آخر کو ننگ و ناموس کھوئیگا ۔ اور پھر خود ہی پچتائیگا ۔ حضرت ! آپ کا سوال کرنا نہین مگر شیطان کی شادی رچانا اور وہی گلگلے یا خیالی پلاؤ پکانا ہی ؎ بہر رنگے کہ می آید بشناسم وہ خیالی پلاؤ یہ ہی کہ آپنے اپنے دِل مین یہ ٹھہرا رکھا ہی کہ جب مقلد تعریف تقلید شخصی کا قرآن و حدیث سے ثابت نہ کرسکیگا تب آپ یہ کہیگا کہ بے قرآنی و حدیثی بات پر عمل کرنا جائز نہین ۔ لیکن آپ جس ہتھیار سے لڑنے آئے تھے اُسی سے ہی مارے پڑے ۔ خوب ہی منھ کی کھائی ۔ ؎

شد غلامے کہ آب جو آرد — آب جو آمد و غلام بہ برد

ابتو سوال آپ کا آپ پر پلٹا اِسکا جواب آپ پر واجب ہوا۔ ؎
دعوی جو آپکا تھا وہ برعکس ہو گیا۔

سوال (۲)

تقلید شخصی کس زمانہ سے جاری ہی؟

جواب

قبل تدوینات صحاح ستہ زمان مبشر بالخیر سے جاری ہی۔ نہین تو بخاری و مسلم و نسائی وغیرہم رح کو امام شافعی رح کا مقلد ہونا کیونکر ثابت ہوتا۔ کیونکہ یہ امر تواریخ وسیر کی کتابون کی سیر سے دریافت نہ کیا کاشکے آپکو اُنکی تقلید کی آگاہی ہوتی۔ اور جو جو کتابین حنفی مذہب مین قبل تدوینات صحاح کے مثل جامع صغیر وجامع کبیر امام محمد رح کی جو شاگرد رشید امام اعظم رح اور اُستاد امام شافعی رح کے ہین تصنیف ہوئین اُنکی خبر ملتی۔ تو بیشک آپ کی زبان سے ایسی بات نہ نکلتی اور جو اُنکی تقلید کا حال دریافت کرنے کی قدرت وعلم نہین تو آپکے سامنے بیان کرنا اِس مثل کا مصداق ہونا یعنی اندھے کے سامنے رونا اپنی آنکھین کھونا ہی۔

جب آپکو محدثین کی تقلید سے جو اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہی اتنی بیخبری ہی پھر آپکو رموز شریعت وغوامض طریقت سے کیا خبر ہوگی ؎

تو خود می نشنوی بانگ دُہل را — رموز سِر سلطان را چہ دانی

سوال (۲۳)

تقلید عالم حی کی افضل ہے یا مُردہ کی ؟

جواب

ہان ! روافض کے نزدیک عالم حی کی تقلید مُردہ کی تقلید سے افضل ہے
کما فے کتبھم قول المیت میت ۔ کیا بدبو چھپانے سے چھپتی ہے
آخر کو نکل ہی پڑتی ہے ۔ کیون حضرت ! آپکے سوال نے آپکے
اعتقاد مافی الضمیر کی کیسی خبر دی ۔ اور یہ مضمون ۔ کل اناء یترشح بما فیہ
آپکی ظرفیت کھل گئی ۔ کیون خواہ نخواہ تقیہ سے سُنی بنکر تقلید و عدم تقلید
کی بحث کرتے ہین ۔ آپ خود رافضی ہین کہانتک رفض کو چھپائیگا ۔
آخر کو نکل ہی پڑا ۔ جسطرح سے قے کرنے سے ماکولات مسروقہ مُبطنی نکل
پڑتے ہین اسی طرح آپکی مُبطنی بات نکل پڑی ۔ بخوبی رافضیت ثابت ہوگئی
لیکن آپنے اپنے پندار مین بڑا ہی فسادبویا ۔ یعنی بسبب موت کے ائمہ
اربعہ کی تقلید سے لوگون کو برگشتہ کرانے کو اچھا ڈھنگ نکالا بلکہ حزب ہی
دموسکے کا رنگ جمایا ۔ لیکن یہان وہ گڑ نہین کہ مکھی بیٹھے ۔ خیر جو ہوسو ہو
اب مین یہ کہتا ہون کہ مُردہ کی تقلید سے عالم حی فی زماننا کی تقلید ہرگز
افضل نہین ۔ بلکہ سراسر ضلالت واتباع ہوائے نفسانیت ہے نہین تو

مضامین حدیث ۔ عن ابی مسعود رض ۔ قال قال رسول اللہ صلعم
خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یجیئ قوم تسبق
شہادۃ احدھم یمینہ ویمینہ شہادتہ اخرجہ البخاری والمسلم

فی روایۃ خیر الناس قرنی کذا فی تحفۃ الاخیار۔ و حدیث عن عمر قال قال رسول اللہ صلعم اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشھد ولا یستشھد الا من سرہ بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ الخ کذا فی المشکوٰۃ۔ اور بخاری نے جو باب (لا یاتی زمان الا الذی بعدہ شر منہ) ص ۱۰۴۷ باندھا ہی منعکس ہوگا۔ اگر آپ کہتے ہین کہ افضل ہی تو آپکو مناسب ہی کہ امام شوکانی ونسائی و رواسی وابن جوزی و داؤد ظاہری و اصفہانی و بخاری و ترمذی و دارقطنی و دارمی وغیرہم رح کی تقلید نفرمائیے کہ وے مُردے ہین۔ نہ روافض کو مناسب ہی کہ محمد ابن یعقوب الکلینی و ابن بابویہ و ابن مطہر حلی و شیخ مفید و شریف مرتضی کی تحریرات پر تقلید کرین کہ یہ بھی مُردے ہین۔ مگر آپکے کل پیشواے دین انھین بزرگوارون کی تقلید کرتے آئے ہین اور کرتے جاتے ہین۔ باوجود اسکے تقلید عالم حی کو افضل کہتے پھرتے ہین اور لما تقولون ما لا تفعلون کا مصداق بخوبی ہوتے ہین۔ اگر انصاف کیجیے اور اعتساف نفرمائیے تو اس افضلیت مین بڑی قباحت لازم آتی ہی کیونکہ جس عالم حی کو آپ لوگون نے افضل جانکر تقلید کی انھون نے کسی کی تقلید کی یا نہ کی۔ اگر نہ کی احکام شرعی کیونکر سیکھے۔ کیا انکو نبوت ملی۔ یا وحی انپر نازل ہوئی۔ یا نفس امارہ کی تقلید کی۔ اول تو بحدیث لا نبی بعدی سے منقطع ہی ثانی آیہ کریمہ۔ ان النفس لامارۃ بالسوء۔ سے مذموم و منھی عنہ ہی۔ اور اگر کی تو کسی مُردہ کی کی یا زندہ کی۔ مُردہ کی صورت مین

تو بقول آپ لوگون کے افضلیت جاتی رہتی ہے۔ اور زندہ کی صورت مین وہی
اوپر کی قباحت مع تسلسل لازم آتی ہے۔ بہرصورت آپکے سوال پر ضلال کا
زوال ہے۔ نہ اسکی افضلیت پر کسی ائمہ وغیرہ کا مقال ہان یہ فقط رافضی النسل
سرگروہ غیر مقلدین کا قیل و قال ہے۔ کیون نہو انکی سرشت کا یہی خصال ہے۔

درختے کہ تلخ ست او را سرشت — گرش در نشانی بباغ بہشت
ور از جوے خلدش بہنگام آب — بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
سر انجام گوہر بکار آورد — ہمان میوۂ تلخ بار آورد

سوال (۴)

تقلید کا واجب ہونا ایک مسئلہ ہے فرمائیے امام صاحب وجوب کے قائل
ہین یا نہین۔ اگر قائل ہین تو کس کتاب مین ہے اسکے سند بیان فرمائیے؟

جواب

اس سوال کا جواب ہمارے اس سوال کے جواب پر موقوف ہے کہ سند
محدثین کی مستند ہونا ایک مسئلہ ہے فرمائیے تو کسی شارع نے اس سند کو مستند
گردانا ہے یا نہین اگر گردانا ہے تو اسکی سند بیان کیجیے۔ اگر آپ یہ فرماوین کہ
عبداللہ ابن المبارک نے **بقولہ** (الاسناد من الدین ولولا الاسناد
لقال من شاء ما شاء۔ کذا فی مقدمۃ المسلم) سند کو دین سے گردانا ہے تو اسکا
جواب کئی وجوہ سے دونگا اولاً ابن مبارک رح جو شاگرد امام اعظم رح کے ہین
شارع نہین کلام میرا شارع کے سند گرداننے مین ہے۔ ثانیاً اگر قول ابن المبارک
کو سند کے سند ہونے مین اسناد اور اعتبار ہو تو پھر انکے قول کو جو اپنے استاد

امام اعظم رح کی تقلید اور مدح مین موجود ہی کیون اعتبار نہو۔ فنعم ما قال اللہ تعالی۔ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔ ثالثا مجرد قول ابن المبارک کو دین مین داخل کرنا اور اُنکے اُستاد کے اقوال مستنبط نصین کو دین سے خارج سمجھنا کسقدر نفسانیت اور عداوت کی بات ہی۔ بمضمون استفت عن نفسک اپنے ہی نفس سے پوچھ لیجے۔ رابعا اگر کل سند محدثین معتبر فی الدین ہو۔ تو رحلت رسالت مآب صلعم کو دو دو بار سہ بار ہونی لازم آتی ہی العیاذ باللہ کیونکہ متفق علیہ حدیث مین ابن عباس رض کی ایک روایت مین رسالت مآب صلعم کی رحلت کو بسن ترسٹھ [۶۳] لکھا۔ پھر وہی ابن عباس رض کی دوسری روایت مین پینسٹھ [۶۵] لکھا۔ پھر حضرت انس رض کی ایک روایت مین ساٹھ [۶۰] لکھا۔ پھر انکی دوسری روایت مین ترسٹھ [۶۳] لکھا۔ اب بتائیے ان چارون حدیثون مین سے جو دو محدث معتبر نے انکو دو راوی معتبر کی طرف سے بسند مرفوع [illegible] کیا ہی۔ کون حدیث بسند صحیح صحیح ہی۔ اگر کل صحیح ہی تو تکرار رحلت کی سند بھی بیان فرمائے۔ اگر حضرت انس رض کی ساٹھ کی روایت کو صحیح [illegible]۔ تو باقی ۶۳ و ۶۵ کی روایت کو کیا کہیگا۔ علی ہذا القیاس اگر حضرت ابن عباس رض کی ۶۵ کی روایت کو صحیح فرماوین تو باقی روایتون مین کیا ارشاد کیجیگا۔ باطل تو نہین کہہ سکتے ہین کہ آپنے سند کو دین قرار دے رکھا ہی۔ نہ کل کی حقیت کا اقرار کرسکتے ہین۔ کہ تکرار رحلت کی لازم آتی ہی

فماذا تقولون یا ایها المعاندون فلوموا انفسکم ولا تلوموا غیرکم

مین نے اِس بحث کو اچھی طرح سے تذکرۃ المذاہب کے ۶۶۵ صفحہ مین لکھا ہے اگر جی چاہے دیکھ لیجے - خامسًا - ابن المبارک رح کے قول سے کل محدثین کی سند کو دین سے ہونا نہ سمجھنا چاہیئے - اگر سب سندین دین سے ہوتین - تو کُل احادیث موضوعات مستندہ کو دین سے ہونا لازم آتا - بلکہ جو سند ابن المبارک کے زمانہ کے ساتھ مختص تھی - البتہ وہ سند سند شرعی تھی - نہ ہر کہ و مہ کی سند سند شرعی ہے - کما زعمتم - کیونکہ سند کی بنا جب ہوئی کہ لوگ حدیثین وضع کرنے لگے - نہین تو ضرورت نہ تھی - چنانچہ ابن سیرین کے قول سے جو مقدمہ صحیح مسلم مین ہے یہ بات ظاہر ہے - عن ابن سیرین قال لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنۃ فیؤخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدع فلا یؤخذ حدیثھم - پھر جب سندین بھی وضع ہونے لگین تو کلیت (الاسناد من الدین) کی باطل ہوگئی - اور ضلالت آگئی - کیونکہ اسناد پرستی کا نتیجہ اِس تین حال سے خالی نہین حدیث کا حدیث ہونا - حدیث کا حدیث نہ ہونا - غیر حدیث کا حدیث ہونا - البتہ صورت اوّل مین تو موجب ہدایت ہے مگر وجود اسکا اشذ الشذوذ ہے اور صورت ثانی و ثالث مین بالکل ضلالت ہی ضلالت ہے حضرت دور کیون جاتے ہو - اسی روایات مذکورہ مین غور کیجیئیگا - تو تاریخ رحلت و ولادت کی ضلالت سے غیر حدیث کو حدیث اور حدیث کو غیر حدیث ہونا لازم آجائیگا - فتدبر -

اور سنیئے آپ لوگ خدا و رسول ہی کے قول پر عمل کرنے کا ادّعا کرتے ہین۔
اور فقہ و اصول پر عمل کرنے کو ضلالت سمجھتے ہین۔ اِسلیے مین آپ لوگون کی
خدمتون مین گذارش کرتا ہون۔ کہ متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم کی
اتّفاق کی ہوئی حدیثون کو عمدہ ترین حدیثون کا ہونا ایک مسئلہ بھی فرمائیے
تو یہ قول خدا کا یا رسولؐ خدا کا ہی یا کسی صحابی کا یا کسی تابعی کا یا کسی تبع
تابعی کا یا کسی مجتہد کا یا خود صاحب صحیحین کا ہی۔ اگر خدا و رسول کا ہی تو
اُسکی سند بیان فرمائیے۔ نہین تو عمل بالحدیث و القرآن کا دعوی
چھوڑیے۔ خواہ نخواہ شرک کا الزام اپنے پر التزام نہ کیجیے۔ اور اگر
باقی بزرگون سے کسیکا بھی قول ہی۔ تو اسکی سند بیان کیجیے۔
نہین تو اسپر عمل کرنے کو فقہ و اصول کے عمل کرنے سے بدتر ضلالت سمجھیے

الزام اُنکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

ای حضرت! تقلید کا واجب ہونا تو امر نصی ہی۔ امام صاحب کے
قائل ہونے یا نہونے پر کچھ موقوف نہین۔ یہ امر فقط تذکرۃ المذاہب
کے مقصد ثانی کے ملاحظہ سے معلوم ہو جائیگا۔ دوسری کتاب کی
حاجت و ضرورت نہین رہیگی۔

یک حرف بس است گر شعور است ورنہ چہ چراغ پیش کور است

سوال (۵)

تقلید کے وجوب کا آپ لوگون کو عمل ہی یہ تو فرمائیے کہ وہ کسکا
قول ہی اور کسکے قول پر عمل ہی؟

جواب

جواب اسکا بھی ہمارے اِس سوال کے جواب پر موقوف ہی کہ صحاح ستّہ کی صحت پر آپ لوگون کا اعتقاد ہی۔ یہ تو فرمائے کہ رسول صلعم انکی صحت کے قائل تھے یا نہین ؟ اگر قائل تھے تو کِس کتاب مین ہی ؟ سند اسکی بیان فرمائے۔ اگر قائل نہین تھے۔ تو وہ کِسکا قول ہی اور کِسکے قول پر عمل ہی ؟ اگر تذکرۃ المذاہب کے ۵۹۰۔ اور ۱۶۶ صفحہ پر نظر فرمائے تو بخوبی اِسکی صحت و عدم صحت کا حال دریافت ہو جائیگا۔

اور سنئے۔ عدم وجوب تقلید پر آپ لوگون کو عمل ہی یہ تو فرمائے وہ کِسکا قول ہی اور کِسکے قول پر عمل ہی ؟

(۶) سوال

اجماع کی کیا تعریف ہی ؟

جواب

اجماع کی تعریف ہمارے اصول کی کتابون مین موجود ہی۔ عیان را چہ بیان ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

تاہم اگر اِسکے سمجھنے مین دقت ہو تو تذکرہ کے ۲۰۴ صفحہ پر نظر کیجیے

(۷) سوال

صحابہ رضوان اللہ کا اجماع کیا ہی ؟ اور صحابہ کا اجماع آپکے اجماع سے ٹوٹ سکتا ہی یا نہین ؟

جواب

جواب اسکا بھی تذکرہ کے ۶۰۷ صفحہ مین دیکھیے یعنی اجماع امور شرعیہ مین فائدہ یقین وقطعی کا دیتا ہی - پر وہ کئی قسمون پر منقسم ہوتا ہی - درجہ ہر ایک کا متفاوت ہی - انمین سے قوی تر اجماع صحابہ رض کا ہی - جیسا حضرت ابو بکر صدیق رض کی خلافت پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا ہی - اور ایک آدھ کے انکار سے اجماع صحابہ ٹوٹ نہین سکتا ہی - جیسا روافض کے انکار سے اجماع مذکور نہین ٹوٹا - نہ خوارج کے قول سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت کا زوال ہوا - لیکن اس تقریر سے آپ اپنے دل مین یہ نہ سمجھیے - نہ شیطان کے اس وسوسہ کو دخل دیجیے - کہ جب مضمون -

اجمع الصحابہ علی ان من استفتی ابابکر وعمر فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرھما کما قال البعض - اجماع صحابہ اسپر منعقد ہو چکا ہی کہ جو کوئی استفتا کرے ابو بکر وعمر رض سے اُسکو جائز ہی ابو ہریرہ رض و معاذ بن جبل سے استفتا کرے - تب ہر مستفتی کو جائز ہی کہ جب کسی کو چاہے اُس سے استفتا کرے - پھر خصوصیت استفتا مذہب واحد کی کیا ضرورت ہی - کیونکہ اوّلا غیر صحابی کو صحابہ کی برابر سمجھنا قیاس مع الفارق پر عمل کرنا ہی ؎ لیس مشتری الاملاک کمشتری الافلاک ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎ کہان راجہ بھوج کہان گنگا تیلی -

ثانیاً فلہ ان یستفتی ابا ہریرہ الخ اس صورت مین کہ جس صورت مین فتوی مین شیخین کی مخالفت نہو اتحاد ہو - اس بحث کو تذکرہ کے صفحہ ۲۸۲ مین

نظر کیجیے - ثالثاً یہ جواز استفتا بحدیث - اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم - صحابہ کے زمانہ تک منحصر تھا کہ باعث قرب زمان رسالت مآب صلعم کے فتنہ و فساد کا دخل شریعت مین نہین پایا جاتا تھا اب بسبب وضع وضاعین و نفاق منافقین و عناد معاندین کے وہ خصوصیت قول صحابہ کی باقی نرہی - اضلال مضلین کی مداخلت ہوگئی اس لیے محققون نے عوام کو صحابہ کی تقلید کرنے سے باز رکھا اور انہیں ائمہ اربعہ کا اتباع واجب کیا - چنانچہ اسکی دلیل بھی تذکرہ مذکورکے ۹۶ و ۲۰۴ و ۲۰۵ صفحہ مین مندرج ہی -

سوال (۸)

یہ چار مذہب جو قائم ہین وہ کب قائم ہوے ہین ؟

جواب

دوسرے سوال کا جواب عین اسکا جواب ہی -

سوال (۹)

جو امر دینی کہ بعد از منہ مبشرہ کے قائم ہوا ہی وہ کیا ہی آیا درست ہی یا مردود؟

جواب

آپ نے امر مطلق کو جب دین کے ساتھ مقید کیا - اور اپنی زبان سے امر دینی کا اقرار کیا - پھر وہ کیونکر مردود ہوگا - واہ کیا تنکے سی بات سے پہاڑ کا سا مغالطہ اڑ گیا - ع

از محیط فضل زیبا گوہرے آمد پدید - ہر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

آپ نے اپنے دل مین تصور کیا تھا۔ کہ اگر مجیب درست کہیگا تو ہمارا مذہب ہمارا درست ہوگا۔ اور اگر مردود کہیگا۔ تو مذاہب اربعہ مردود ہوگا ؎
اگر با دیگران تیز و تیج کردند ــــــ از ایشان بچہ رسند کا شکے نام
حضرت مذاہب اربعہ تو برعایت مضمون الاقرب فالاقرب۔ زمان مبشر بالخیر مین تمدوین ہوئے ہین جیسا دوسرے سوال کے جواب مین گزرا۔ تب مردود کے لفظ کا انپر اطلاق نہین کیا جاسکتا ہی۔ ہان آپکا مذہب جلد یا بدیر مردود ہی۔ حضرت آپ کی لاٹھی کی مار آپ پر پڑی۔ کیون نہو آسمان پر تھوکنے سے منہ پر پلٹتا ہی ؎
بر بلندان سخن بسوی خود است ــــــ تف بسوی فلک بروی خود است

(۱۰) سوال

جو منسوب بوہابی ہین وہ لوگ مسلمان ہین یا کافر اگر کافر ہین تو کیون اور اگر مسلمان ہین تو فاسق ہین یا فاجر اگر فاسق یا فاجر ہین تو کیون؟

جواب

وہابیون کا کافر ہونا یا نہونا بمضمون استفت عن نفسک آپ لوگ اپنے دلون سے پوچھیے۔ وے خود کفر کا فتویٰ دینگے۔ کیونکہ جب آپ لوگ حنفیون کو ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہونے کے سبب سے کافر بولتے ہین تب اسی دلیل سے وہابیون کو عبدالوہاب کی طرف منسوب ہونے مین بطریق اولیٰ کافر کیون نہ کہینگے۔ لیکن ہم انکو بدلیل (فلو اخذ من کل مذهب مباحه صار فاسقاً تاماً) کما فی الکشف

والجامع الرموز والطحطاوی - اور بدلیل (حنفے انتقل الی مذھب الشافعی قال فخر الدین محمود بن محمد) اگر این مرد عامی است ساقط القول وشہادہ نہ شود واگر از اہل علم است مبتدع تعزیر کرد کذا فے جواہر البیضاوی) فاسق ومبتدع وضال سمجھتا ہون اور بحدیث قال رسول صلعم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیہقی کذا فے المشکوۃ - انکی توقیر نہین کرتا ہون - لیکن کافر بولتے ہین ڈرتا ہون - کیونکہ ہمارے مذہب مین ان حدیثون کے مطابق - قال رسول اللہ صلعم لا یرمی رجل رجلا بالفسق والکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک اخرجہ البخاری وغیرہ وقال رسول اللہ صلعم لیس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی اخرجہ الترمذی بڑی احتیاط ہے جھٹ پٹ ہر کسیکو کافر نہین کہا جاتا ہے - دیکھیے آنکھ پھاڑ کر عمل بالحدیث ہمکو ہے یا آپکو - غیر مقلدون کو عمل بالحدیث کا دعوی کرنا کیسا جیسا خوارج وروافض کو حقیت مذہب کا دعوی بہرنہ نمط بلکہ زن قحبہ کو شدت عصمت کا دعوی کرنا اور زن مخدرہ عفیفہ پر زنا کا بہتان لگانا - یے اپنے گریبان مین تو منہہ ڈالکر نہین دیکھتے دوسرون پر طعن کرتے ہین ؎

اپنی فضیحتون پر انہین کچھ نہین نظر اندھے ہین خود پر اورون کو جانا ہے

(۱۱) سوال

جو مسلمان فاسق ہین انکی امامت درست ہے یا نہین ؟

جواب

اگرچہ اس عبارت ہدایہ سے۔ یکرہ تقدیم العبد (تا) والفاسق (تا) وان تقدموا جاز لقولہ صلعم۔ صلوا خلف کل برٍ و فاجرٍ۔ فاسق کی امامت مع الکراہتہ درست ہے حالت مجبوری ہین۔ جیسے حجاج کی امامت صحابہ کبار کے واسطے حالت مجبوری مین درست ہوئی۔ اور مورد حدیث صلوا خلف کل بر و فاجر۔ کا بھی حالت مجبوری ہے۔ ورنہ بخاری مین یہ عبارت قال الزهری لا نری ان یصلی خلف المخنث الا من ضرورة لا بد منها۔ نہین لکھی جاتی۔ نہ کشف الغمہ مین یہ عبارت وکان الصحابة رض یصلون خلف الحجاج وکفی به جائرًا (تا) وهذا کله اذا خیف الفتنة من ترک الصلوة خلف ذلک الامام والا فقد کان رسول الله صلعم کثیرًا ما یقول اجعلوا ائمتکم خیارکم فانهم وافدکم فیما بینکم و بین ربکم۔ ترقیم پاتی۔ لیکن حالت اختیاری مین حدیث من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی کذا فی الهدایه اور حدیث کان صلعم کثیرا ما یقول اجعلوا ائمتکم الخ پر عمل کرنا چاہیے۔ نہ فاسق یا بدعتی کو رضا و رغبت سے امام بنانا چاہیے کیونکہ اسکی امامت سے تعظیم اسکی لازم ہوتی ہے۔ اور تعظیم و تکریم فاسق کی درست نہین۔ بلکہ حسب شرع اہانت لازم ہے۔ اسلئے شرح سفر سعادت

وغیرہ مین حدیث - لایومّن فاجرًا مومنًا منقول ہی - اور ابراہیم بن میسرہ
سے مشکوٰۃ مین یہ روایت قال قال رسول صلعم من وقّر صاحب
بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام رواہ البیہقی مشہور ہی -
اور طحطاوی وغیرہ مین یہ عبارت اما الفاسق العالم فلا یقدم لان
فی تقدیمہ تعظیمہ - وقد وجب علیہم اہانتہ شرعًا
ومفادہ کراھۃ التحریم فی تقدیمہ مسطور ہی - اگر آپ نے
بلحاظ رفض کے یہ سوال کیا ہی تو اسکا جواب تحفہ اثنا عشریہ مین پائیگا -

سوال (۱۲)

اب کوئی مجتہد ہوسکتا ہی یا نہین اگر نہین ہوسکتا ہی تو کیون ؟

جواب

اگرچہ مجتہد ہونا اِس زمانہ مین عقلًا و شرعًا ممنوع نہین مگر تجربۃً وعادۃً
غیر ممکن ہی کیونکہ لامحالہ مدار اجتہاد کا کتب متاخرین پر ہوگا اور ان
کتابون کی خرابی حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
ثم یجی قوم تستبق شہادۃ احدہم یمینہ ویمینہ شہادتہ وفی روایۃ ثم
یظہر الکذب وفی روایۃ ثم یفشو الکذب وفی روایۃ ثم یحلفون ولا
یستحلفون وفی روایۃ ثم یشہدون ولا یستشہدون کذا فی البخاری
والمسلم والمشکوٰۃ وتحفۃ الاخیار وغیر ذالک سے ظاہر ہی - پھر جو مسائل
اُنسے استنباط کئے جائینگے - ضرور کذب و بہتان سے مخلوط و مستنبط ہونگے
تب کذب و بہتان کا نام شرع ٹھہریگا - اور شرع مثل عنقا کے ناپید

ہوجائیگا۔ اسلیے علماے کرام او رفضلاے عظام نے لکھا ہی کہ بعد قرن ثالث یا رابع کے اجتہاد کا درجہ مسدود ہوگیا اور جن جن بزرگون نے عدم انسداد کا دعوی کیا بہتیرا زور مارا۔ مگر ایک مسئلہ بھی اُنسے استنباط نہوا۔ بالآخر عاجز ہوکر دنیا سے کوچ کیا۔ چنانچہ امام شعرانی شافعی اپنے میزان مین لکھتے ہین وقد قال بعض جهلة الناس الآن یصلون الی ذلك من طریق الكشف فقط لا من طریق النظر والاستدلال فان ذلك مقام لم یدعه احد بعد الائمة الاربعة الا الامام محمد بن جریر ولم یسلموا له ذلك كما مر وجمیع من ادعی الاجتهاد المطلق انما اراده المطلق المنتسب الذی لا یخرج عن قواعد امامه کابن القاسم واصبغ مع مالك ومحمد وابی یوسف مع ابی حنیفة وكالمزنی والربیع مع الشافعی اذ لیس فی قوة احد بعد الائمة الاربعة ان یبتكر الاحكام ویستخرجها من الكتاب والسنة فیما نعلم ابدًا ومن ادعی ذلك قلنا له فاستخرج لنا شیئا لم یسبق لاحد من الائمة استخراجه فانه یعجز۔ فقط

اسی طرح کی بہت سی دلیلین تذکرہ مین مندرج ہین دیکھ لیجے۔

(۱۳) سوال

اگر اسوقت کوئی مجتہد ہووے تو اسکی پیروی درست ہی یا نہین اگر درست

ہے تو کیوں نہیں درست ہے تو کیوں ؟

جواب

اگر شخص زمانہ کوئی اجتہاد کا دعوی کرے بارھویں سوال کے جواب سے پیروی اسکی درست نہیں - فقط حفظہ تذجا

فصل دوم بجواب سوالات این اشتہار مولوی محمد حسین لاہوری
(نقل اشتہار بجنسہ)

ہیں مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور جو انکے ساتھ طالب علم ہیں جیسے میاں غلام محمد صاحب ہوشیار پوری و میاں نظام الدین صاحب و میاں عبد الرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں کہ اگر ان لوگوں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت میں کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلہ میں جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالۃ ہو پیش کریں تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت اور حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا -

اولاً رفع یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے - **ثانیاً** آنحضرت کا نماز میں خفیہ امین کہنا - **ثالثاً** آنحضرت کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا - **رابعاً** آنحضرت کا مقتدیوں کو

سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا۔ **خامساً** آنحضرت یا باریتعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا۔ **سادساً** ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا **سابعاً** عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرائیل کا مساوی ہونا۔ **ثامناً** قضا کا ظاہر و باطن ناقذ ہونا۔ **تشریح** مثلاً کسی شخص نے ناحق کسی کی جورو کا دعوی کیا ہو کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اُسکو ملجادے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اُس سے صحبت کرنا بھی اُسکو حلال ہے **تاسعاً** جو شخص محرمات ابدیہ جیسے ماں یا بہن سے نکاح کر کے اُس سے صحبت کر لے تو اُسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا **عاشراً** نجد یا آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو وہ دردہ سے کرنا۔ **تنبیہ** ان مسائل کی احادیث کے تلاش کرنے کے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر یہ چاہین زیادہ مہلت بھی اُنکو بھی گنجائش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین۔

المشتہر ابوسعید محمد حسین لاہوری

(مہر ابوسعید محمد حسین)

الجواب

جناب مشتہر صاحب آپکے مسئلون کے جواب مین اوّل یہ کئی گذارشین پیش کرتا ہون۔ بعد اسکے جواب صاف صاف بھی لکھتا ہون۔ اور

اور توقع الضاف کا رکھتا ہون - تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہے - خیر لو صاحب مین بھی آپکو بلکہ کل لا مذہبون اور جمیع غیر مقلدون کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر آپ لوگون سے کوئی صاحب مسائل مصرحہ الذیل کو (جو بعینہ نقیض مسائل اشتہار آپکے ہین یعنی جنکی صحت پر آپ نازان ہین) کوئی آیت غیر معارضہ سے یا اُس حدیث سے جسکی صحت تحقیقی ہو ظنی نہو اور اُسکی مخالفت پر دوسری حدیث وارد نہو نہ کوئی آیت اُسکی معارض ہو - یعنی نص صریح قطعی الدلالۃ سے ثابت کرین - تو ہر ہر مسئلہ کے عوض بنبیس بیس روپیہ بطور انعام دونگا **اوّلاً** موت تک رفع یدین کرنا آنحضرت صلعم کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے - **ثانیاً** آنحضرت صلعم کا نماز مین خفیہ آمین نہ کہنا - **ثالثاً** آنحضرت صلعم کا نماز مین زیر ناف ہاتھ نہ باندھنا - **رابعاً** آنحضرت صلعم کا مقتدیون کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع نکرنا **خامساً** آنحضرت صلعم یا بارتعالی کا کسی شخص پر کسی امام کی آئمہ اربعہ سے تقلید کو منع کرنا **سادساً** ظہر کا وقت دوسرے مثل کے آخر تک باقی نرہنا - **سابعاً** نفس ایمان عام مسلمانون اور پیغمبرون اور جبرئیل علیہ السلام کا مساوی نہونا - **ثامناً** قضا کا ظاہر و باطن نافذ نہونا - **تاسعاً** جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کرکے اُس سے صحبت کرلے ایسے واقع خاص مین اسکو قتل نہ کرکے اُسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہے لگانا - **عاشراً** تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو وہ دردہ سے

ممنوع ہونا۔ **تنبیہ** ان مسائل کی آیات و احادیث کی تلاش کرنے کے واسطے مین بھی آپ صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جس قدر آپ چاہین زیادہ مہلت مین بھی آپ لوگون کو گنجائش ہے کہ جس مین آپ لوگ اپنے ہم مذہبی بھائیون سے مدد لین۔ مگر ہم نہین سمجھتے ہین کہ آپ لوگ حشر تک جواب اسکا دے سکین۔ اور انعام کے مستحق ہووین کیونکہ جس مسئلہ مین جس حدیث کو آپ دلیل لاوینگے۔ ہم اسکا معارض ایسا لاوینگے جس سے آپکے مسائل کا جواب باصواب بھی بخوبی ہوسکے اور بیک کرشمہ دو کار نکل آوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے معارض حدیثون پر مطلع ہووینگے۔ اگرچہ آپ اسوقت اپنے ایفاے وعدہ سے مکر جاوینگے۔ اور الکریم اذا وعد وفا سے منہ موڑینگے۔ لیکن مقلدین دین متین اس اظہار و تبیین سے فائدہ اٹھاوینگے۔ اور آپکی دھوکا دہی کو تاڑ جاوینگے۔ اور بمضمون حتی یمیز الخبیث من الطیب حق و باطل کو خوب طرح سے دریافت کرلینگے۔

دوسری یہ ہے کہ آپنے جو حدیث صحیح کی قید لگائی۔ گویا یہ فقط دھوکے کی ٹٹی حمقا کی ہدایت پر دھر دی ہے۔ نہین تو وہ التزام یعنی مقلدین کے واسطے مفید نہین۔ کہ اعتبار اس صحت کا جو علماے متاخرین غیر خیر القرونی نے بمقابلہ آئمہ اربعہ خیر القرونی کے کیا ہے محض تشریح جدید ہے۔ نہ وہ رشید ہے۔ نہ سدید۔ نہ ہمین کے لیے مفید۔ نہ معارض اسکا ناپدید۔ کیونکہ حدیث صحیح سے کیا مراد

ہی۔ خالص حدیث رسول صلعم کا مراد ہی۔ یا حدیث مصححہ محدثین غیر خیر القرونی۔ اوّل تو فی زماننا مثل عنقا کے مفقود ہی۔ مصداق اسکا بالیقین پردہ زمین مین غیر موجود ہی۔ اگر بالیقین ثبوت ہوتا ہرگز ہرآئنہ بین المحدثین اختلاف نہوتا۔ نہ محدثین کو حدیث کی نسبت صحیح و سقیم و رطب و یابس وغیر ذالک کہنے کی طاقت ہوتی۔ نہ اسکی نوبت پہونچتی۔ نہ کسی کو عطہ انکار کی صورت ملتی۔ نہ ابن حجر عسقلانی شافعی رح کی طرف سے نخبتہ الفکر مین یہ عبارت ترقیم پاتی۔ الخبر اما یکون له طرق بلا عدد معین او مع حصر بما فوق الاثنین او بهما او بواحد فالاول وهو المتواتر وهو المفید للعلم الیقینی لبشروطه والثانی هو المشهور والثالث العزیز ولیس شرطا للصحیح خلافا لمن زعمه والرابع الغریب وکلها سوی الاوّل احاد وفیها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال علی البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ نہ ابن صلاح کا یہ قول کہ حدیث مین کوئی اس کی مثال اپنی حدیث متواتر کی مثال ڈھونڈے تو تھک جاوے۔ اور کوئی مثال نپاوے) شہرت پاتی۔ بلکہ عطہ من رغب عن سنتی فلیس منّی سے امت سے خارج ہوتے۔ اور عطہ ما اتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا کے انکار سے کافر بنتے۔ ثانی تو امر اضافی ہی کہ ہر محدث ہر حدیث کو رجماً للغیب اپنی اپنی پندار مین صحیح و غیر صحیح

عشہ

وغیر ذالک لکھ گئے۔ اور بقولہ تعالیٰ اِن ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم اپنے اپنے تسمیہ پر جھگڑتے ہوئے مر مٹے۔ اور بقولہ تعالیٰ ان یتبعون الا الظن وما تھوی الا النفس اپنی اپنی خواہش نفس اور گمان سے بہت کچھ تحریر فرما گئے۔
کیا حضرت آپ ایسی صحت ادعائیہ اضافیہ پر نازان ہین۔ وہ تو خانہ ساز بات ہے۔ امر شرعی نہین۔ نہ حکم شارع اُسپر ناطق ہے۔
حضرت جب آپ فقہ و اصول کو جو زمان مبشر بالخیر مین قبل تدوینات صحاح کے تدوین ہوئین امر بدعی کہتے ہین۔ امر شرعی مین نہین گنتے ہین۔ تو ہم کب اس خانہ ساز بات کو امر شرعی مین شمار کرنے سے مجبور ہو سکینگے خیر بالفرض مَین کہتا ہون کہ اگر وہ امر شرعی بھی ہو تب بھی مفید مطلب نہین۔ کیونکہ مین پوچھتا ہون کہ کُل محدثین کی سند متصل کے اعتبار کے تام کو حدیث صحیح کہتے ہین۔ یا بعض کی۔ یا آپ کی یا آپ کے مقتدا کی خواہش نفس کے تام کو۔ صورت اوّل مین تو یہی اتفاق محال۔ کہ ہمیشہ سے محدثین کی مخالفت ہے لا زوال۔ صورت ثانیہ مین صحت و عدم صحت کا ہی احتمال اور اذا جاء الاحتمال بطل الا ستدلال سے بطلان استدلال مین یہی اسکے قیل و قال۔ پھر اسکی صحت یقین مین کونسا ہے مقال۔ صورت ثالثہ کا مآل ہی تو یہی نکال۔ اسکے اتباع مین عذاب کا ہے احتمال۔ کہ ان النفس لامارۃ بالسوء ہے اسپر دال
حضرت صورت اول و ثالث کو تو بالاے طاق رکھ چھوڑیے۔ صورت

کام لیتے۔ اور تعصب اور اعتصاب کو دخل ندیتے۔ تو ضرور اُن حدیثون
کو جنسے ائمہ اربعہ خصوصًا امام الائمہ امام اعظم رح نے مسائل استنباط
کئے صحیح ومعتبر تر جانتے۔ نہ اِنکے مقابلہ مین صحاح کی حدیث کو پیش کرتے
کیونکہ انکے مقابلہ مین صاحبان صحاح کیا معنی انکے مشایخون کا بھی رتبہ نہین
کہ اکثر انکے شاگرد وہم معصر ہین۔ شاگرد تو شاگرد ہی ہین۔ اور ہم معصرون
کی کچھ ایسی تدوین موجود نہین جسمین عمل کا اعتماد ہو۔ اگر تدوین
بھی ہوتی۔ تب بھی امام صاحب کی مخالفت پر دلیل نہوسکتی۔ ہان
درجہ مساوات کا ہوسکتا۔ کہ مساوی کا مساوی مساوی ہی ہوتا ہے۔
نہ گھٹتا نہ بڑھتا ہے۔ پھر کیونکر صاحبان صحاح وغیرہم نے جو کچھ روایتون کو
بعد دو تین سو برس گزرنے کے انکی طرف منسوب کر رکھا ہے وہ امام صاحب کی مخالفت
پر حجت ہوسکے۔ اور امام صاحب کی روایت مستنبطہ انکی روایت سے
ضعیف ٹھہرے۔ اگر امام صاحب کی احادیث مستدلہ انکے احادیث سے
ضعیف ٹھہری۔ تو کُل صحاح کی احادیث مستندہ بطریق اَولی ضعیف ٹھہری
کیونکہ صاحبان صحاح کے نوشتہ وگفتہ کا نام تو حدیث نہین۔ بلکہ روایات منقولہ
تابعین عن الصحابہ عن النبی صلعم مثل اعمش ومکحول وعطا وغیرہم کا نام
حدیث ہے۔ جب مثل اعمش ومکحول وغیرہما کا نوشتہ جیسا امام اعظم رح کا نوشتہ
وگفتہ (کہ گویا انشا ہے کہ بعد تحقیق مسئلہ کے آپنے امام محمد رح وغیرہ کو لکھوا
فرمایا تھا) ضعیف ٹھہری۔ تو خبر احاد منسوبہ الی الاعمش وغیرہ کہ باعث
بعد زمان کے بسبکہ احتمال کذب کا رکھتی ہے۔ کیونکر ضعیف نہ ٹھہرے

برین عقل و دانش بباید گریست - اور جو مشائخ صحاح امام صاحب کے درجہ و رتبہ و زمانہ سے ادون و اسفل ہین ہی انکا حال امام صاحب کے مقابلہ مین کہ می پرسد کا حال ہے - کیون نہو جب بقول حافظ ذہبی و ابن حجر عسقلانی ان قول القرآن لبعضہم فے بعض غیر مقبول کذا فے القلائد ہم اقران کا قول ہم اقران کے ضرر پر مقبول نہین پھر اسفلین کو کہ می پرسد - پس مقتضای علم و عقل و دینداری و فضل کا یہ ہے کہ جو روایت صحاح وغیرہ امام صاحب کے مستدلہ حدیث کے ساتھ منطبق ہو اسی حدیث کو ہر کوئی صحیح تر جانے - بلکہ اگر کوئی محدث کی حدیث امام صاحب کی حدیث مستدلہ سے منطبق ہو تو وہ اس انطباق کو فخر سمجھے - اور شکر کرے کہ اپنی راستی کا ثواب پاوے - نہین تو اعمش وغیرہ تک کی سند متصل کی خبر احاد برباد جاوے - کہ جب مثل اعمش وغیرہ کے نوشتہ کا اعتبار نہووے - تو انکی خبر احاد کا کیا اعتبار رہووے - خذہذا - اور اقوال محدثین متاخرین کی طرف (جیسا صححہ ابن تیمیہ وضعفہ ابن جوزی وحسنہ شوکانی وغیرہ انکے) التفات نکرے - تاکہ اس مثل کا مصداق نہ بنے - مثل لنگڑے نے چور پکڑا دوڑیو میان اندھے - کیونکہ انکی تحریرات کا سیکڑون توسطات پر دارو مدار ہے - اور ہر متوسط کے قول پر صحت کا حکم لبکہ دشوار ہے - ہان بمصمون لولم تکن الاعتبارات لبطلت الحکمۃ اعتبار کا اعتبار ہے اس سے اگر تلقی امت کا اعتبار کیجیے تو صحت صحاح کی تلقی پر صحت مذاہب اربعہ

کی انکی متقدم سمجھیے۔ اور بدلیل حدوث خیر القرون قرنی الخ یہ امر مسلم الثبوت ہی کہ نوشتہ وگفتہ متقدمین خیر القرونی۔ نوشتہ وگفتہ متاخرین شر القرونی سے اقوی و معتبر تر ہی۔ تب لامحالہ امام صاحب یا انکے شاگردوان کی تدوینات صاحبان صحاح کی تدوینات سے معتبر تر ہین اب ہین جو جو مستدلہ حدیث امام صاحب کی پیش کرونگا۔ وہ صحیح ہوگی اور نہین تو اعتبار کا کچھ اعتبار نرہیگا۔ جسکا جی جوچاہے سو اختیار کر لیگا۔ اور مضمون حدیث خیر القرون قرنی الخ برباد جائیگا۔ چوتھی یہ ہی کہ صحاح وغیرہ کے اندر اگر کوئی حدیث مستدلہ امام اعظم رح کی بنائے جانے کے سبب سے انکے استدلال کو باطل سمجھنا گویا عین اپنی جہالت و غباوت پر اقرار کرنا ہی۔ کیونکہ اولاً تو بخاری رح ترکستانی و مسلم رح نیشاپوری و ترمذی رح و ابو داؤد رح سجستانی و نسائی رح خراسانی و ابن ماجہ رح عجمی یہ ہم چند محدث غیر عربی و غیر خیر القرونی نے کل احادیث نبوی صلعم جمع کرنیوالا سمجھنا۔ اور انہیں پر کل احکام شریعت کا دار و مدار رکھنا۔ اور امام ابو حنیفہ رح کو بجز سترہ حدیث کے نہ پہونچایا کا اعتقاد کرنا۔ بالکل خلاف عقل و نقل کی بات ہی۔ کہ سبحان اللہ کیا خوب آئمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ باوجود قرب زمان الی الرسول صلعم اور عرب ہونے کے بھی کل احادیث نبوی صلعم پر حاوی نہو سکے۔ پھر یہ چند غیر عرب البعد زمان عن الرسول ع کل احادیث پر کیونکر حاوی ہو سکے ہین عقل و دانش بباید گریست دفع دخل متاخرین کو متقدمین

سے بیشی حدیث ملنے پر مغرور نہونا چاہیے - کہ متاخرین کی حدیث بالکل رطب و یابس سے بھری ہوئی ہین - اِس سے وہ کم سچا - بہت اچھا - اِسکی باقی تقریر کو تذکرۃ المذاہب کے ۵۵ صفحہ مین پاوینگے - اگر نظر کرینگے - **ثانیًا** خود ہر محدث نے یون اقرار کرلیا ہی - کہ مین نے کروڑہا حدیثین جمع کی تھین - اُنھین سے اتنی احادیث مثلًا اپنی کتاب مین داخل کین - اور باقی کو جسمین بہت سی حدیثین صحیح بھی تھین متروک کیا - تو ہو سکتا ہی - کہ امام صاحب کی مستدلہ حدیثین جنکو متاخرین نے صحاح کے تکیہ پر لا اصل لہا کہا ہی - اُنہین حدیث متروکون مین ہون - یا اُن حدیثون مین جو صاحبان صحاح تک پہونچین اُسمین رہ گئے ہون - یا جن جن حدیثون کو صاحبان صحاح وغیرہم رح نے امام صاحب کی مخالفت پر بسند متصل مرفوع ثابت کیا - وے حدیثین امام صاحب کے وقت مین غیر صحیح و موضوع ٹھہری ہون - یا انکے بعد موضوع ہوئی ہون - چنانچہ اسی خلف سو کے خوف سے امام صاحب نے فقہ و اصول کو ندوین کیا اگر اِس بحث کی تحقیقات کو اچھی طرح سے جاننا چاہتے ہین تو تذکرۃ المذاہب کے تبصرہ دہم مین اور الیقاظ مین اور ضمیمہ کے مناظرہ مین نظر فرماوین - **پانچوان** یہ ہی کہ ناظاہر نہین کہ اکثرون کو اپنی بولی میٹھی - غیر کی بولی کھٹی معلوم ہوتی ہی - **۵** میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو - بلکہ ہرکسی کو اپنے ابوال بالا ہتے کا خیال ہوتا ہی - اور ہر کوئی اپنی دوکان کی نمائش دکھایا کرتا ہی - الا ماشآء اللہ

- جیسا آپ اہل ابہی تقریر کے ثبوت مین گرفتار - اور مجھے بھی اپنے
مذہب کی دلیل پر ہے رفتار - حتیٰ کہ اساتذہٴ اخیار - اور اولیاء وانبیاء ابرار
بھی ایسی کردار مین ستے گرفتار - نہین تو حضرت موسیٰ عم قتل مین قبطی
کے کیون ہو گئے تھے طرفدار - اسلئے محدثین بھی اپنے اپنے مذہب کے
ثبوت مین ہو گئے ہین طرفدار - اور جن جن حدیثون سے انکے مذاہب
کی تقویت ہوتی تھی اونکو کیا اختیار - اور اوکر مذہبون کی حدیثون
مین ضعف وغیرہ کی کر گئے ہین گفتار - پھر کیونکر ان محدثین مخالفین
مذہب حنفی کی گفتار - امام الائمہ کی مخالفت پر ہوا اعتبار - علی ہذا القیاس
مورخون کی بھی یہی ہے کردار - پھر معاندین تو ہین لبکہ دشمن و اغیار
انکے جرح و قدح کا ہے کیا اعتبار - جب مین نے اس بات کو آپ لوگون
کے گوش گذار کر دیا - تو بطور نمونہ کے کچھ حال عناد محدثین بلکہ انکے
بعض مشایخون کا بھی ذکر کر دینا ہمپر لازم ہوگیا - وہ یہ ہے کہ بعض مشایخون
مین سے صاحبان صحاح کے اسمعیل بن علیہ ہین جسنے مخلوقیت قرآن
پر اعتقاد کرانے کے واسطے سیکڑون علماے نامدار - و فضلاے امصار
و دیار - کو بتوسط مامون خلیفہ کے تہ تیغ کروایا - چنانچہ مین نے اس بات
کو چھبیسوین تبصرہ مین لکھا - اور عمدہ ترین مشایخون مین سے
ابوبکر بن شیبہ ہین جسنے امام صاحب کے رد پر کتاب لکھا - اور عثمان
بن شیبہ اور محمد بن شیبہ بیٹے تینون برادر تو گویا اصل الاصول صحاح
کے ہین - یہانتک کہ ابن ماجہ و مسلم نے اپنے ثلاث کتاب کو انکی روایتون

سے پھیر دیا۔ اسلیے ان تینون برادرون اور دارقطنی کے کچھ حال کو مین نے
اکیسوین تذکرہ کے چوتھی دفعہ مین اور انتیسوین[29] تبصرہ مین مندرج کیا
اور امام بخاری رحمہ کا حال انکی اس روایت سے جو اپنی تاریخ صغیر مین
لکھا یعنی قال حدثنا نعیم بن حماد حدثنا الفزاری قال
کنت عند سفیان فنعی النعمان فقال الحمد للہ کان ینقض
الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد فی الاسلام اشام منہ انتہی
ما رواہ البخاری عن محمد فی تاریخہ الصغیر کذا فی العوائق علی وجہ الکمال
ثابت ہے۔ کیونکہ اُنھون نے امام صاحب کو عدوی اسلام اور مشئوم
قرار دے رکھا ہے۔ العیاذ باللہ ؎

نہین ہے معتقد انکا اگر حاسد تو کیا غم ہے۔ ہوا بے سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا

بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ اُنھون نے باوجود اتنی بزرگی اپنی کے
سچی تعصب کو دخل دیا۔ اور بسبب اتباع معاندین امام صاحب
کے اس خبر احاد رافضیہ پر تکیہ کر کے اسکو انشا کیا۔ خواہ نخواہ اس
قول سعدی رحمہ کا مصداق ہوا ؎

کسے قول دشمن نیارد بدوست — جز آنکس کہ در دشمنی یار اوست
کسانیکہ پیغام دشمن برند — ز دشمن ہما تا کہ دشمن ترند

اور اپنی مرویہ اس حدیث پر بھی عمل نہ کیا۔ عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول صلعم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث
ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا

ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا وفی روایۃ ولا تنافسوا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ ص۴۱۵ - اور الخبر یحتمل الصدق والکذب سے اور حدیث لیس الخبر کالمعاینۃ سے منھ موڑا - اور حدیث لا تسبوا الاموات الخ اور حدیث سباب المسلم فسوق الخ اور حدیث لیس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی کے معنیون سے اعراض کیا - اور فقط نعیم کی خبر پر اعتماد کرکے انکی قبائح کو امام سفیان رح کی طرف منسوب کر رکھا - حالانکہ حسب روایت فخر الواصلین امام سفیان رح قبل موت امام صاحب کے انتقال کر چکا تھا - چنانچہ - سال ترحیل او ہمارے جہان - لکھا عمایا اللہ فی آیت ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک هم الظالمون - یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه واتقوا الله ان الله تواب الرحیم۔ وآیت والذین جاؤا من بعدهم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف الرحیم۔ کو بھی فراموش کیا - طرفہ ماجرا یہ ہی کہ امام صاحب کی شان مین اشنا مدنہ لکھا - حالیکہ شوم شریعت بیضا بین موجود

ہی نہین - چنانچہ انھون نے خود بھی عدم مشومیت کی روایت کو اپنے صحیح مین لایا - اور اِس عبارت بربان شرح مواہب الرحمٰن سے بھی انکا حال ظاہر ہے - وعن حدیث لنعیم المجمر انه معلول فان ذکر البسملہ فیہ بما تفرد لنعیم من اصحاب ابی ہریرۃ رض وانہ حدث عن ابی ھریرۃ رض انہ صلعم فکان یجھر بالبسملۃ فی الصلوٰۃ وقد اعرض عن ذکرہ فی حدیث ابیھریرۃ رض صاحبا الصحیح ولم یذکرھا واحد منھما مع شدۃ حرص البخاری علی معارضہ الامام ابیحنیفہ بالاحادیث مھما امکنہ بدلیل ما اشحن بہ صحیحہ فقط کہ اِس سے شدّت حرص بخاری رح کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابوحنیفہ رح کے ساتھ احادیث کے جسقدر اُنکے امکان مین ہے اُس دلیل سے کہ جس سے اپنے صحیح کو انہون نے بھرا ہے - بخوبی معلوم ہوگیا - جب امام بخاری رح کا یہ حال ہے تو پھر ترمذی و ابوداؤد و مسلم و نسائی وغیرہم رح کا جو انکے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد ہین - اور اپنی اپنی کتابون مین امام صاحب کے معاندین کی روایتون کو بھر دیے ہین کیا پوچھنا ہے

جو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی - اِس لیے یعنی اسی تعصب و تعسب کے سبب سے اکثر محدثین کا امام صاحب کے شاگردون اور معاندون اور ہمعصرون اور معصرون اور اسفلون فی الدرجہ کے اقوال کو حدیث کی سند مین اعتبار کرنا - اور امام صاحب کے قول کو

اصلا اعتبار نکرنا۔ اور مسندا حادیث مین انکو داخل نرکھنا۔ ثابت ہے

یہ کیا کم تعصب و تعسف کی بات ہے سواے اسکے امام مسلم رح و نسائی رح

و بیہقی و سخاوی و نووی و بغوی و غزالی و سیوطی و تقی الدین السبکی

و تاج الدین السبکی و بہاء الدین السبکی و امام فخر الدین رازی و ابو بکر القفال

و ابن خزیمہ و الضبعی و ابن احمد القفال المروزی و مؤلف کتاب الانساب و

صاحب تاریخ ابن خلکان و صاحب میزان الاعتدال فی اسماء الرجال محمد الذہبی

و بن یوسف الجوینی و مؤلف تہذیب الکمال فی اسماء الرجال یوسف ابو الحجاج

المزی و قطب الدین محمود الرازی و ابن حجر مکی و علی بن الاثیر صاحب

تاریخ الکامل و ابن حجر عسقلانی و مؤلف مسالک الابصار احمد بن العمری

و مؤلف مرآة الجنان امام یافعی و مؤلف جامع الاصول مبارک بن الاثیر

الجزری و صاحب اصول الحدیث زین الدین عراقی و غیر ذلک کلہم شافعی

المذہب ہین اور ابن تیمیہ حنبلی ہین اور انکا شاگرد ابن القیم بھی حنبلی ہین

اور ابن عبد البر مالکی ہین۔ کیا یہ بزرگ لوگ اپنے اپنے مذاہب کے دلائل

نہ ثابت کرکے حنفی مذہب کی دلیل کو ثابت کرینگے ہرگز نہین۔ تاکہ مثل

بخاری رح کے امام صاحب کے معارضہ پر حدیث لانے مین مضطر ہوکر کوشش

کرینگے۔ تا اپنے امام کی تقلید کی وجہ ترجیح ثابت کرین۔ سو خوب کر چکے

ہین۔ الا ما شاء اللہ۔ اہل علم اس بات کو خوب جانتے ہین۔ تب

انکے نوشتہ سے غیر مقلدین جو حنفیون کو الزام دیتے ہین اور عوام کو بہکاتے

ہین۔ اور احمد کی ٹوپی محمد کے سر پر اور محمد کی ٹوپی محمود کے سر پر رکھکر اپنی

سرخروئی اور سلمیت دکھاتے ہین - اور بڑی بڑی کتابون کے نام لیکر
عوام کالہائم کا اعتقاد اپنے پر جماتے ہین - حالانکہ صاحب کتابون کے
عمل ومآل ومذہب وقال سے واقفیت نہین رکھتے ہین - وہ محض
پوچ وللچر بات ہی - ہان اگر انکا نوشتہ حنفی کی موافقت کرے - تو البتہ حنفی
کے لیے دلیل ہووے - کیونکہ معاند کا نوشتہ مخالف کے ضرر پر معتبر نہین البتہ
موافقت پہ معتبر ہی - اس سے یہ ثابت ہوا کہ احادیث صحاح وغیرہ امام صاحب
کی مخالفت پر حجت نہووے - بلکہ موافقت پر حنفی کی حجت ہووے - کہ باوجود
شیوع تعصب وعناد کے حنفی کی حدیثین غیر حنفی کی کتابون مین پائی جاتی
ہین - لقد الدلیل ھذا للحنفی قاعدہ ہی کہ جہان کہین کسی امر کو
چھپا نہین سکتا ہی - وہان اسکا مخالف بھی اسکو اقرار کرلیا کرتا ہی - بعد
اسکے اسکے دفعیہ کی تدبیر کیا کرتا ہی - چنانچہ یہ روایت تحت السرہ کی عن علقمہ
بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رایت النبی صلعم وضع یمینہ
علی شمالہ تحت السرۃ اخرجہ ابی شیبہ فی مصنفہ - جو زمانہ مین ابوبکر
ابن ابی شیبہ کے بہت ہی مشہور واظہر من الشمس تھی چھپانے سے چھپتی تھی
تب انھون نے باوجود معاند ہونے امام صاحب کے بھی اسکو اپنی مصنفہ مین
درج کیا - لیکن انکے متبعون نے پیچھے چلکر اسکا تدارک کرلیا جیسا کہ ابن خزیمہ رح
نے بعد مدت مدید کے اسی روایت مذکورہ کو تضعیف بلکہ تحریف کرکے تحت
السرۃ کی جگہ مین علی صدرہ یعنی عن وائل بن حجر قال صلیت مع
النبی صلعم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ کا لکھا

اور بخاری رح و مسلم رح نے تو تحریف نہ کیا۔ البتہ سکوت اختیار کیا۔ اسوجہ سے کہ پیچھے والے اسکا تدارک بخوبی کر سکے۔ غرض اسطرح کی بہت سی روایتین مشہور جو امام صاحب کے موافقت پر نہین عناد مذہبہ کے سبب سے نسیًا منسیا ہو گیئین۔ اور مورخین مذکورین کلھم وغیرہم اکثر غیر حنفی ہین انکے تعصبات کا حال کیا پوچھنا الامان ہے یہ مصرعہ ۵ ولیکن قلم در کف دشمن است۔ انکی شان پر صادق ہے۔ کہ انھون نے امام صاحب کی نا لعبت کو ازانے کے واسطے انتقال مین صحابہ رض کے بہت کچھ افراط تفریط کر رکھا۔ اور یون بھی بین المورخین کے اختلاف کا حال تو خارج عن البیان ہے۔ اِس امر کو تاریخ دان جانے نادان کیا جانے۔ حضرت جب صاحبان صحاح نے جناب رسالت مآب صلعم کی تاریخ رحلت مین (کہ متفق علیہ کسی روایت مین ساٹھ برس اور کسی روایت مین باسٹھ وغیر ذلک ہے) وثوق کلی کی سند نہین لاسکا نہ مکث فی المکہ کی مدت کو (کسی روایت مین دس برس کسی مین پندرہ ہے) ٹھیک بیان کر سکا۔ وبغیر ذلک اکثر حدیثون مین اسی طرح کی ہی گفتار۔ کہ محدثین باعث بعد زمان سید الانبیاء والابرار کے بالاضطرار۔ اقوال اغیار مین ہوئے گرفتار۔ پھر دوسرونکا کیا اعتبار۔ خیر اگر اعتبار ہے تو علم شئی بہتر از جہل شئی کا اعتبار ہے بان اکثر اوقات عبرت باالزام خصم کے واسطے یا دریافت حال رتبہ متقدمین کے لیے درکار ہے۔ لیکن نہ اس درکار کے درکار سے۔ نہ اُس اعتبار کے اعتبار سے یعنی انکے نوشتہ کے تکیہ پر اعتماد و اصرار کرکے ائمہ اربعہ ابرار کی شان مین ناملائم گفتار۔ و ناہکار کردار کرنا روا و اختیار ہے۔ کیونکہ اکثرون کی حالت غضب

پر کی گفتار ہے - اور بعضوں کی حسد پر رفتار - چنانچہ ابن عبد البر نے
اس باب میں یہ عبارت لکھی ان السلف قد سبق بعضهم من بعض
کلام کثیر فی حال الغضب ومنه ما حمل علی الحسد ومنه
ما حمل علی التاویل مما لا یلزم المقول فیه شئ منه وذکر
من کلام الصحابة والتابعین وتابعیهم من النظراء بعضهم
فی بعض شیئاً کثیرا لم یلتفت الیه احد من العلماء ولا عولوا
علیه لانهم بشر یغضبون ویرضون والقول فی الرضی غیر
القول فی الغضب فمن اراد ان یقبل قول العلماء بعضهم فی
بعض فلیه لا یقبل قول من ذکرنا من الصحابة بعضهم فی
بعض وقول من ذکر من التابعین وائمة المسلمین بعضهم فی
بعض فمن فعل ذلك فقد ضل ضلالا بعیدا وخسر خسرانا
مبینا وان لم یفعل ولن یفعل ان هداه الله والحمد لله
فلیقف کذا فی الصواعق - اور ایسے تاج الدین السبکی شافعی
نے اپنی طبقات الشافعیہ میں لکھا ہے - فلا یلتفت بکلام الثوری
وغیرہ فی ابیحنیفة رح وابن ابی ذئب وغیرہ فی مالك
وابن معین فی الشافعی والنسائی فی احمد بن صالح ونحو
ذلك فقط - الخ انتہیٰ ولو اطلقنا تقدیم الجرح لما سلم لنا
احد من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فیه
طاعنون وهلك فیه هالکون فقط پھر کیوں امام صاحب

کے طاعنون کی طرف کوئی التفات کریگا ۔ انشاءاللہ خود انکو ہلاک کریگا ۔
چھٹوان یہ ہے کہ پہلا آپ زبان مبشر بالخیر اور زبان مبشر بالشر کے
درمیان امتیاز و بصارت پیدا کر لیجیے ۵ بے بصیرت را نباشد در حق
و باطل تمیز ۔ کور یک داند عصائے سحر و اعجاز کلیم ۔ بعد اسکے صحاح وغیرہ
کے تکیہ پر جو کچھ لکھنا ہو لکھا کیجیے ۔ وہ امتیاز بصرحۃ الذیل حدیثون کے مضامین
کو سمجھنے سے خواہ نخواہ دل مین پیدا ہو جائیگا ۔ بجز زندیق کے کسی مومن
کو شبہ نہ ہوگا ۔ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول صلعم خیر
امتی القرن الذی بعثت فیھم ثم الذین یلونھم ثم الذین
یلونھم (واللہ اعلم اذکر الثالث ام لا قال) ثم یخلف
قوم یحبون السمانۃ یشھدون قبل ان یستشھدوا اخرجہ المسلم ص۲۵
عن عمران بن حصین یحدث ان رسول صلعم قال ان
خیرکم قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم
ثم الذین یلونھم (قال عمران بن حصین فلا ادری اقال رسول
صلعم بعد قرنہ مرتین او ثلاثا) ثم یکون بعدھم
قوم یشھدون ولا یستشھدون یخونون ولا یؤتمنون
وینذرون ولا یوفون ویظھر فیھم السمن اخرجہ المسلم ص۲۵
عن عایشۃ رض قالت سئل الرجل النبی صلعم ای الناس
خیر قال القرن الذی انا فیہ ثم الثانی ثم الثالث
اخرجہ المسلم ص۲۶ عن الزبیر بن عدی قال آتینا انس

بن مالك فشكونا اليه ما يلقون من الحجاج فقال اصبروا فانه
لا ياتی علیکم زمان الا الذی بعده شر منه حتی
تلقوا ربكم سمعته من نبيكم صلعم اخرجه البخاری — والترمذی
كذا فی التیسیر عن عمر رض قال قال رسول صلعم اكرموا
اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم
ثم یظهر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف و
یشهد ون ولا یستشهد ون الا من سره بحبوبة
الجنة فلیلزم الجماعة کذا فی المشکوٰة - عن عمران
بن حسین رض قال قال رسول صلعم خیر الناس قرنی
ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم (قال عمران رض
فلا ادری اذکر بعد قرنه مرتین او ثلثة) ثم ان بعدهم
قوما یشهد ون ولا یستشهد ون (تا) زاد فی روایة و
یحلفون ولا یستحلفون اخرجه الخمسه وزاد فی روایة للشیخین
والترمذی عن ابن مسعود تسبق شهادة احدهم یمینه و
یمینه شهادة القرن العصر وهی الامة فی کل عصر
من الاعصار کلما انقضی عصر سمی اهله قرنا سواطال
او قصروا راد بقوله قرنی اصحابه صلعم الخ کذا فی
التیسیر - عن ابی قتادة قال قال رسول صلعم الایات
بعد المائتین اخرجه ابن ماجه - ایضا فیه عن انس بن مالك

عن رسول صلعم قال امتی علی خمس طبقات فاربعون سنۃ اهل بر وتقوی ثم الذین یلونهم الی عشرین ومائۃ سنۃ اهل تراحم وتواصل ثم الذین یلونهم الی ستین وماته سنۃ اهل تدابر وتقاطع ثم الهرج الهرج اخرجہ ابن ماجہ الضیا فیہ - عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم امتی علی خمس طبقات کل طبقۃ اربعون عاما فاما طبقتی وطبقۃ اصحابی فاهل علم وایمان واما الطبقۃ الثانیۃ ما بین الاربعین الی ثمانین فاهل بر وتقوی ثم نحوہ اخرجہ ابن ماجہ

اب ہون کوان حدیثون سے حال ابتدا وانتہا و مدت معینۂ زمان بشر بالخیر کہ ایکسو ساٹھ برس تک ہے - اور معنی قرن اور ابتدا زمان مبشر بالشر کہ دوسو برس کے بعد سے شروع ہے - بخوبی معلوم ہوگیا - اور حال ولادت امام اعظم ابوحنیفہ رح کا بھی کہ ۶۱ یا ۷۰ یا ۸۰ مین ہے - اور حال پیدائش امام بخاری رح کا بھی کہ ۱۹۴ مین ہے - اور باقی صاحبان صحاح کی پیدائش بعد دوسو برس کے ہے سو کہ وہ کو خوب معلوم ہوگیا ہے - کہ منشیٔ تذکرۃ المذاہب کے ۴۸۴ صفحہ مین لکھا ہے - اور حال وضع وضاعین معاندین للاسلام کا بھی کہ قبل پیدائش صاحبان صحاح کے شروع ہوگیا تھا - بہتون کو ہمارے تذکرہ مذکور کے الفاظ کے ملاحظہ سے اچھی طرح سے گوش گذار ہوچکا ہے - کہ اکثر دیار کے علماؤن نے ڈاک کے ذریعہ سے منگوا لیا ہے

خلاصہ جب امام صاحب کی پیدائش اور تدوین زمان مبشر بالخیر

یعنی خیر القرونی مین واقع ہونا۔ اور صاحبان صحاح کی پیدائش وتدوینات بعد عبور زمان مبشر بالشر یعنی شر القرونی مین وقوع ہونا۔ ثابت ہوئی تو امام صاحب کی مستدلہ حدیث کو صاحبان صحاح کی حدیث ہرگز معارضہ نہین کرسکتی ہی۔ اگر کرے تو مضامین احادیث مذکورۂ بالا کے منعکس ہونا۔ اور خیر کو شر سے اور شر کو خیر سے متبدل ہونا لازم آوے۔ العیاذًا باللہ اب اِس تقریر سے جتنی کتابین غیر مقلدین کی یا اور اور متعصبون کی جو حنفی مذہب کی مخالفت پر تالیف ہوئین ہین سب کی سب مردود ہوگئین ہین۔

دفع دخل اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمھاری فلان فلان حدیث کو ابن جوزی وغیرہم نے اپنی موضوعات مین داخل کیا ہی۔ تو جواب اسکا یہ ہی کہ ابن جوزی وغیرہ کے موضوعات کو (جو بدترین زمانہ مین تالیف ہوئین) صحاح کے مقابلہ مین پیش کرنا۔ علیٰ ہذ القیاس صحاح کی حدیث کو امام الائمہ امام ابو حنیفہ رح کی مستدلہ حدیث کے مقابلہ مین پیش کرنا۔ کیسا جیسا خالص زر و جواہر کے مقابلہ مین ملمع اور مصنوعی کو ظاہر کرکے احمقون کو ٹھگنا۔ بلکہ صحت صحاح پر جو تلقی امت ہونیکا دعوی تمھارا ہی اُسکو فی النار والجہنم بھیجنا۔

ساتوین یہ ہی کہ اخبار احاد پر صحاح وغیرہ کے عمل کرنا درست نہین کیونکہ محدثین متبحرین اور معلمین متشرعین پر مخفی نہین کہ سوا حدیث من کذب علیا معتمدا الخ کے کل احادیث صحاح وغیرہ کا جز احاد ہی

خبر متواتر نہین اسلیے ابن صلاح نے کہا ہی کہ حدیث مین اگر کوئی متواتر کی مثال ڈھونڈے۔ تو تھک جاوے حتی کہ حدیث انما الاعمال بالنیات بھی اِس متواتر کی مثال سے نہین۔ اگرچہ اتنے لوگون نے اُسکو روایت کیا ہی کہ عدد اُنکے حد تواتر کو پہونچتے ہین۔ ولیکن کثرت اُسکی رواۃ کی وسط اسنادمین ہوئی نہ قرن صحابہ مین انتہی۔

اور خبر احاد سے فائدہ علم یقینی شرعی حاصل نہین۔ نہ اُن پر عمل نکرنے سے بلکہ بالفرض انکار کرنے سے بھی خوف عذاب کا متحقق نہین اگر ہوتا تو صحابہ کی خبر احاد کو باوجود مسلمیت عدالت صحابیت کے صحابہ رد نہین کرتے بلکہ ردوانکار کے عذاب سے ڈرتے۔ نہ انکے تصدیق کے لیے شاہد طلب فرماتے نہ حلف دلواتے۔ بلکہ فقط اُنہین خبر احاد پر کفایت کرتے۔ ہمارے اس دعوی کی دلیل نیچے کی حدیثون سے بخوبی معلوم ہوجائگی۔ عن فاطمة بنت قيس قالت اِنّ زوجها طلقها ثلثا ولم يفرض لها رسول صلعم سكنى ولا نفقة وردّه عمر رض قال لا ندع كتاب ربنا وسنت نبيّنا بقول امرأة لا ندرى اصدقت ام كذبت ام حفظت ام نسيت۔ عن بسر بن سعيد قال سمعت ابا سعيد الخدرى رض يقول كنت جالسًا بالمدينة فى مجلس الانصار فاتان ابو موسى فزعًا او مذعورًا فقلنا ماشانك قال ان عمر ارسل الىّ ان اٰتيهُ فاتيت بابه فسلمت ثلاثا فلم يردّ علیّ فرجعت فقال ما منعك ان تاتينا فقلت انى اتيتك

فسلمت علی بابک ثلاثا فلم تردوا علی فرجعت وقد قال رسول صلعم اذا استاذن احدکم ثلاثا فلم یؤذن له فلیرجع فقال عمر رض اقم علیه البینة والا اوجعتک فقال ابی بن کعب رض لا یقوم معه الا اصغر القوم قال ابو سعید قلت انا اصغر القوم قال فاذهب به (تا) فقمت معه فذهبت الی عمر فشهدت اخرجه المسلم ۲۳ - اسکے سوا اور بھی اسطرح کی چہ ساتھ روایتیں باب الاستیذان مین مسلم اور بخاری کی موجود ہین - او تیسیر الوصول مین مسلم اور ابو داؤد سے ہے کہ حضرت علی رض راوی کو تین بار حلف دلاتے - اور ازالہ مین ہے کہ حضرت عمر رض بلا ضرورت خبر احاد کی طرف التفات نفرماتے - اور بخاری اور موطاء و ترمذی وابو داؤد وابن ماجہ وغیرہ مین ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض مغیرہ بن شعبہ کی روایت مین ھل معک غیرک (یا) ائیت من یشھد معک علی ھذا فرماتے سوائے اسکے علماء متدین اور فضلاء متشرعین پر ناظاہر نہین کہ صحابیون نے تالیف قرآن کے وقت مین باعث عدم مقبول ہونے خبر احاد کے لفظ متتابعات کو قرأت حضرت اُبی رض مین سے جو آیت قضاء رمضان مین تھا - فعدة من ایام اخر متتابعات - اور قرأت حضرت ابن مسعود رض مین سے جو آیت کفارہ یمین مین تھا قرآن سے نکال ڈالا - جب خبر احاد صحابہ کی دلیل شرعی نہوئی - پھر خبر احاد غیر صحابہ کی - (جو صحاح وغیرہ مین

بعد عبور زمانہ مبشر بالخیر حتی کہ بعد مرور زمانہ تبع تابعین کے اور بعد شائع
وضائع ہونے وضع وضاعین المعاندین اسلام کے سعی سنائی خبرین تالیف
ہوئین) کیونکر ایسی دلیل شرعی ہوگی جسمین کل شریعت کا مدار ان
پر کیا جاوے ہ برین عقل ودانش بباید گریست - اجی صاحب جب خبر احاد
کے مادے مین صحابیون کا یہ حال و قال ہے پھر آپ لوگون کا کس برتے پر
تتا پانی - ہان اگر آپ لوگ بسبب عناد نہبی کے ہمارے اس استنباط کو ناپسند
کرین تو کر سکتے ہین - لیکن آپکے پیشوا ابن حجر عسقلانی رح کے اس قول
کلھا سوا الاول احاد ومنھا المقبول والمردود کو تو ضرور پسند
کرینگے - اور سند گردانینگے - باوجود اسکے کل اخبار احاد کو صحاح وغیرہ
کی حدیث نبوی فرض کر کے ہر ہر بات مین قال النبی قال النبی کہنا بیشک
حدیث متواتر مذکور من کذب علی کا مصداق بننا ہے - اور ان حدیثون
کے مضامین کو جو صحاح وغیرہ کے باب التوقی فے الحدیث مین ہین بد
سمجھنا - اور بدلیل حدیث قال رسول صلعم کفے بالمرء کذبا
ان یحدث بکل ما سمع رواہ مسلم کذا فے المشکوٰۃ کاذب بننا - اور
خبر احاد صحاح وغیرہ کو کل شریعت کا مدار سمجھ لینا اور انکو آیت ما
اتاکم الرسول فخذوہ الخ کا مصداق فرض کرکے لوگون کو
عمل پر انکے ورغلانا - اور انکی مخالفت پر ڈرانا - صحابیون رض پر عیب
لگانا اور غیر رسول کو رسول قرار دینا - اور حیات و موت کو رسول صلعم کی
دو دو بار فرض کرنا - بلکہ قولہ تعالیٰ - استشھد وا شھید ین من

رجا الکم الخ کے مضمون سے اعراض کرنا۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔
سبحان اللہ کیا خوب آپ لوگون سنے تو عمل بالقرآن والحدیث المتواتر کو
طاقون پر رکھ چھوڑا۔ پر اخبار احاد پر بہت کچھ اودھم مچایا۔ ۵
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا غنیہ جب دلیل قوی اور برہان جلی سے
ثابت ہو گیا کہ خبر احاد صحاح وغیرہ قابل حجت شرعی یقینی نہوا۔ تب
لانذہبون کے سرگروہون نے جو جو کتابین حنفیون کے رد مین لکھی ہین چ
اور انمین صحاح کی حدیثون کی حجتین لائے ہین وے سب اس نظر سے
کالہباء منشورا ہو گئی۔ خصوصاً اُن عبدالطعون کی کتاب جسمین یہ عبارتین
موجود ہین۔ رد کر دیا حنیفہ متعصبہ نے محکمات صریحہ کو جو دال تھے کہ عبادات
مین نیت شرط ہی۔ رد کر دیا مقلدان بے معنی نے سنت
محکمہ صریحہ صحیحہ کو کہ وہ نہی ہی بیع رطب کے بعوض تمر کے
رد کر دیا حنفیہ متعصبین نے احادیث صحیحہ صریحہ محکمہ
غیر منسوخہ غیر معارض لہا کو جو دلالت بینہ رکھتی تھی کہ
وقت ظہر کا ایک مثل ہی اور ایک مثل کے بعد عصر کا وقت
آجاتا ہی۔ رد کر دیا حنفیہ متعصبین نے اُن احادیث صحیحہ صریحہ محکمہ کو
جو دلالت کرتے تھے کہ بول غلام پر فقط نضح اور رش مار کافی او غسل
کی حاجت نہین جیسا کہ صحیحین مین ہی۔ رد کر دیا حنفیہ متعصبین نے
احادیث وتر کو جو دلالت کرتے تھے کہ یک رکعت معقول ہی۔ رد کر دیا
حنفیہ متعصبین نے احادیث صحیحہ محکمہ کو جو قاطبۃً دلالت کرتے تھے جہر آمین پر

رد کر دیا حنفیہ نے نصوص صحیحہ محکمہ کو جو صراحۃً دال تھے کہ قرات فاتحہ
نماز مین فرض ہے - رد کر دیا اہل بطلان اور ارباب خذلات اور اہل ضلالت
اور ارباب بغاوت نے صدہا نصوص صریحہ صحیحہ محکمہ کو - وغیر ذلک جو منح المبین
على رد مذاهب المقلدين مین ہین - اور یہ عبارت ابو حنیفہ نے اس مسئلہ
مین حدیث بخاری کا خلاف کیا - اس مسئلہ مین حدیث مسلم کا خلاف کیا
على هذا القياس جیسا ظفر المبین مین ہے انتہی - اسی طرح کی تحریر و تقریر قابل
عمل کیا معنی قابل دید بھی نہین بلکہ قابل سوختنی ہے کیونکہ جب احادیث صحیحہ
صحاح کا خبر احاد ہونا ثابت ہوا - تب دعوی ان کا اس سنت صحیحہ
غیر منسوخہ قطعیہ محکمہ وغیر ذلک محض بے اصل و بے ثبوت ٹھہرا - کیونکہ جتنی حدیثون
کو یہ لوگ قطعیہ صریحہ صحیحہ محکمہ غیر معارضہ کہتے ہین - اور اپنے ثبوت مشغب کرتے
ہین اُن سب کا معارض صحاح وغیرہ مین بھی موجود ہے - چنانچہ آئندہ اسکا
ذکر آتا ہے - پیران نمی پرند مریدان می پرانند کی نقل ہے - اعتراض
اگر کوئی کہے کہ خبر احاد مین حدیث متصل مرفوع بھی شامل اور وہ
واجب العمل ومقبول ہے - **جواب** ہان شامل ہے مگر خیر القرون کے
اخبار احاد واجب العمل والقبول ہونے مین گفتگو ہے کہ امتیاز اسکا فی
زماننا محال ہے کہ بہت سی حدیثین متصل مرفوع موضوع بھی ہین
چنانچہ اس باب مین تمہاری کتب موضوعات ہماری شاہد ہے - جب
حدیث متصل مرفوع مین وضع کا احتمال آگیا - تب بدلیل اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال - یقینی استدلال کرنا اُن سے

باطل ہو گیا۔ قطع نظر اس تقریر کے اور سنئے جب صحابہ منفرد کے خبر احاد یقینی واجب العمل ٹھہری۔ تب یہ خبر سند متصل مرفوع کی کب دلیل شرعی یقینی ہو گی۔ اعتراض اگر کوئی کہے کہ حاکم نے کہا ہے کہ بخاری اور مسلم کی یہ شرط ہے کہ وے کوئی روایت اپنی کتاب مین نہین لاتے جبتک کہ اسکو دو صحابی مشہور نے رسول صلعم سے روایت نہ کیا ہو۔ پھر اُن صحابیون سے دو یا زیادہ تابعی نے روایت نکیا ہو۔ پھر تابعین سے دو یا زیادہ تبع تابعین نے روایت نکیا ہو۔ تب تو صحیحین کی سب حدیثین مطابق دلیل شرعی کے ہین۔ جواب ہان اگرچہ دعوی حاکم کا یہ ہے جو اسنے بیان کیا۔ لیکن تکذیب اسکی عیان ہے حاجت بیان نہین کیونکہ صحیحین مین ایسی روایتین بہت ہین جسکی ایک ہی سند ہی بس چنانچہ صحیحین دیکھنے والے اور پڑھنے والے پر یہ امر مخفی نہین۔ اگر ہماری بات کو قبول نکرین۔ تو ضرور امام نووی شافعی کی بات تو قبول کرینگے۔ وہ خود یہ فرماتے ہین کہ یہ انکی شرط نہین کہ انکی کتابون مین ایسی روایتین ہین کہ اسکی ایک ہی سند ہے۔ انھین سے حدیث انما الاعمال بالنیات بھی ہے انتہا۔ اور حاکم کا قول اسطرح کا بہت ہے انھین سے ارشاد اللبیب مین ایک منقول ہے خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ جب بخاری رحہ نے اپنی کتاب صحیح کو تالیف کیا۔ تب امام احمد حنبل و یحیی بن معین و علی بن المدنی وغیرہم پر پیش کیا۔ اُنھون نے پسند کیا۔ اور صحت کی شہادت دی۔ (۱۱) اور ۲۵۰ھ مین نیشاپور مین آئے۔

وہان بطفیل محمد یحییٰ الذہلی کی مدت تک حدیث کا درس دیتے رہے۔ پھر
جب درمیان ذہلی اور اِنکے پھوٹ پڑی ذہلی نے لوگون کو اُنسے انقطاع
ہونے کا حکم دیا۔ تب سب لوگ اُنسے الگ ہوگئے مگر مسلم بن الحجاج باقی
رہے۔ اور دونون کی مجلس مین حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن ذہلی نے
کہا کہ جو کوئی مثل قول بخاری کے کہیگا اُسکو میری مجلس مین حاضر ہونا
حلال نہین تب مسلم الگ ہوئے اور جو کچھ ذہلی سے نقل کئے تھے
واپس دیے انتہیٰ۔

تنبیہ اب اِس عبارت مین غور کرنے کی جگہ ہے کہ امام بخاری رح کی پیدائش
تو ۱۹۴ھ مین ہوئی۔ ۲۰۵ھ مین نیشاپور مین جب آئے اُسوقت سن اُنکا
۱۱ برس کا ٹھہرا۔ تب وہ کب ملک بملک حدیثون کی تلاش مین محدثین کی
خدمت مین تشریف لے گئے تھے۔ اور کب علم حاصل کرکے چھ لاکھ حدیث
جمع کی تھی۔ اور کیونکر ہر حدیث کی نقل مین زمزم کے پانی سے غسل کرنے
اور دو دو رکعت نماز پڑھنے کی فرصت ملی۔ جو اپنی صحیح بخاری کو قبل
۲۰۵ھ کے تالیف کرکے آئمہ مذکورین کے آگے پیش کیا۔ کیا ان کے پیٹ سے
تالیف کرلائے تھے۔ اگر کہو کہ ہان اگر صغر سنی ہی مین صحیح بخاری تالیف ہوئی
تب تو وہ حجت شرعی ہونے سے بالکل جاتی رہی۔ کہ نابالغ کی شہادت پر
مدار شریعت نہین ہوسکتا ہے۔ اور مسلم رح کی پیدائش تو ۲۰۴ھ مین ہوئی
۲۰۵ھ مین بخاری اور ذہلی کے درس مین کیونکر حاضر ہوکر سماعت کی۔ اگر
اِسی سماعت سے صحیح مسلم لکھی تو اِسکا کچھ اعتبار شرع مین نرہا۔ جب ایسے

دو بزرگ کی صحیحین کا حال یہ ٹھہرا۔ تب غیر صحیحین کا حال کیا ہوگا اِس سے
دریافت کر لیجئے۔ کیونکہ نسائی و ابو داؤد وغیرہما اِن دونوں کے شاگرد
ہیں۔ اور واقعی ہیں سے محدثین مشہورین ہم معصرین نے ایک دوسرے
کی روایت لے لیکر اپنی اپنی کتاب بھرلی۔ امّا النفسانیت کے سبب سے اِس
بات کو اپنی کتاب میں ذکر نہ کیا۔ (الا ما شاء اللہ) اب فی زماننا لوگوں
نے اسکو متواتر سمجھ لیا۔ حتاکہ اُنکے تکیہ پر مذاہب آئمہ اربعہ کو نہ و بالا کرنے لگے
حالانکہ علماء محققین اور فضلاء مدققین نے لکھا ہے کہ آئمہ محدثین مشہورین
متاخرین کے صحاح کے تکیہ پر آئمہ اربعہ متقدمین کو الزام نہ دینا۔ نہ انکی روایتوں
کو اُنکی روایتوں سے تضعیف کرنا۔ کہ طریق سند متقدمین اَور تھا۔ متاخرین
کا اَور ہو گیا تھا۔ اب ہمکو مناسب ہے کہ بدلیل حدیث خیر القرون
قرنی الخ۔ اور حدیث اتبعو سواد الاعظم۔ الزموا الجماعۃ۔
علیکم بالجماعۃ من شذ شذ فی النار کے اقدام الائمۃ تابعی
کا اتباع کریں۔ جبکہ قبل اُنکے کسی کو صاحب مذہب بنائے۔ اگر پاتے
بے شک اِنکا اتباع کرتے۔ اور بدلیل حدیث قال رسول صلعم یکون فے
اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم
تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم
ولا یفتنونکم رواہ المسلم کذا فے المشکوٰۃ ص ۲۹۔ اور حدیث عن
ابی العاص ان رسول صلعم قال ان اللہ لا یقبض العلم
انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلماء فاذا لم

یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اخرجہ ابن ماجہ کے متاخرین کے اتباع سے منھ موڑے - تاکہ وادی ضلالت سے نجات پاوین - خذ ہذا فانہ ادق الدقائق - واحق الحقائق -

اب بالتصریح آپ کے مسئلون کے جواب مین آپ ہی کی صحاح وغیرہ سے صحیح صحیح حدیثین لاتا ہون سننئے اسمین انصاف سے نظر فرمائیے - اور اعتساف کو دخل نہ دیجیے - یعنی امام الائمہ امام اعظم رح نے جس حدیث سے استدلال واستنباط کیا اسکو صحیح جانئیے - انکے مقابلہ مین غیرون کے اقوال وتالیفات کی طرف ہرگز التفات نفرمائیے - کیونکہ امام صاحب خیر القرون تابعی ہین - آنکھ دیکھی باتین لکھتے ہین - اور صاحبان صحاح وغیرہم شر القرونی ہین - بلا آنکھ دیکھی خبرون پر اعتماد کرکے صحاح وغیرہ لکھی ہین - اور شر القرونی کی تالیفات حسب احادیث مذکورۂ بالا شر سے مملو ومخلوط ہین - اگر کوئی کہے کہ اسکے امتیاز کے واسطے اسناد موضوع موجود ہے - کہونگا وہ بھی شر القرونی کی تالیف ہے - اسمین بھی وضع وضاعین معاندین کا بہت کچھ حلول پاگیا ہے - اس باب مین کتب موضوعات تمھاری میری شاہد ہے -

آنحضرت صلعم کا موت تک رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت

اسکا جواب تو مین نے تذکرۃ المذاہب کے مناظرہ مین لکھا ہے - خیر یہان بھی

کچھ سُن لیجیے - رفع یدین نہ کرنا آنحضرت صلعم کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے تو بہتیرے آثاروں سے ثابت ہی چنانچہ اُن میں سے بعضوں کو مین مفصل الذین مین نقل کرتا ہون - بلکہ منع فرمانا آنحضرت صلعم کا رفعیدین کو اور بُری طرح سے اُسکو اُونٹوں کی دُم کے ساتھ تشبیہ دینا - خود آپ ہی کی صحیح مسلم کی اس روایت سے اچھی طرح سے ثابت ہی کہ اُنھون نے اِس حدیث کی بنا پر باب باندھا - اور اِس باب کو بلب الامر بالسکوۃ فی الصلوٰۃ والنہی عن الاشارۃ نام رکھا - وہ حدیث یہ ہی - عن جابر بن سمرہ رض قال خرج علینا رسول اللہ صلعم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ الخ اخرجہ المسلم ص ۳۶۳ اب اس حدیث کے مضمون پر غور کیجیے - کہ رفع یدین کسقدر ممنوع و منہی عنہ ہی - اچھی طرح سے سمجھیے - اور انصاف کیجیے معاذ کرکے حکم ٹھہرانا یہ حیرانی ہی ہی - کیونکہ قول النبی صلعم مالی اراکم رافعی ایدیکم (جو مثل ما انازع القرآن کے ہی) بہت ہی تعجب سے رفع یدین کی مشروعیت کو مزاحمت کرتا ہی - اور جملہ تشبیہ کانھا اذناب خیل شمس سے کسقدر مذمت رفع یدین کی ثابت ہوتی ہی - بمضمون - استفت عن نفسک اپنے دل سے پوچھیے تحقیق کہو تو کہ ہی اُنھین کسکی راے صواب - اور امر اسکنوا فی الصلوٰۃ سے اسکون فی الصلوٰۃ واجب ہی - نہ بر خلاف اسکنوا حرکات ناشائستہ فی الصلوٰۃ درست ہی - بلکہ منہی عنہ ہی - اسیلیے اکثر علماے

حنفیون نے رفع یدین کو موجب فساد صلوٰۃ لکھا۔ حتیٰ کہ مکحول نے امام صاحب سے یہ روایت کی من رفع یدیہ عند الرکوع وعند الرفع فسدت صلوٰتہ۔ کذا فی کتاب الشعاع۔ اور امیر کاتب الاتقانی نے فساد الصلوٰۃ برفع الیدین کا حکم دیا۔ اور ایک رسالہ اسمین لکھا۔ اگرچہ تقی الدین السبکی الشافعی نے تعصب مذہبی سے اُسکو رد کردیا۔ حتیٰ کہ بعض حنفیون نے بھی اس غیر مذہبی کے رد پر فریب کہا کہ اُس روایت کو ضعیف ٹھہرایا۔ علیٰ ہذا القیاس بہتون نے غیر مذہبی کتابون کی اسناد پر فریفتہ ہوکر بہت کچھ لکھا۔ لیکن اُس سے ہوتا کیا۔ جب اس حدیث مسلم سے اور حدیث لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الخ سے (جسکو بزار و بیہقی و بخاری تعلیق مین و طبرانی و ابن ابی شیبہ و غیرہم نے طرق مختلفہ سے مع اختلاف مواضع سبع کے روایت کیا۔ کذا فی غیر بحر الهدایہ) رفع یدین کا منہی عنہ ہونا ثابت ہوا۔ **اعتراض** اگر آپ کہین کہ اس حدیث مسلم کو تو کسی شراحون نے عدم رفع یدین کی دلیل نہین گردانا تا۔ اتنے دن کے بعد فقط تمھین کو یہ مضمون سوجھا۔ کیا اُنھون کو نہین سوجھا تھا۔ **جواب** اسکا کئی وجھون پر ہے۔ **اوّل** یہ ہے کہ رفع یدین کے ثبوت کا مضمون باوجود قرب زمان ہونے کے امام صاحب کو نہ سوجھا تھا۔ جو بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے اَورون کو سوجھا۔ **دوم** یہ ہے کہ جب آپ کو متاخرین کی تقلید سے امام صاحب کی تقلید ترک کرنا آسان ہوا۔ تب ہمکو اعلیٰ کی تقلید سے ادنیٰ کی تقلید چھوڑنا۔ کونسا مشکل آن پڑا۔ **سوم** یہ ہے کہ خود آپ کا مقتدا

ابن حجر عسقلانی شافعی نے اپنی نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ مین۔
واحتج الحنفیۃ بحدیث سمرۃ خرج علینا رسول صلعم فقال
مالی اراکم رافعی ایدیکم الخ اخرجہ المسلم لکھا۔ کیا آپکو اسکا
علم نہ تھا۔ جو آپنے اعتراض کیا۔ اور اسمین امام بخاری غیر حنفی کی مخالفت
سے حنفی کی مضرت حاصل نہین۔ چہارم یہ ہے کہ قطع نظر بالاے
تقریرون سے اور اِنکے اُنکے تحریرون کی دلائل سے۔ فقط یہ تو خیال
فرمائے۔ کہ حسب معنی لفظ رفع یدین کہ حدیث مین ہے خاص بتین بنفسہ ہی
احتمال بیان کا نہین رکھتا ہے۔ تب جس جس کیفیت سے نماز کے اندر
رفع یدین پایا جائیگا وہ اِس حدیث سے منہی عنہ ہوگا۔ اسمین خصوصیت
کا دخل دینا۔ یعنی نص پر مداخلت کرنا۔ دفع دخل اِس سے تکبیر تحریمہ
کے رفع کو بھی منہی عنہ ثابت ہونا۔ نہ سمجھنا کیونکہ مضمون اسکونی
الصلوٰۃ نماز کے اندر کے رفع مین گفتگو ہے۔ اور قبل تحریمہ وجود صلوٰۃ متحقق
نہین۔ بلکہ وہ تحریمہ بدلیل قولہ تعالیٰ وذکر اسم ربہ فصلے شرط صلوٰۃ
ہے۔ اور شرط صلوٰۃ رکن صلوٰۃ نہین ہوتا ہے۔ جیسا وضو۔ اور نہ مخصوص
منہ البعض کا قاعدہ اسمین منطبق ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جب دونون طرف
یعنی رفع وعدم رفع یدین مین آثارین موجود ہین۔ تب فقط رفع کے
آثارون کو عدم رفع کے آثارون پر کیونکر ترجیح دیجا سکتی ہے۔ بلکہ اسمین
اذا تعارضا تساقطا کا قاعدہ پیش آیا ہے اعتراض اگر آپ کہین کہ
تمہاری دوسری حدیث کے مستثنیٰ مین بہت کچھ اختلافات ہے پھر وہ حدیث

قابل احتجاج کیونکر ہوسکی- جواب جس طرح سے آپ لوگون کے پاس رفع یدینی
کی حدیث باوجود اختلافات رفع فی السجود کے قابل احتجاج کا ہوسکی-
کیا آپ نے صحاح نہین پڑھا- پھر کیونکر محدثیت کا دعوی بھرا خیر نہ پڑھا
نہ پڑھا- فقط تخریج الہدایۃ کی اس عبارت کو دیکھ لیا ہوتا- وفی الصحیحین
عن سالم عن ابن عمر رض فی حدیث الرفع کان لا یفعل ذلک
فی السجود ولمسلم وکان یفعلہ حین یرفع راسہ من السجود-
ایضًا فیہ عن ابی ہریرہ رض رائت رسول صلعم یرفع یدیہ فی
الصلوٰۃ (تا) وحین یسجد اخرجہ ابوداؤد وابن ماجہ- پھر کیونکر
بین السجدتین کے رفع یدینی کو باطل جانتے ہین ۵
اپنی فضیحتون پر انہین کچھ نہین نظر- اندھے ہین خود پر اورون کو جانے ہین بےبصر
اگر کوئی کہے کہ رفع یدین کی حدیثین کثرت سے ہین- اور عدم رفع
کی بہت کم ہین جواب اسکا کئی طرح پر ہے پہلا قوی ترین جواب انمین
سے یہ ہے کہ جتنی روایتین رفع یدین کی ہین سکی سب آثارین ہین بس- نہ کوئی
حدیث مین ایسا آیا ہے کہ رسول صلعم نے ارفعوا ایدیکم عند الرکوع
والقیام عنہ فرمایا- حالانکہ ان دونون حدیث مذکورین ما ارالکم
رافعی ایدیکم الخ- لا ترفع الایدی الخ فرمایا- فافترق
الفرق فرقًا جلیا- کما افترق النہار من اللیل لوجود الشمس فرقا
لمعیا-
دوسرا یہ ہے کہ اس باب مین تین طرح کی حدیثین ہین یعنی رفع یدین ثبت طرا لشئی

وعدم رفعیدین لبشرط لا شئی وبلین بلین لا شرط الشئی اگر ثالث کو
ثانی کے ساتھ ملا یا جاوے۔ تو کثرت اس جانب کو معلوم ہوے۔ مگر اسکو
سمجھنے کے واسطے علم درکار ہے۔ محدثین فی زماننا کا فہم (جو ایک سند
مدعی مولوی نذیر حسین صاحب سے حاصل کر کے اپنے کو استاد لغمان بلکہ
لقمان سمجھتے ہین۔ اور اس سند کو دکھا دکھا کر عوام کالبہائم کے پاس
عمل بالحدیث کا دعوی کر کے اپنی بزرگی حاصل کرتے ہین۔ روزگار کا
ڈھنگ نکالتے ہین) کچھہ بکار آمد ومعتبر نہین۔
تیسرا ۳ یہ ہے کہ اکثر محدثین غیر حنفی ہین۔ کما مر ذکرھم۔
انھون نے اپنی تقویت مذہب کے واسطے تل کو تال بنا کر دکھلایا ہے۔
اور روایت نسخ پر اعتماد نہ کیا۔

اب چند آثار عدم رفع یدین کا حسب وعدہ نقل کرتا ہون اور توقع انصاف کا رکھتا ہون عن علقمہ قال قال
لنا ابن مسعود رض الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلعم فصلے
ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح رواہ
ابوداؤد والترمذی والنسائی وقال ابوداؤد لیس ھو بصحیح
علی ھذا المعنی کذا فی المشکوٰۃ ص ۲۸۴ (جو امام بغوی شافعی کی مصابیح
سے منتخب ہے۔) کیا حضرت اپنی اس روایت کو جو نصف صاحبان صحاح
(جنکی حدیثون کو آپ لوگ کالوحی من السماء سمجھتے ہین) روایت کیا نہین
دیکھا۔ یا دیکھا بہر صورت پھر یہ اشتہار لن ترانی کا دینا کیسا تھا۔ اور دعوی

انا لاغیری کا بھرنا کیا تھا۔ اور لوگون کو راہِ راست سے بھٹکانے کی
تکلیف دینا کیا تھا۔ آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو۔ اور اسمین لڑائی
کرنا کیا تھا۔ لڑائی مین کیا لڈّو ملتے ہین۔ سُنے نے بلکہ بمضمون و لا
تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم عزّت جاتی۔ ملّت مین خرابی آتی ہے
اسلیے یہ مثل۔ لڑائی کا گھر ہانسی۔ بیماری کا گھر کھانسی۔ ساری وجاری ہے
کیون حضرت آپ تو اِس حدیث کو موضوع بھی نہین کہہ سکتے ہین۔ کیونکہ
آپ لوگ صحاح کی صحت پر تلقّی امّت کا دعویٰ بھرچکے ہین۔ ہان اگر آپ کہیے
کہ ابو داوٗد نے اِس روایت کو اِس طریق سے صحیح نہین کہا ہی۔ تو جواب
اِسکا یہ ہی کہ اِس طریق سے صحیح نہونا ثابت نہین چنانچہ انھون نے خود دوسری
روایت براء مین جو آئی ہی عدم رفع یدین کو تصدیق کرکے روایت کیا۔ یا یہ
جملہ ابو داوٗد کی طرف سے نہو۔ کیونکہ ابو داوٗد بلکہ ہر محدث کلیہ دعویٰ ہی کہ ہم نے
اپنے سنن یا کتاب مین بجز حدیث صحیح کے نہین روایت کیا۔ پھر رواۃ ابو داوٗد
کے بعد یہ جملہ کیسا۔ شاید صاحب مشکوٰۃ شافعی نے تعصب سے بڑھا دیا ہو۔
کیونکہ تیسیر الاصول مین بھی یہی روایت منقول ہی اُسمین یہ عبارت لیس
ھو بصحیح علی ھذا المعنی ابو داوٗد سے منقول نہین۔ بلکہ اخرجہ اصحاب السنن
اصحاب السنن مین ابو داوٗد بھی داخل ہین۔ سوا اِسکے اِس عبارت سے ہمارا
ضرر کیا بلکہ فائدہ ہی کہ اِس سے خوب معلوم ہوتا ہی کہ ثبوت عدم رفع یدین
کا طرق مختلف سے ثابت ہی کسی نے کسی طریق سے کسی نے کسی طریق سے ثابت
کیا۔ چنانچہ اِسی روایت مین ترمذی اور نسائی کو اِسی طریق سے اور ابو داوٗد

کو دوسرے طریق سے ثابت ہوا۔ فقس علیہ البواقی۔ عن علقمہ قال قال لنا ابن مسعود رض الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلعم فصلے ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح الخ اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر ٢١٥۔ عن البراء قال رائت رسول صلعم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لایعود اخرجہ ابو داؤد و کذا فی التیسیر ٢١٥۔ اور اسی طرح سے بیہقی شافعی نے بھی حدیث ابن عمر و عباد بن الزبیر سے روایت کیا۔ عن براء بن عازب قال کان الرسول صلعم اذا صلے رفع یدیہ حتیٰ تکون ابهاماہ حذاء اذنیہ ثم لم یعد اخرجہ الدارقطنی عن براء بن عازب قال کان النبی صلعم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی تکون ابهاماہ من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابن شیبہ۔ عن علقمہ عن عبداللہ قال صلیت مع رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند استفتاح الصلوٰۃ اخرجہ الدارقطنی و ابن عدی۔ و روی الطحاوی عن مجاھد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی من الصلوٰۃ قال الطحاوی فھذا ابن عمر قد رای النبی صلعم یرفع ثم ترک ھو الرفع بعد النبی صلعم فلا یکون ذلک الا وقد ثبت عندہ نسخ ما قد کان رائی النبی صلعم فعلہ و ما ذکر

طاؤس انه قد رائ ابن عمر يفعل ما يوافق ما روی عنه
عن النبی صلعم لا يقدح ذلك لانه يجوز ان يكون هذا
قبل ان يقوم الحجة عنده بنسخه ثم لما قامت تركه
وفعل ما ذكره عند مجاهد انتهى كلام الغيبى كذا فی شرح البخاری
عن ابن عباس رض انه قال لم يكن العشرة المبشرة يرفعون
ايديهما الا عند الافتتاح كذا فی شرح سفر السعادة رواه الطحاوی
عن الحديث الحسن بن عياش عن عبد الملك بن الحسن
عن الزبير بن عدی عن ابراهيم عن الاسود قال رائت
عمر يرفع يديه فی اول تكبيرة ثم لا يعود ورايت ابراهيم
والشعبی يفعلان ذلك وقال الطحاوی فهذا عمر لم يكن يرفع
يديه الا فی التكبيرة الاولی والحديث صحيح لان الحسن
ابن عياش وان كان هذا الحديث دار عليه فانه ثقة حجة
ذكر ذلك يحيى بن معين وغيره انتهى اس حديث کے معارضہ مین
صاحب تخریج الهدایہ زیلعی کے قول کو حاکم کا پیش کرنا بجز سادہ لوحی کے
کیا ہے ۔ کہ کجا طحاوی کہ ۲۲۹ یا ۲۳۰ مین پیدا ہوکر ۳۲۱ مین انتقال کیا ۔ اور
کجا زیلعی کہ ۷۶۲ مین انتقال کیا ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎
کہان راجہ بھوج کہان گنگا تیلی ۔ علی ہذا القیاس سوطا سے امام محمد رح کے
حدیثون کے مقابلہ مین جو آتے ہین یا اور اور عدم رفع کی حدیثون کے
معارضہ مین ابن حبان اور ابن جوزی اور ابن تیمہ وغیرہم من المتاخرین کے

اقوال کو جو اسناد درستی سے سجاوٹ و بناوٹ کیے ہیں صاحب تنویر العین کا پیش کرنا۔ محض نکمی بات ہے لکیر پر فقیر ہونا۔ شیر کے مقابلہ میں گیدڑ پیش کرنا۔ تاب آفتاب کو تھوک کر۔ کرم شب تاب کی تاب پر مغرور رہونا ہے۔ کہ کجا امام محمد رح کہ امام شافعی رح کی ماں کو نکاح کرکے انکو تعلیم و تربیت دیکے قبل قول صاحبان صحاح کے ۱۸۹ میں انتقال کیا۔ اور کجا ابن تیمیہ الحنبلی کہ ۶۶۱ میں پیدا ہوکر ۷۲۸ میں انتقال کیا۔ اور کجا ابن جوزی کہ ۵۱۰ میں پیدا ہوکر ۵۹۷ میں انتقال کیا۔ پس مشتری الاملاک کمشتری الافلاک۔ قال محمد السنة ان یکبر الرجل فی صلاته کلما خفض و کلما رفع واذا انحط للسجود واذا انحط للسجود الثانی کبر۔ فاما رفع الیدین فی الصلوۃ فانه یرفع الیدین حزاء الاذنین فی ابتداء الصلوۃ مرۃ واحدۃ ثم لا یرفع فی شیء من الصلوۃ بعد ذالک و هذا کله قول ابی حنیفه رح و فی ذلک اثار کثیرۃ قال محمد (نا) عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیه قال رائیت علی ابن ابی طالب رفع یدیه فی التکبیرۃ الاولی من الصلوۃ المکتوبة ولم یرفعهما سوی ذلک۔ عن ابراهیم النخعی قال لا ترفع یدیك فی شیء من الصلوۃ بعد التکبیرۃ الاولی۔ عن ابن حکیم قال رائت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اوّل تکبیرۃ افتتاح الصلوۃ

ولم یرفعهما فیما سوی ذلك - وغیر ذلک ہکذا کلہ فی موطاے
امام محمّد رح - عن سوار بن مصعب عن عطیه العوفے ان ابا
سعید الخدری وابن عمر کانا یرفعان ایدیهما اوّل مایکبیران
ثم لایعودان اخرجه البیهقی الشافعی وعلله بان عطیة شئی الحال وسوار
اسوء منه - اِس تعلیل سے بوے تعصب کی آتی ہے کیونکہ یہ ہی بیہقی نے
رفع یدین کی روایت کی یہ ہی ابن عمر وابو سعید وغیرہما سے لیث بن ابی سلیم
کے طریق سے روایت کیا - حالانکہ لیث بن ابی سلیم مختلف فیہ ومتکلم فیہ ہے اسکا
سمجھ ذکر نہ کیا - اور اپنی تقویت مذہب کے واسطے اُس روایت کو معلول کیا

ای ہنرہا نہادہ برکفِ دست - عیب ہا برگرفتہ زیر بغل -

الغرض یہ حضرات اسناد پستی کی وجہ سے جہان کہین امام ابوحنیفہ رح
کے خلاف پر کچھ جھوٹ موٹ کی بو باس بھی پاتے ہین - فورًا اسکو پہاڑ کا سا
بنا کر دکھلاتے ہین - اور اگر انکا نیکا پہاڑ کا سا عیب بھی موجود ہووے - تو
اسکو تل برابر بھی نہ شمار کرے - کیونکہ رفع یدین کے ثبوت مین جتنی آثار ین
ہین اسمین کیا کیا تناقضات اور اختلافات ہین انکو یہ حضرات اصلا
نہین دیکھتے ہین - بلکہ انکا یا منسیّا سمجھتے ہین - لیکن محققین خوب جانتے
ہین - اور انسی سے ناسخ ومنسوخ ثابت کرتے ہین - دور کیون جائیے
ہین - یہ ہی بیہقی کی دونون روایت پر غور کیجیے - تو معلوم کیجیے - کیونکہ
اگر دونون روایت کو صحیح کہیے تو ضرور حدیث عدم رفع کو حدیث رفع
کا ناسخ سمجھیے - کہ فی الحقیقت ابتداء اسلام مین رفع یدین تھی (چنانچہ

محدثین نے اُسوقت کی روایتون کو پاپا کر شائع و ذائع کیا) آخر چلکر منسوخ ہو گئی جیسا طحاوی نے اپنے معانی الآثار مین اور ابن الھمام نے اپنے فتح القدیر مین اور عینی شرح ہدایہ مین اِس بات کو ثابت کیا - اور اگر ایک کو صحیح دوسرے کو غیر صحیح کہیئے - تو کسکو صحیح فرض کیجئے - اگر حدیث رفع کو صحیح کہیئے - تو ترجیح بلا مرجح کو تعصب مذہبی سے دخل دیجیے - اور اگر وجہ ترجیح کے لیے اور اکو محدثین کی حدیث کو پیش کیجیے - تو مین اُن محدثین کے اُستادون کے پیران پیر امام اعظم رح کی اِس حدیث کو (ابوحنیفہ رح) عن حماد عن ابراھیم عن الاسود ان عبد اللہ بن مسعود رض کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لا یعود لشیٔ من ذلک کذا فی عقود الجواھر والخوارزمی کہ اِسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا - اور ترمذی نے حسن کہا - اور حدیث مسلم مذکور کو اور حدیث لا ترفع الایدی مشھور کو پیش کرونگا - اور موطاے امام محمد رح کی احادیث تو سب پر بھاری اور پیش کیا ہوا ہی - دکھلاؤنگا - پھر وجہ ترجیح کس جانب کو ہی دیکھیے - اور امام صاحب کے رتبہ اور محدثین کے رتبہ مین امتیاز کیجیے - اور اِس فساد کو مٹا دیجیے - یعنی بین الحنفیون کی عداوت کو اُٹھا دیجیے - اگرچہ اِس باب مین بہت سے دلائل و آثار ہین لیکن مین نے باعث مطول ہونے کتاب کے طرح دیا - العاقل تکفیہ الاشارۃ پر اکتفا کیا ؎

یک حرف بس است اگر شعور است ۔ ورنہ چو چراغ پیش کور است

انحضرت صلعم کا نماز مین خفیہ آمین کہنے کا ثبوت

اسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین لکھا ہے - اور بہت سی آیات قرآنی او احادیث نبوی سے اسکو ثابت کیا - خیر یہان بھی دو ایک روایت اور سن لیجے -

عن وائل بن حجر رض قال سمعت رسول صلعم قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال اٰمین ومدّ بھا صوتہ وفی روایۃ خفض بھا صوتہ اخرجہ ابوداؤد والترمذی کذا فی التیسیر - چونکہ صاحب تیسیر بھی شافعی المذہب ہین اسلیے روایت مدّ بہا کو صاف ومقدم لکھا اور خفض بہا صوتہ کو بے غرضی کے ساتھ موخر لکھا - نہین تو اس حدیث کو احمد وابوداؤد والطیالسی وابویعلی الموصلی نے اپنے اپنے سنون مین اور طبرانی نے اپنے معجم مین اور دارقطنی نے اپنے سنن مین اور حاکم نے اپنے مستورک مین حدیث شعبہ سے یون روایت کیا - عن سلمہ بن کھلی عن حجر ابی العنبس عن علقمہ بن وائل عن ابیہ انہ صلی مع النبی صلعم فلما بلغ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین واخفی بھا صوتہ ولفظ الحاکم فی کتاب القراءت وخفض بھا صوتہ ہے اسی طرح سے عینی اور فتح القدیر[۱۲۱] اور مرقات اور عمدۃ القاری وغیرہم مین ہے - عن ابی ھریرۃ رض قال ترک الناس التامین وکان رسول اللّٰہ صلعم اذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین قال اٰمین حتی یسمعھا اھل الصف الاوّل فیرتج بھا المسجد - اخرجہ ابن ماجہ[۶۲] اس حدیث سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ تامین بالجہر ابتداء مین تھی - اخیر کو منسوخ ہو گئی - شاید یہ بات ابوہریرہ رض کو نہ پہونچی ہون - نہین تو انکے ہم اقران صحابہ نے کیون ترک

تامین کیا۔ کیا غیر مقلدون مے ان لوگون کو بھی باعتبار راویوں کے امام صاحب کا مقلد سمجھا۔ العیاذ باللہ۔ حضرت اگر خیال کیجیے تو اسی حدیث سے تامین بالجہر کو بخوبی منسوخ سمجھیے۔ **سوائے اسکے** احادیث مصرحہ ذیل سے بخوبی تامین بالسر کو استنباط کر لیجیے۔ عن ابی موسیٰ رضہ قال کنا مع النبی صلعم فی سفر فجعل الناس یجہرون بالتکبیر فقال النبی صلعم ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لیس تدعون اصم ولا غایبًا انکم تدعون سمیعًا قریبًا وھو معکم الخ والضًا۔ عن ابی موسیٰ رضہ انھم کانوا مع رسول اللہ صلعم وھم یصعدون فی ثنیۃٍ قال فجعل رجل کلما علا ثنیۃً فاری لا الہ الا اللہ واللہ اکبر قال فقال نبی اللہ صلعم انکم لا تنادون اصم ولا غائبًا الخ اخرجھما المسلم وایضًا ہکذا فی البخاری۔ اور امام محمد رح اپنی موطا مین (جو قبل وجود شیوخ صاحبان صحاح کے تدوین ہوئی) لا یجہرون بذلک یعنی بالتامین لکھا اور وہی امام محمد رح نے اپنی کتاب الآثار مین امام ابو حنیفہ رح سے چار چیز امام کا مخفی کرنا روایت کیا۔ وہ چار چیز۔ تعوذ و بسم اللہ و سبحانک و آمین ہے۔ اسی طرح سے سیوطی شافعی نے بھی اپنی جامع الجوامع مین ابو ہریرہ و طحاوی سے روایت کیا۔ اور ابن شاہین نے اپنی سنن مین۔ وغیر ہم نے لکھا۔ غور کرنے کی جگہ ہے کہ مطلق آمین کہنا قول النبی صلعم سے خصوصًا اس حدیث سے بخوبی ثابت ہے وہ واجب العمل ہے۔ اسمین کسی طرح سے کسی فریق کا خلاف نہین۔ قال رسول صلعم اذا صلیتم فاقیموا

صفوفکم ثم لیؤمکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال غیر
المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین یجبکم اللہ فاذا
کبر وارکع فکبروا وارکعوا فان الامام یرکع قبلکم ویرفع قبلکم
فقال رسول اللہ صلعم فتلک بتلک قال واذا قال سمع اللہ لمن
حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد یسمع اللہ لکم رواہ المسلم وفی روایۃ
لہ عن ابی ہریرہ وقتادہ واذا قراء فانصتوا کذا فی المشکوٰۃ ۲۹؎ ہان صورت
جہریہ وسریہ مین اختلاف ہی وہ دونون صورت قول النبی صلعم سے ثابت نہین
یعنی رسول اللہ صلعم نے مدّ وا بھا صوتکم نفرمایا۔ البتہ محدثین فعل النبی
صلعم سے ثابت کرتے ہین۔ اور جب فعل النبی صلعم سے دونون ثابت ہین۔
تو قاعدہ تعارض کا پیش آگیا۔ پھر اسمین غیر مقلدون کا کیا نکلا سوائے
اسکے فعل النبی صلعم حنیفی کے پاس موجب وجوب نہین اگر ہوتا تو رسول اللہ
صلعم صلوا کما رایتمونی اصلی نفرماتا۔ بلکہ مجرد روئت ہیئت صلوٰۃ
نبی صلعم کی کفایت کرتی۔ نہ نعلین کھولتے مین اصحابون کو نماز کے اندر جو وے
فعل النبی صلعم کو دیکھ کر کھولتے تھے مزاحمت فرماتا۔ نہ یہ حدیث عن ابن عمرو
بن العاص (تا) یا رسول اللہ صلعم انک قلت صلوٰۃ الرجل
قاعدا علی نصف الصلوٰۃ وانت تصلی قاعدا قال اجل ولکنی لست
کاحد منکم اخرجہ المسلم ومالک وترمذی والنسائی کذا فی التیسیر ۲۱۶؎ فرماتا۔
الغرض اس فعل النبی صلعم سے جو تعارض واقع ہوا ہی۔ حنیفی الزام نہین پاسکتا ہے
اور حدیث بالا کے فقولوا آمین سے جہر بالتامین مراد نہین ہوسکتا ہی۔ نہ تو

اُسی حدیث کے فقولوا ربنا لك الحمد سے ربنا لك الحمد کا بھی جہر
لازم آتا اور اسی طرح سے ان حدیث رزین کے فلیقل بلیٰ انا علیٰ ذلك
من الشاھدین۔ اور فلیقل آمنّا باللہ سے بلیٰ انا علی ذلك
من الشاھدین اور اٰمنّا باللہ کا جہر لازم آتا۔ قال رسول اللہ صلعم
من قراء منکم بالتین والزیتون فانتھی الی الیس اللہ باحکم الحاکمین
فلیقل بلی وانا علی ذلك من الشاھدین ومن قراء لا اقسم بیوم
القیمۃ فانتھی الی الیس ذلك بقادر علی ان یحیی الموتی فلیقل
بلی۔ ومن قرأ والمرسلات عرفا فبلغ فبای حدیث بعدہ
یؤمنون فلیقل اٰمنّا باللہ رواہ ابو داؤد وغیرہ کذا فی المشکوۃ اور ظاہر
نہیں کہ امین دعا ہے چنانچہ خود بخاری کی ایک روایت مین عطا نے آمین کو
دعا کہا۔ جب آمین کا دعا ہونا ثابت ہوا۔ تو خفیہ کہنا بھی ضرور رہوا۔ کہ نصوص
قرآنی اُسپر دال ہے۔ قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعًا وخیفۃ۔ وقولہ تعالی
واذکر ربك فی نفسك تضرعًا وخیفۃ دون الجھر من القول
وقولہ تعالیٰ واسروا قولکم او اجھروا بہ انہ علیم بذات الصدور
وقولہ تعالیٰ ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما یوسوس بہ نفسہ و
نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ وغیر ذلک نہین تو تنسیخ قرآن کی
لازم آویگی۔ اور وہ تنسیخ حدیث۔ کلامی لا ینسخ کلام اللہ الخ سے
باطل ہے۔ چہ جائے یہ حدیث کہ جس مین تعارض واقع ہے۔ ناسخ قرآن ہوئی۔
طرفہ غریب لطیفہ عجیب تو یہ ہے کہ غیر مقلدین جس حدیث کے تکیہ پہ

آمین بالجہر کا فساد مچارہے ہین۔ وہ حدیث وائل بن حجر سے ہتی اُسکو تو خود امام بخاری رح کا شیخ و استاذ یحیی بن معین نے ضعیف کیا۔ جیسا امام زیلعی نے تبئین الحقائق مین لکھا۔ اور قابل حجت نہین کہا۔ قال الشافعی یجہر بہا عند الجہر بالقرءۃ لحدیث وائل بن حجر قال سمعت النبی صلعم انہ قال اٰمین ومد بہا صوتہ وما رواہ ضعفہ یحیے بن معین فلا یلزم حجۃ۔ پھر ان نادانون کے شور وشغب سے کیا ہوتا ہے۔ اور حنفیون کا کیا بگڑتا ہے۔

آنحضرت صلعم کا نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنے کا ثبوت

عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رائیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ اخرجہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ۔ عن علی رض ان من السنۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ رواہ ابوداؤد۔ اس حدیث کو صاحب الکافی والمبسوط وغیرہما نے اور امام نووی شافعی نے بھی ذکر کیا۔ اگرچہ امام نووی نے اپنے مذہب کے حسن ظن پر اسکو ضعیف کہا۔ وہ حنفیون کو مضر نہین لما ذکرنا۔ عن علی رض ان السنۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ کذا فی الشعرانی الشافعی ۹۳ وعن علی رض قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف تحت السرۃ رواہ احمد وابوداؤد وکذا فی المنتقی الاخیار۔ عن ابی جحیفہ رض ان علیا قال السنۃ وضع الکف فی الصلوٰۃ ویضعہما تحت السرۃ

اخرجه زرین کذا فی التیسیر ج۲ ص۲۱۶ ای حضرت مین نے تو آپ کے سوال کے جواب مین تحت السرہ کی روایت کو آپ کی کتابون سے اسقدر بھی ثابت کیا۔ حالانکہ مین اس بات کا محتاج نہ تھا۔ بھلا آپ تو اپنے علی الصدر کی روایت کو صحیح سے ثابت کیجیے۔ نہین تو کس برتہ پر تتا پانی کا طلب ہے بیان فرمائیے۔

دفع دخل ابن خزیمہ کی علی الصدر کی روایت کو جو وائل بن حجر کی طرف منسوب ہے ان روایتون کے معارضے مین ہرگز پیش نہین کر سکتے ہین جب شیخ الصحاح ابن ابی شیبہ کی تحت السرہ کی روایت وائل بن حجر سے ثابت ہو چکی۔ پھر بعد مدت مدید کے ابن خزیمہ کی علی الصدر کی روایت وہی ائل بن حجر سے کیونکر صحیح ہوگی۔ نہ معارضے کی قابلیت رکھیگی۔ حضرت یہ ابن خزیمہ کی روایت عجب انوکھی روایت ہے نہ صحاح مین موجود ہے نہ ائمہ اربعہ مین سے کسی کے مذہب کے ساتھ منطبق ہے حتیٰ کہ جمہور شافعیہ بھی تحت الصدر و فوق السرہ کے قائل ہین نہ علی الصدر کے۔ پھر آپکی دلیل کا پتا کیا ٹھہرا نہ آپکو گھر کا نہ گھاٹ کا پتہ لگا۔ ہان من یضلله فلا ھادی له کا نتیجہ نکلا۔

آنحضرت صلعم کا مقتدیون کو خلف الامام قرأت کرنے سے منع کرنے کا ثبوت

اسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین لکھا۔ پھر یہان بھی بہ نیت نفع عوام کے کچھ لکھتا ہون۔ عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلعم انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقراءۃ فقال ھل قرأ معی منکم من احد فقال رجل انا یا رسول اللہ صلعم قال فقال انی اقول مالی

انازع القرآن فانتهى الناس عن القراءة مع رسول صلعم
فیما جھر بہ من الصلوٰۃ حین سمعوا ذلک اخرجہ محمد فی موطاہ۔
ایضا فیہ۔عن ابن عمر انہ کان اذا سئل ھل یقرأ احد مع
الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام فحسبہ قراءۃ الامام
وکان ابن عمر لا یقرأ مع الامام۔ ایضا فیہ۔ اخبرنا مالک
حدثنا وھب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول من
صلی رکعۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام
امام محمد رح نے اپنے موطا میں ان حدیثون کو امام مالک رح سے نقل کرکے
فرمایا کہ بقول امام ابوحنیفہ رح کے قراءت خلف الامام نہ صورت جھریہ مین جائز
نہ صورت سریہ مین۔کیونکہ اسمین بہت سی آثارین ہین۔ ایک تو ابن
عمر رض سے قال من صلی خلف الامام کفتہ قراءتہ۔ دوسرا بھی
ابن عمر رض سے انہ سئل عن القراءۃ خلف الامام قال
تکفیک قراءۃ الامام۔تیسرا۔جابر بن عبد اللہ عن النبی صلعم سے انہ
قال من صلی خلف الامام فان قرائۃ الامام لہ قراءۃ۔چوتھا
قال من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ۔پانچوان
ابی وائل سے۔قال سئل عبد اللہ بن مسعود عن القراءۃ خلف
الامام قال انصت فان فی الصلوٰۃ شغلا سیکفیک ذالک
الامام۔چھٹوان علقمہ بن قیس سے ان عبد اللہ بن مسعود
کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجھر فیہ وفیما یخافت فیہ فی الاولیین

ولا فی الآخرین واذا صلی وحدہ قراء فی الاولین بفاتحہ
الکتاب وسورۃ ولم یقراء فی الاخرین شیئا (ای من القرآن)
ساتوان عبداللہ بن مسعود سے قال انصت للقراءۃ فان فی
الصلوٰۃ شغلا وسیکفیک الامام - آٹھوان بن قیس سے
قال لان اعض علی جمرۃ احب الی من ان اقراء خلف الامام
نوان ابراہیم سے قال ان اول من قراء خلف الامام رجل اتھم
دسوان بن شداد بن الہادی سے قال امر رسول اللہ صلعم
فی العصر قال فقراء رجل خلفہ فغمزہ الذی یلیہ فلما ان
صلی قال لم غمزتنی قال کان رسول صلعم قدامک
فکرھت ان تقراء خلفہ فسمعہ النبی صلعم قال من کان
لہ امام فان قراءتہ لہ قراءۃ - اس روایت سے صراحۃً عدم
جواز قرات کا صورت سریہ مین بھی ظاہر ہی - کہ نماز عصر کی تھی - گیارھوان
سعد سے قال وددت ان الذی یقراء خلف الامام فی فیہ جمرۃ
بارھوان عمر بن الخطاب رض سے قال لیت فی فم الذی یقراء
خلف الامام حجرا - تیرھوان موسیٰ سے انہ قال من قراء خلف
الامام فلا صلوٰۃ لہ - کل ان روایتون کو امام محمد رح کی موطا سے
نقل کیا ہی - اور اسی طرح سے امام محمد رح بہت سی حدیثین اپنی کتاب الآثار
مین بھی لایا ہی - ہمنے طوالت کی وجہ سے انکو ذکر نکیا - اور اسپر کفایت
کیا - اگر کوئی کہیے کہ صحاح کی کوئی روایت آپ نہین لائے - تو خیر

اسکی بھی چند روایت لاتا ہون۔ اگرچہ بقاعدۂ ماسبق کے یون کسیطرح کی ضرورت اسکی نہین سمجھتا ہون۔ چودھوان[14] صحیح مسلم مین عمران بن حصین سے یہ روایت ہی قال صلی بنا رسول اللہ صلعم صلوٰۃ الظہر او العصر فقال ایکم قراء خلفی سبح اسم ربك الاعلی فقال رجل انا ولم ارد بھا الا الخیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنیھا (ای نازعنیھا معناہ الانکار علیہ) اخرجہ المسلم والضیا فیہ پندرھوان[15] اسی عمران سے یہ روایت ہی ان رسول اللہ صلعم صلی الظہر فجعل رجل یقراء خلفہ سبح اسم ربك الاعلی فلما انصرف قال ایکم قراء او ایکم القارئ قال رجل انا فقال قد ظننت ان بعضکم خالجنیھا۔ ایضًا فیہ سولھوان[16] قتادہ سے یہ روایت ہی ان رسول صلعم صلی الظہر وقال قد علمت ان بعضکم خالجنیھا۔ اور طرفہ عجیب اور لطیفہ غریب تو یہ ہی کہ صحیح مسلم مین بخیر ان تین روایت کی اور کوئی روایت باب القراءۃ خلف الامام مین نہین۔ اور ان تینون روایتون سے صاف ظاہر ہی کہ نماز سریہ مین بھی قراءۃ خلف الامام درست نہین کیونکہ نماز عصر یا ظہر کی تھی سترھوان[17] وہی صحیح مسلم کے باب فی سجود القرآن مین یہ روایت عطا بن یسار سے مذکور ہی انہ اخبرہ انہ سال زید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شئی الخ اخرجہ المسلم۔ اٹھارھوان[18] موطاے مالک مین ابن عمر رض سے روایت ہی انہ کان اذا سئل ھل یقراء احد مع الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام

[19] فحسبہ قراءۃ الامام وکان ابن عمر لا یقراء مع الامام انیسوان
اِسی موطائے مالک مین جابر سے روایت ہے انہ قال من صلی رکعۃ لم
یقراء فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام۔ اِس روایت کو
ترمذی نے بھی لیا اور اپنی جامع مین اِسکو صحیح کہا۔ بیسوان [20] ابن ماجہ مین جابر
سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام فقراءۃ الامام
لہ قراءۃ۔ اکیسوان [21] وہی ابن ماجہ مین ابوہریرہ رض سے اور ابی موسی الاشعری
سے قال قال رسول صلعم اذا قراء فانصتوا الخ۔ بائیسوان [22] وہی ابن ماجہ
مین ابن اکیمہ سے قال سمعت اباھریرہ رض یقول صلی النبی صلعم
باصحابہ صلوٰۃ نظن انہا الصبح فقال ھل قراء منکم من احد
قال رجل انا قال انی اقول مالی انازع القرآن۔ تئیسوان [23] ابن
ابی شیبہ نے اِس حدیث کو علی کرم اللہ وجہ سے روایت کیا عن علی
قال من قرء خلف الامام فقد اخطاء۔ چوبیسوان [24] وہی ابن ابی
شیبہ نے حضرت زید بن ثابت سے قال لا قراءۃ خلف الامام
کو روایت کیا۔ پچیسوان [25] پھر اُنھون نے ابراہیم سے قال اول ما
حدثوا القراءۃ خلف وکانوا لا یقرؤن۔ کو روایت کیا۔
چھبیسوان [26] وہی ابن ابی شیبہ اور طبرانی و ابن مردویہ اور بیہقی نے
ابن مسعود سے انہ قال فی القراءۃ خلف الامام انصت
للقرآن کما امرت فان للصلوٰۃ شغلا وسیکفیک ذالک
روایت کیا۔ کذا فی الدر المنثور للسیوطی الشافعی۔ ستائیسوان [27]

دارقطنی نے حضرت علی رضؓ سے انہ قال من قرء خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ کو روایت کیا۔ اٹھائیسوان[۲۸] ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر سے قال لا یقرء خلف الامام لا ان جہر ولا ان سر ذکرہ الزیلعی فی نصب الرایہ کو روایت کیا۔ انتیسوان[۲۹] امام مالک نے بیاضی سے ان النبی صلعم خرج علی الناس وھم یصلون وقد علت اصواتھم بالقراءۃ فقال ان المصلی یناجی ربہ فلینظر بما یناجیہ ولا یجہر بعضکم علی بعض بالقرآن کذا فی التیسیر[۲۱۹] کو روایت کیا۔ تیسوان[۳۰] پھر وہی امام مالک اور احمد اور ترمذی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے (مالی انازع القرآن) اور (اذا قرأ فانصتوا) کو روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ[۱۰۳]۔

تنبیہ جب ہمنے اصل اصل کتابون سے عدم قراءت کو ثابت کیا۔ باقی روایتون کو جو طحاوی اور ابن ہمام اور عینی وغیرہم لائے۔ طوالت کی وجہ سے چھوڑا۔ **اعتراض** اگر آپ فرمائین کہ تمھاری سب روایتون کا معارض موجود ہی بلکہ تمنے جس راوی سے عدم جواز کو ثابت کیا۔ اسی راوی سے جواز کی بھی روایت ثابت ہی جیسا ابن عمرؓ و عمرؓ وغیرہما سے دونون طرف کی روایتین موجود ہین۔ پھر تمھاری روایتین کسطرح سے قابل احتجاج کے ٹھہرین۔ **جواب** جسطرح سے آپ لوگون کے پاس جواز کی روایتین باوجود موجود ہونے روایتین عدم جواز کے قابل احتجاج کے ٹھہرین۔ اگر بقول آپکے ہماری روایتین قابل احتجاج کے نہ ٹھہرین۔ تو پھر

تمھاری روایتین باوجود موجود ہونے معارضون کے کیونکر قابل احتجاج کے ٹھہرین۔ ؟

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ حضرت اب تو آپ ہی کے قول سے قاعدہ اذا تعارضا تساقطا۔ کا نکل پڑا۔ پھر تو احتجاج باحادیث صحاح کا برباد ہوگیا۔ کیون نہو حسب نوشتہ احادیث ماسبق کے میرے۔ یہ تالیفات نثر القرونی ہین۔ اسمین بہت کچھ رطب و یابس مخلوط ہین۔ نہین تو اسطرح کے تناقضات بزرگون سے ہرگز و ہرآئنہ ثابت نہو تین۔ کیا یہ عقل تجویز کرتی ہی کہ حضرت عمرؓ وغیرہ رضؓ کسی وقت مین کچھ اور کسی وقت مین کچھ فرماوین۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یہ نتیجہ فقط اسناد پرستی اور تعصب مذہبی کا ہی۔ نری بلکہ یہ معجزہ قول حضرت رسالت آب صلعم ثم یظہر الکذب وغیرہ کا ہی۔ تنبیہ مین کچھ امام صاحب کے قول کے ثبوت کے واسطے صحاح کی طرف محتاج نہین ہون۔ بلکہ اصل کی اصالت کو نقل سے ثابت کرنے کو جہالت سمجھتا ہون۔ لیکن فقط الزام خصم کے لئے پیش کیا کرتا ہون۔ نہین تو انکے قول کو قرآن سے ثابت کرنے مین عاری و عاجز نہین ہون۔ وہ عدم جواز قرأت خلف الامام اسی آیت اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا سے بخوبی ثابت ہی۔ کیونکہ جب اس آیت سے تلاوت قرآن کو ایسا استماع و انصات لازم ہی جیساکہ طلوع شمس کو وجود نہار لازم ہی۔ تب قرأت فاتحہ خلف الامام کو بھی استماع و انصات لازم ہی کہ وہ بھی قرآن بل ام القرآن ہی۔

اعتراض خیر لفظ فاستمعوا سے البتہ صورت جہریہ مین استماع متحقق ہو سکتا ہی

اما صورت سریہ مین کیونکر استماع ثابت ہوسکتا ہی - تب اُس صورت سریہ
مین قرارت خلف الامام کون آیت سے ممنوع ہوتی ہی - **جواب**
اِس آیت کے لفظ انصتوا سے ممنوع ہوتی ہی کیونکہ انصات مین سماعت
لازم نہین - اگر ہوتا تو اللہ جل شانہٗ بعد فاستمعوا کے پھر انصتوا کو تکرارًا
نہ فرماتا - کہ حشو قرآن مین لازم آتا - البتہ یہ تخصیص بعد تعمیم اُس صورت کے
لیے ہی کہ جس صورت مین قرآن سُنا نجاوے - اور جہان سماعت متحقق
نہونے پاوے - وہان بھی اِسی انصتوا سے خاموشی اختیار کرے - اور
استماع مین سماعت وانصات دونون لازم ہین یعنی چپ رہکر سُننے کی
کوشش کرے - نہین تو فائدہ خاصیت باب افتعال کہ اللہ تعالیٰ نے
سمع کو باب افتعال مین لیجاکر فاستمعوا فرمایا باطل ہوئے - کیون حضرت
جب شاہی دربار مین دور کے بیٹھنے والون کو جو کلام شاہی سُننے نہین پاتے
ہین انصات لازم ہوتا ہی تو کیا اللہ جل شانہٗ کا دربار اِس سے بھی کیا گذرا ہوگا
کہ اسمین جسکا جو جی چاہے سو ہُڑ ہُڑ کیے جاے - سواے اِسکے جب تیجے
کی اِن دونون حدیثون مین قرارت فاتحہ کی مطلقًا متحقق نہین پھر مضمون
حدیث لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کو یہانپر کیا کہیے - باوجود عدم
قرارت فاتحہ کے نماز کیونکر صحیح ہوتی ہی - اوّل - حدیث یہ ہی عن عبد اللہ
بن ابی اوفے قال جاء رجل الی النبی صلعم فقال انی لا استطیع
ان اخذ من شیئًا فعلمنی ما یجزئنی قال قل سبحان اللہ الحمد للہ
ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الخ اخرجہ ابوداؤد

والنسائی کذا فی المشکوٰۃ [۳۰۲] - دوم حدیث یہ ہے - وفی روایۃ الترمذی قال اذا قمت الی الصلوٰۃ فتوضاء کما امرک اللہ بہ ثم تشہد فاقم فان کان معک قرآن فاقراء والا فاحمد اللہ وکبرہ وھللہ ثم ارکع کذا فی المشکوٰۃ [۲۸۵] -

خدا ورسول کا عوام غیر مجتہد پر کسی امام کی ایمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنے کا ثبوت

ہرچند اسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین ادلہ قطعیہ سے ثابت کیا - لیکن یہانپر بھی دوسری طرز سے کچھ لکھنے کو مناسب سمجھا - وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فرمایا - اِس سے اتباع اولی الامر کا واجب ہے - اسمین کسی طرح کا شک و شبہ نہین - لیکن گفتگو اسمین ہے کہ مطلق اولی الامر کا اتباع واجب ہے یا مقید بفرد کامل کا - اگر ثانی ہے تو فتنہ فروتشت ونزاع برخاست کا نقشہ پیش ہے کہ امام صاحب ائمہ مین فرد کامل ہین - تب انکا اتباع واجب ہے - اگر اوّل ہے تو مین قولہ تعالی اتبع احسن ما انزل الیکم - و قولہ تعالی ولا تنسوا الفضل بینکم - و قولہ تعالی اوحینا الیک ان یتبع ابراھیم کو امر مطلق کا بیان ڈالتا ہون - اور اِس سے فرد کامل مراد لیتا ہون - کیونکہ جب اوّل آیت سے باوجود حقیت کل ما انزل اتباع ما احسن کا مامور بہ ہونا ثابت ہوا - اور ثانی آیت سے فاضل کے فضل کو بھولنا منہی عنہ ٹھہرا - اور ثالث آیت سے باوجود حقیت نبوّت

ہر نبی کے اتباع حضرت ابراہیم کا کرنا ثابت ہوا - تب علی وجہ الکمال -
و بصورت جمال امر مطلق کو مقید بفرد کامل ہونا ثابت ہوگیا - اور امام
ابی حنیفہ رح استاذ الایمہ امام الایمہ واعظم الایمہ وافضل الایمہ واعلم الایمہ
واورع الایمہ وازہد الایمہ واقدم الایمہ واقرب الایمہ الی الرسول صلعم
ہین پھر انکا اتباع کیون واجب نہو - اگر آپ اسپر بھی اکتفا نکرین تو مین
آپ کے صحاح سے (جسکو آپ لوگ کالوحی من السماء سمجھتے ہین - حتی کہ
اسکے مقابلہ مین حدیث السنۃ قاضٍ سے قرآن کو بھی ضعیف ٹھہرائے
ہین العیاذ باللہ) چند حدیثین جنکو صاحب مشکوۃ نے جمع کیا - اس
تقریر کی تائید مین پیش کرتا ہون - اور اسمین تامل و تفکر سے نظر کرنے کو
امید رکھتا ہون - منجملہ انکے پہلی روایت حضرت عائشہ رض سے یہ ہے عن
عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم لا ینبغی لقومٍ فیھم
ابوبکر ان یؤمھم غیرہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب
کذا فے المشکوۃ - اگرچہ ترمذی رح نے باعتبار اسناد کے اسکو غریب
کہا - لیکن اسکی تائید مین نیچے کی حدیثین موجود ہین - دوسری روایت
اُنسے یہ ہے عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم
فے مرضہ ادعی لی ابابکر اباکِ واخاکِ حتی اکتب کتابا
فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولا ویابی
اللہ والمؤمنون الا ابابکر رواہ المسلم وفی کتاب الحمیدی انا اولی
بدل انا ولا کذا فے المشکوۃ - تیسری روایت جبیر بن مطعم سے

قال اتت النبی صلعم امراۃ فکلمتہ فی شئ فامرھا ان ترجع الیہ قالت
یا رسول اللہ ؐ ارایت ان جئت ولم اجدک کانہا ترید الموت قال
فان لم تجدینی فأتی ابا بکر متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ چوتھی روایت محمد بن
حنیفہ سے قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلعم قال ابوبکر
قال قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت
قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ - پانچوین
روایت ابن عمر سے قال کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا
نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلعم
لا نفاضل بینہم رواہ البخاری وفی روایۃ ابی داؤد قال کنا نقول
ورسول صلعم حی افضل امۃ النبی صلعم بعدہ ابوبکر ثم
عمر ثم عثمان کذا فی المشکوٰۃ - تنبیہ جب پہلی روایت سے حضرت
ابوبکر رض اللہ کے رہتے ہوئے امامت غیر کی سزاوار نہین ہونا - اور دوسری
روایت سے اللہ ومؤمنون کا سوائے ابوبکر کے انکار کرنا - اور تیسری روایت
سے بعد رحلت آنحضرت صلعم کے عورت سائلہ کو ابوبکر کے پاس آنا - اور
چوتھی روایت سے خیر الامہ بعد النبی صلعم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کا ہونا -
اور پانچوین روایت سے ابوبکر کی برابر اور کسی کو نہ ٹھہرانا - ثابت ہوا -
یعنی باوجود حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم
صحابیون میں سے صحابیون نے حضرت ابوبکر صدیق کو افضل جانکر ترجیح دیکر اقتدا
کیا - تب اسی طرح سے سنیون مین حنفیون نے ائمہ کے درمیان سے امام الائمہ

کو اسی اشارۃ النص سے ترجیح دیکر اقتدا کیا تو کیا قصور کیا۔ **دقیقہ** دیکھیے غور کیجیے کہ بعد النبی صلعم کے اقتدا کی تین صورتین ہین۔ اول۔ اقتدا صحابہ کا صحابہ کے ساتھ۔ دوم۔ اقتدا غیر صحابہ کا صحابہ کے ساتھ۔ سوم۔ اقتدا غیر صحابہ کا غیر صحابہ کے ساتھ۔ جب صورت اول مین اُن حدیثون سے عموماً اولی الامر کا آیت اولی الامر منکم سے بالکل مفقود ہی کہ کُل صحابہ کا اقتدا ساتھ حضرت ابو بکر رض کی افضلیت مین فرد کامل ہونے کے سبب سے موجود۔ اور صورت ثانیہ مین بھی وہی افضلیت کے سبب سے (کہ حدیث اصحابی کالنجوم الخ سے ثابت ہی) اقتدا غیر صحابہ کا صحابہ کے ساتھ ثابت۔ تو صورت ثالثہ مین کیون وہی افضلیت کا اعتبار نہو۔ اور کیون حدیث اجعلوا آئمتکم خیارکم الخ سے خیار ائمہ پر اقتدا واجب نہو خذ ہذا۔

ظہر کا وقت دوسری مثل تک باقی رہنے کا ثبوت

چند روایتون سے ثابت ہی کہ۔ انمین سے ایک روایت ابوہریرہ رض سے یہ ہی ان رسول صلعم قال اذا اشتد الحرّ فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحرّ من فیح جھنم قال ابو محمد (یعنی دارمی) ھذا عندی من التاخیر اذا تاذّوا بالحرّ اخرجہ الدارمی[۱۴۲۵]۔ دوسری روایت نافع مولی ابن عمر رض والوہریرہ رض سے۔ حدثاہ عن الرّسول انہ قال اذا اشتد الحرّ فابردو بالصلوٰۃ فان شدۃ الحرّ من فیح جھنم اخرجہ البخاری[۷۶]۔ اور اسی طرح سے یہ روایت صحیح مسلم مین بھی ہی[۱۱۱]۔ تیسری روایت ابی ذر رض سے قال اذّن موذّن

النبی صلعم الظهر فقال ابردوا ابردوا وقال انتظروا انتظروا
وقال شدۃ الحر من فیح جهنم فاذا اشتد الحر فابردوا
عن الصلوٰۃ حتیٰ رائنا فے التلول اخرجہ البخاری[٢٢] - ایضاً اخرجہ المسلم[١٥٣]-
چوتھی روایت پھر ابوہریرہ رض سے عن النبی صلعم انہ قال اذا
اشتد الحر فابردوا (تا) واشتکت النار الخ اخرجہ البخاری[٢٢]-
ایضاً اخرجہ المسلم[١٥٣] - پانچوین روایت ابوسعید سے قال قال رسول صلعم
ابردوا بالظهر فان شدت الحر من فیح جهنم تابعہ سفین
ویحیی وابوعوانہ عن الاعمش اخرجہ البخاری[٢٢] - چھٹوین پھر ابوسعید
سے قال قال رسول اللہ صلعم اذا اشتد الحر فابردوا بالظهر
فان شدۃ الحر من فیح جهنم اخرجہ ابن ماجہ[٤٩] - ایضاً فیہ عن ابی
ہریرہ مثلہ - ایضاً فیہ عن مغیرہ بن شعبہ مثلہ - ایضاً فیہ عن ابن عمر مثلہ -
دسوین پھر ابوہریرہ رض سے ان النبی صلعم قال اذا اشتد الحر
فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جهنم اخرجہ الستہ
بہذا اللفظ کذا فے التیسیر[٢٠٥] - گیارھوین - ابوذر رض سے قال کنا
مع النبی صلعم فے سفر فاراد المؤذن ان یوذن للظهر فقال
لہ رسول اللہ صلعم ابرد ثم اراد ان یوذن فقال لہ
ابرد حتیٰ رائینا فے التلول فقال النبی صلعم ان شدۃ الحر
من فیح جهنم فاذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ اخرجہ الخمسہ
الا النسائی کذا فے التیسیر[٢٠٥] - بارھوین قاسم بن محمد سے قال ما

ما ادرکت الناس الا یصلون الظهر بعشی اخرجہ مالک کذا فی التیسیر[۲۰۵]
معنی عشی آخر روز ہی۔ تیرھوین[۱۳] ابو موسی سے قال کان رسول اللہ صلعم
اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل اخرجہ النسائی کذا
فے التیسیر[۲۰۶]۔ تنبیہ ان روایتون سے ابراد بالظہر حالت گرمی مین علی
وجہ الکمال ثابت ہی۔ اور معنی ابراد کے یہ ہین کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت مین
پڑھے۔ اور ٹھنڈا ہین تو قبل ایک یا ڈیڑھ مثل کے اس دیار مین بھی متحقق نہین
ہوسکتا ہی۔ پھر اُس دیار ریگستان مین کیونکر متحقق ہو۔ ہان کسیقدر قبیل کا
مثل سے لیکر دو مثل تک متحقق ہی۔ اس لیے امام صاحب نے ان حدیثون
سے مسئلہ مثلین کا استنباط کیا۔ سواے اسکے تیسری روایت مین
بخاری اور مسلم کی اور گیارھوین روایت مذکور مین تیسیر کے لفظ حتی رائنا
فے التلول مذکور ہی۔ اور تلول کے معنی لغت مین تودہ اور عینی مین التلول
جمع تل و ہو کورۃ من الرمل۔ اور قسطلانی مین التل بالفتح والتشدید
کل ما اجتمع علی الارض من تراب او رمل او غیرہما ویکون سطحا غیر شاخص غالبا
والظہر لہ ظل لانبساطہ الا اذا ذہب اکثر وقت الظہر لکھا۔ اب غور کی جگہ
کہ تودہ ریگ وغیرہ کا سایہ جب تک آفتاب خوب ڈھل نہ جاوے تب تلک
متحقق نہین ہوتا ہی۔ اُسی وقت شئی مستقیم کا سایہ دو مثل تک ہوتا ہی۔
چودھوین[۱۴] روایت عبد اللہ بن رافع سے عن ابی ہریرہ رض انہ سالہ
عن وقت الصلوٰۃ فقال ابو ہریرہ انا اخبرک صل الظہر اذا کان
ظلک مثلک۔ والعصر اذا کان ظلک مثلیک والمغرب اذا

غربت الشمس الخ اخرجہ محمدؒ فی موطاء ص۴۲ - اِس حدیث سے ابتداء وقت عصر کا دو مثل کے بعد سے ہونا ثابت ہی - پندرھوین ص۱۵ روایت جابر رضی اللہ سے قال صلی بنا رسول اللہ صلعم حین صار ظل کل شئ مثلیہ رواہ ابن ابی شیبہ کذا فی العینی - اِس سے بھی دو مثل کے بعد ابتداء عصر کا شروع ہونا ثابت ہی - اعتراض اِن حدیثون کے معارضون کی نسبت مین تم کیا کہتے ہو جواب اِن حدیثون کی نسبت مین تمھارا جو جواب ہی وہی جواب میرا اُن حدیثون کی نسبت مین ہی - دوسرا جواب ہماری روایتون مین تناقض نہین اور تمھاری روایتون مین بہت سے تناقضات ہین - اُنھین سے ایک ابن عباس سے یہ ہی قال قال رسول اللہ صلعم امنی جبرائیل عند البیت مرتین فصلی بالظہر حین زالت الشمس وکانت قدر الشراک وصلی بی العصر حین صار ظل کل شئ مثلہ (تا) فلما کان الغد صلی بی الظہر حین کان ظلہ مثلہ وصلی بی العصر حین کان ظلہ مثلیہ الخ رواہ ابوداؤد والترمذی کذا فی المشکوٰۃ ص۴۲ - اِس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ ظہر کا آخر وقت اور عصر کا اوّل وقت مشترک ہے کیونکہ آخر وقت مین ظہر کے اور اوّل وقت مین عصر کے لفظ کان ظلہ مثلہ مشترک ہی - حالانکہ کوئی وقت صلوٰۃ خمسہ سے مشترک نہین چنانچہ ابن عمر کی روایت مین وقت الظہر (تا) مالم یحضر العصر الخ کذا فی المشکوٰۃ ص۲۵ - اور ابی ذر کی روایت مین یمیتون الصلوٰۃ او یوخرون عن وقتہا الخ کذا فی المشکوٰۃ ص۲۴ - اور حضرت علی رض کی

روایت مین یا علی ثلث لا تؤخرها الصلوٰۃ اذا اتت الخ کذا فی المشکوٰۃ صـ۶۱ ـ ان روایتون سے بخوبی عدم اشتراک ثابت ہے ـ پھر جس حدیث مین وقت کا تناقض ہے وہ حدیث کسقدر صحیح ہوسکتی ہے دریافت کیجیے اور روایت جناب بن الارت کی جسمین شکونا الی رسول اللہ صلعم حر الرمضاء فلم یشکنا الخ کذا فی التیسیر صـ۲۰۸ ہے وہ تو بالکل خلاف مضمون انا ارسلناک رحمۃ للعالمین کا ـ اور قولہ تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کا ـ اور قولہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کا ـ اور حدیث انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ صـ۳۱ کا ـ اور حدیث قال رسول صلعم یسروا ولا تعسروا وفی روایۃ وسکنوا ولا تنفروا اخرجہ الشیخان کذا فی التیسیر صـ۱۵ ـ اور حدیث ولولا یثقل علی اُمتی لصلیت بھم ھذہ الساعۃ الخ کذا فی المشکوٰۃ صـ۶۳ کا ـ اور حدیث لولا ان اشق علی امتی لامرتھم ان یؤخروا العشاء الی ثلث اللیل او نصفہ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ صـ۶۵ کا ـ اور حدیث خذوا من الاعمال ما تطیقون فان اللہ لا یملوا حتیٰ تملوا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ صـ۱۰۹ کا اور کل روایات مانقدم ابردوا بالظھر کا ہے ـ حضرت ہر ہر بات مین خبر احاد پر تکیہ کر کے اُنکے پیچھے پیچھے دوڑنا ـ کیسا جیسا کوا کان لے گیا کہنے پر کوے کے پیچھے دوڑنا ـ اور کان مین ہاتھ دیکر نہ دیکھنا ـ مگر کیا کیجیئگا ـ آپ لوگون کو ان باتون کے پھٹکار نے راہِ راست نے بھٹکا رکھا ہے ـ ہان جو جو علماء

امام صاحب کے دقائق کو دریافت نہ کرسکے انھون نے بھی امام صاحب کا خلاف کیا۔ کلّ حزب بما لدیھم فرحون ؎ للناس فیما یعشقون مذاھب ؎ ہرکس مناسب گہرخود گرفت یار۔ بلبل بباغ رفت و زغن سوے خارزار۔

عام مسلمانون کا نفس ایمان اور پیغمبرون اور جبرائیل کا مساوی ہونے کا ثبوت

مساوی ہونا نفس ایمان رسول صلعم اور مؤمنون کا اِس آیت سے بخوبی ثابت ہی قولہ تعالیٰ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون ط کلٌ آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ۔ کیونکہ خداوندکریم نے لفظ رسول صلعم پر لفظ المؤمنون کو عطف کیا۔ اور درجہ معطوف ومعطوف علیہ کا حکم عطف مین متحد ہی۔ پس ایمان رسول ؐ ومؤمن کا بھی متحد ہونا ثابت ہوا۔ نہین تو۔ جاء زید وعمرو مین عدم مساوی ہونا۔ مجیئت مین ہر دونون کے لازم آتا ہی۔ حالانکہ یہ خلاف عقل ونقل ومحاورۂ عجم وعرب کے ہی۔ اور سواے اسکے لفظ کلٌ کی تنوین عوض مضاف الیہ کا ہی کذا فے الجلالین۔ تب کلٌ کلھم کے معنی مین مستعمل ہی۔ اور کلھم تاکید حکم مین مستعمل ہوتا ہی تب کیونکر ایمان مین جو فرمان خدا کا ہی باوجود تاکید کے دونون مساوی نہون۔

سواے اِسکے کمال دین کمال ایمان پر دلالت کرتا ہی۔ اور جب کمال ایمان ہر مؤمن کا ثابت ہو تب معنی قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم اع

کیونکر مصدق ہو سکتا ہے سوا سے اسکے ایمان کی کمی و بیشی جو بظاہر آیت اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا وغیرہا سے معلوم ہوتی ہے وہ کیفیت ایمان کی زیادتی و نقصانی ہے۔ نہ نفس ایمان کی اگر نفس ایمان کی زیادتی ہوتی۔ تو حضرت ابراہیم عم اس آیت مین واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی کیفیت احیاء موتی سے سوال نکرتے۔ اور اولم تؤمن سوال استفہام انکاری کی جگہ مین بلی ولکن لیطمئن قلبی نہ کہکر۔ لیزیدنّ ایمانی فرماتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ درمیان ایمان اور اطمینان کے تفرقہ ہے یعنی ایمان اور شئی ہے اطمینان اور شئی ہے نہین تو لفظ بلی ولکن کے معنی منطبق حال اس قیل و قال کے نہوتے۔ نہ اس آیت مین الذین آمنوا وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب عطف وتطمئن قلوبہم کا اوپر الذین آمنو کے صحیح ہوتا۔ سوا سے اسکے جناب رسالت مآب صلعم جب حسب وعدہٗ خداوند تعالی تین سو صحابہ کو ہمراہ لیکر مشرکین کے مقابلہ مین لڑنے تشریف لے گئے۔ اور نظر آپکی مشرکین پر پڑی۔ اور انکو عدد و شمار مین ہزار پائے۔ تب مضطر ہو کر ہاتھ اٹھاکر یہ دعا اللھم انجز لی ما وعدتنی الخ پڑھنے لگے۔ یہانتک کہ رداے مبارک آپ کی گر پڑی۔ او حضرت ابو بکر صدیق رض یا نبی اللہ لفاك منا شدتك ربك فانہ سینجزلك ما وعدك فرمایا۔ تب یہ آیت فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا

من عند اللہ الخ نازل ہوئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ نصرت
فعل آلہی ہے۔ اور اللہ اسکا وعدہ کر چکا ہے۔ اسکے وجود مین کسی طرح کا شک
نہین۔ اور رسول صلعم کو اس بات پر کلی اعتماد تھا۔ باوجود اسکے مضطر
ہوکر دعا مانگی۔ اور اللہ جل شانہ نے بھی فقط انکے اطمینان قلب کے لیے
فوج بھیجی۔ اس سے کچھ ازدیاد ایمان کا نہین لازم آتا ہے۔ اور نہ یہ نہونے
سے کمی ایمان کی لازم آتی ہے۔ اگر کمی ایمان کی لازم آتی۔ تو نقصان ایمان
نبی صلعم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبل اس اطمینان کے لازم آتی۔ العیاذ باللہ۔
سوا اسکے اگر نفس ایمان کی زیادتی و کمی ہونا ثابت ہوتا۔ تو خداوند
کریم خود اس آیت مین ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون
ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون حقا۔ اُن لوگون کی
شان مین جو بعض چیزون پر ایمان لاتے اور بعض کو انکار کرتے اولئک
ہم الکافرون حقا۔ ہرگز نہ فرماتا بلکہ بمضمون آیہ وما کان اللہ لیضیع
ایمانکم۔ وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین۔ اور وان تک حسنۃ
یضعفہا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما۔ اور فمن یعمل مثقال
ذرۃ خیرا یرہ۔ بعض ایمان کا اجر دینیکا وعدہ کرتا۔ اجر مومن کے
کیسا ہی کم ہو کیون ہرگز ضائع نہ کرتا۔ نہین تو بر خلاف وان اللہ لیس
بظلام للعبید۔ اللہ کا ظالم ہونا لازم آتا۔ العیاذ باللہ۔ صاحب
تفسیر بیضاوی شافعی اس آیت کے تحت مین یہ عبارت لکھتا۔ یریدون
(تا) سبیلا۔ طریقا وسطا بین الایمان والکفر ولا واسطۃ اذ الحق

لایختلف فاذا الایمان باللہ تعالی انما یتم بالایمان برسلہ وتصدیقہم فیما بلغوا عنہ تفصیلا او اجمالا فالکافر ببعض ذلک کالکافر بالکل کما قال اللہ تعالی فماذا بعد الحق الا الضلال - اولئک ھم الکافرون - ھم الکاملون فی الکفر لاعبرۃ بایمانہم ہذا سوائے اسکے اس آیت مین اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا - ایمانا کے معنی اطمینانا للنفس بارسوخا للیقین بتظاہر الادلۃ او بالعمل بموجبہا کما فی البیضاوی ہے - اور تفسیر عباسی مین فزادہم ایمانا - کے تحت مین جراۃ بالخروج الیہم لکھا - اور جلالین مین تصدیقا باللہ ولیقینا لکھا ہے - پس وہ زیادتی کثرت ہمت اور انشراح صدر وانطلاع قلب پر دلالت کرتی ہے - نہ نفس ایمان کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے کما زعمتم - سوائے اسکے لغت مین آمن کے معنی اعتماد بھی آیا ہے - امنتہ علی کذا اعتماد کردم اور ابرین - وامنتہ کذلک وقرئ قولہ تعالی مالک لاتامنا بین الادغام والاظہار کذا فی الصراح - اب معنی فزادتہم ایمانا کے زادتہم اعتمادا ٹھہرے - سوائے اسکے ہر زبان مین یہ محاورہ شائع وذائع ہے کہ زید مثلاً آج کل روپیہ پاکر بہت بڑا آدمی ہوگیا - یہانتک بکر سے بھی بڑھ گیا اور عمرو بہت ہی گھٹ گیا - یہانتک بکر سے بھی گھٹ گیا - اس سے یہ مراد نہین کہ نفس زید وعمرو کا قدوقامت بکر کے قدوقامت سے بڑھ گیا یا گھٹ گیا نہین ہرگز نہین - ہان کیفیت سابقہ سے بڑھ گیا یا گھٹ گیا - اسی طرح سے نفس ایمان کی زیادتی وکمی نہین ہوتی - ہان کیفیت ایمان کی زیادتی وکمی ہوتی ہے - اسلیے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین لکھا ہے - فالتحقیق ان الایمان

کما قال الامام الرازی لا یقبل الزیادۃ والنقصان من حیثیۃ اصل التصدیق لا من جہۃ الیقین فان مراتب اہلہا مختلفۃ فے کمال الدین فقط ہذا ہو المراد۔ فندفع متا الفساد سوائے اسکے ایمان کے دو معنی ہیں ایک حقیقی۔ جو مجرد تصدیق قلب بما جاء بہ النبی صلعم پر دلالت کرے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ الا من اکرہ علی الافتراء او کلمۃ الکفر وقلبہ مطمئن بالایمان لم یتغیر عقیدتہ وفیہ دلیل علی ان الایمان ہو التصدیق بالقلب کذا فے البیضاوی اور حدیث من شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسولہ حرم اللہ تعالیٰ علیہ النار رواہ مسلم کذا فے التیسیر۔ اور حدیث ثلثۃ من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ عن الاسلام بعمل الخ اخرجہ ابو داؤد کذا فی التیسیر۔ اسپر شہادت دیتے ہیں۔ ہرگز اس ایمان کی کمی بیشی ثابت نہیں۔ دوسرا مجازی جو کیفیت تصدیق قلبی پر دلالت کرے۔ یعنی جوں جوں احکام شرعی صادر ہونے لگے۔ تیوں تیوں انشراح صدر اور انفلاح قلب مؤمنوں کے بڑھنے لگے۔ یہ فقط اثر وثمرہ اُس تصدیق قلبی حقیقی کا ہے۔ چنانچہ اسی بات پر یہ روایت ابن عباس کی دلالت کرتی ہے۔ عن ابن عباس رض ان اول ما اتاہم النبی صلعم التوحید فلما اٰمنوا باللہ وحدہ انزل الصلوٰۃ والزکوٰۃ ثم الحج ثم الجہاد فازدادوا ایمانا الی ایمانہم کذا فے الکشاف۔ کہ انزل الصلوٰۃ وغیرہ بعد اٰمنوا کے وارد ہے۔ تب وہ صلوٰۃ وغیرہا داخل ایمان نہوئے ہاں وہ

انشراح صدر و انقلاح قلب وغیر ذلک پر دال ہی - وہ سب کیفیتین ہین اور اسی کیفیت پر ایمان کا اطلاق ہونا مجازاً درست ہی - اور معنی مجازی کا استعمال قرآن مین بہت ہی - جیسا قولہ تعالی یذبح ابناء ھم - مین تذبیح کی نسبت فرعون کی طرف کرنا مجازی ہی کیونکہ یہ فعل جیش فرعون کا ہی نہ فرعون کا ہی چونکہ امر فرعون سے یہ فعل وقوع مین آیا - اسلیے اسکی طرف منسوب ہوا - اسی طرح سے ایمان کی کیفیت کی کمی بیشی سے ایمان کی کمی بیش مراد لینا مجازاً درست ہی - کہ معنی مجازی اثر معنی حقیقی کا ہی - اسواسطے قرآن مین زادتھم ایمانا آیا ہی - اور جیسا قولہ تعالی وسخر لکم اللیل والنہار والشمس و القمر مین تسخیر کے معنی مجازی مراد ہی کہ نفع اُنسے حاصل ہی - نہین تو رات دن شمس و قمر خلائق کے قبضہ اختیار مین رہنا ثابت ہوتا - تب جسکا جب جی چاہتا رات کو دن دن کو رات کر سکتا - کہ معنی حقیقی تسخیر کے یہی ہین - حالانکہ کچھ اختیار خلائق کا اسمین متصور نہین ہاں چونکہ خلائق کو اُن سب سے نفع حاصل ہوتا ہی - اسلیے اللہ جل شانہ نے سخر لکم الخ فرمایا - اسی طرح سے انشراح صدر و انقلاح قلب کے معنی اللہ جل شانہ نے زادتھم ایمانا فرمائے - خذ ہذا لانہ ادق الدقائق -

تنبیہ جو لوگ امام صاحب کے دقائق کو نہین سمجھتے ہین - خواہ نخواہ اپنی جہالت سے امام صاحب پر لعن وطعن کرتے ہین - سوائے اسکے نفس ایمان حقیقی فقط نام تصدیق قلبی کا ہی - وہ ایک چیز ہی اسمین نقد کی بو باس بھی نہین - پھر زیادتی و نقصانی اسمین کیونکر متحقق ہوئے سوائے اسکے تصدیق قلبی مؤمن کے دل مین کیسا جیسا عشق عاشق کے دل مین - پس جس طرح سے عشق

عاشق کو بہت کچھ رنگ دکھلاتا ہی۔ اُسی طرح سے ایمان قلبی بھی بہت کچھ ثمرہ
طاعات دکھلاتا ہی۔ ہان اُس رنگ و ثمرات کی کمی و بیشی سے عشق و ایمان
مین کمال و جمال متور و قصور کہتے ہین سو معنی مجازی ہی اسمین نزاع کیا۔
یا ایمان مثل ایک درخت کے ہی تنہ اسکا تصدیق قلبی ہی۔ اور اعمال و طاعات
(کہ ثمرات اور نتائج اُس تصدیق کے ہین) بمنزلہ شاخ و برگ و گل و میوہ
وغیر ذلک کے ہین۔ اور ثمرات وغیرہ جیسا متفرعہ تنہ کے ہین۔ اُسی طرح
سے طاعات بھی متفرعہ تصدیق قلبی کا ہی چنانچہ اسی بات پر آیہ قولہ تعالی
ان الذین امنوا و عملوا الصالحات شہادت دیتی ہی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ
نے لفظ امنوا سے مؤمنون کے ایمان کی خبر دی۔ بعد اسکے اُسپر لفظ و عملوا
کو عطف کیا۔ اِس سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ ایمان اَور چیز ہی اور عمل اَور
چیز ہی۔ کیونکہ درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے مغائرت فی الذات ظاہر
ہی۔ پھر عمل بالارکان داخل ایمان کیونکہ ہوا۔ جب یہ داخل ایمان نہ ہو سکا۔
تب اِسکے گھٹنے بڑھنے سے ایمان کی گھٹتی بڑھتی نہین لازم آتی ہی۔ کیونکہ اثبات
ایمان مع ترک بعض اعمال کے بھی اِن آیتون سے بخوبی ثابت ہی۔ قولہ تعالی
و قلبہ مطمئن بالایمان اگرچہ بالاکراہ کلمہ کفر وغیرہ کے زبان پر جاری
کرے۔ اور قولہ تعالی و ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الخ کہ اس سے
ہر دو طائفہ کا بیان باوجود باہم مقاتلہ کرنے کے بھی من المؤمنین ثابت ہوا۔
اور مقاتلہ بین المسلمین منہی عنہ و کفر ہی۔ اِن آیتون اور حدیثون سے قولہ تعالی
و من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا۔ قولہ تعالی

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق اذا تواجہ المسلمان
بسیفھما فالقاتل والمقتول فی النار الخ اخرجہ الخمسہ الا الترمذی
کذا فی التیسیر صفحہ ۳۹۹ ۔ سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر اخرجہ الخمسہ الا
ابا داؤد وکذا فی التیسیر صفحہ ۳۹۹ ۔ تب اس سے یہ واضح ہوا کہ معنی آیت وان
طائفتان الخ کا ایمان حقیقی کے ساتھ متعلق ہے۔ اور معنی ان آیت اور حدیثوں
کے ایمان مجازی کے ساتھ متعلق ہین ۔ پس اس معنی مجازی کے اعتبار سے قول
محدثین الایمان یزید وینقص کا ثابت ہونا ثابت ہے۔ اور اس معنی حقیقی کے
اعتبار سے قول محققین خصوصًا امام صاحب کا جو الایمان لا یزید ولا
ینقص ہے بخوبی ثابت ہوگیا۔ فافترق الفرق فرقا جلیا ۔ واندفع الفساد
منا اندفاعًا قویًا ۔ اور جب اس بحث معنی اعتباری کا دخل ہوا۔ تب یہ
امر امر اضافی ٹھہرا ۔ اور امر اضافی مین نزاع کرنا نزاع لفظی ہے۔ اسلیے شیخ
الاسلام علامہ عینی شارح بخاری لکھتے ہین ۔ قال الامام ھذا البحث لفظی
لان المراد بالایمان ان کان ھو التصدیق فلا یقبلھما وان کانت
الطاعات فیقبلھما فکل ما قام من الدلیل علی ان الایمان لا
یقبلھما فھو مصروف الی اصل الایمان وکل ما دل علی ان الایمان
یقبلھما فھو مصروف الی الکامل وھو مقرون بالعمل فقط علی ہذا
القیاس تفسیر کبیر مین اور کشاف اصطلاحات فنون مین بھی یہی لکھا ہے۔

قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونے کا ثبوت

چونکہ اسکے ثبوت کے دلیل تذکرہ مین ایسی اچھی طرح سے لکھی گئی ہے جس سے

وہابیوں کی قلعی خوب طرح سے کھل گئی۔ اِسلیے یہان طوالت کے خوف سے ثانیاً
نہ لکھکر اُسپر برات دیگئی۔ کہ اگر زیادہ لکھون تو یہ کتاب بڑھجائگی۔ اور اُجرت
طبع مین ثقالت ہوگی اور اگر کم لکھون تو اس مسئلہ کی تقریر کی خوبی جاتی رہیگی
یعنی لوگ فقط اِسی قدرِ قلیل پر اکتفا کرینگے۔ اُسکی طرف نظر نہ کرینگے۔ اسلیے
مین ناظرین سے اس کتاب کی امید رکھتا ہون۔ اور تمنا التماس کرتا ہون۔
کہ اِس بحث کو اس کتاب مین دیکھین۔ اور وہابیون کی ڈھکوسلے کی باتون پر
خوب واقف ہوجاوین۔ اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کرین۔ اور امام
صاحب کی دقائق نویسی پر اعتماد کلی و وثوق دلی رکھین۔ اِنکے بھٹکانے سے
بھٹک نجاوین۔ اپنی تقلید پر ثابت قدمی اختیار کرین۔ اور اسکے ساتھ
امام ابو یوسف رح کے طعن کے دفعیہ کو بھی جو تذکرہ کے ۲۹۹ صفحہ مین ہے دیکھین

جو شخص محرمات سے نکاح کرکے اُس سے صحبت کرلے اُسپر حد شرعی بالشبہہ مہدر ہونیکا ثبوت -

معلوم کرنے کی بات ہے کہ وطی دو صورت سے حاصل ہوتی ہے۔ نکاح
سے یا سفاح سے صورت اوّل مین حلّت اور صورت ثانی مین حرمت ثابت ہے
حالانکہ نفس وطی دونون صورتون مین متحقق ہے۔ لیکن شارع نے یہ تفرقہ
کر رکھا ہے۔ یعنی بمضمون آیت فانکحوا ما تاب لکم من النساء۔ و
آیت ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ نکاح مین شارع
نے قوتِ حلت کی دیر کھی ہے۔ اسلیے اگر کوئی محرمات سے نکاح کرکے صحبت
کرلے تو بھی اُس نکاح کی وجہ سے حد شرعی اُسپر جاری نہین ہوتی ہے۔

کہ محل شبہ کا ہی - اور شبہ سے حدود مندفع ہوتے ہین لقول النبی ص ادروا الحدود بالشبہات کذا فی عقود الجواہر[۱۹۴] - ولقول النبی صلعم ادفعوا الحدود ما وجدتم له مدفعا - اخرجہ ابن ماجہ[۱۹۶] - ولقول رسول اللہ صلعم ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان له مخرج فخلو سبیله فان الامام ان یخطئ فی العفو خیر من ان یخطئ فی العقوبة اخرجہ الترمذی کذا فی التیسیر[۱۹۵] وکذا فی عقود الجواہر[۱۹۶] - اور اسکو حاکم اور دارقطنی وبیہقی نے بھی اخراج کیا - پس یہی حدیث ہمارے امام کی حجت کے لیے بہت ہی کفایت ہی - اور بڑی دلیل و برہان ساطع ہی - سوائے اسکے حضرت علی رض سے بھی یہ روایت ہی - عن علی رض ادروا الحدود اخرجہ الدارقطنی - سوائے اسکے ابوہریرہ رض سے بھی یہ روایت ہی عن ابی ہریرة رض ادرؤا الحدود ما استطعتم اخرجہ ابویعلی - سوائے اسکے حضرت عمر رض سے بھی یہ روایت ہی عن عمر قال لان اخطئ فی الحدود بالعفو احب الی من ان اقیمتها بالشبہات کذا فی العقود الجواہر[۱۹۶] -
ان حدیثون سے صاف معلوم ہوگیا کہ حتی الوسع حد جاری نہ کیجاویگی - یعنی کسی طرح کے شبہ ہونے سے یا اسکے دفعیہ کی صورت ملنے سے حد ساقط ہوگی - تب نکاح محارم مین خود نفس نکاح دفعیہ حد کے واسطے کفایت ہی کہ محل شبہ ہی - پھر اِس مطلب کو دوسری تقریر سے ثابت کرتا ہون غور کیجیے اور سنئے کہ ادفعوا اور ادرؤا جو اِن حدیثون مین وارد ہین صیغہ امر کے ہین اور آیتان مامور بہ متعلق بالشرائط ہین - شرائط انکے وجود شبہ وجود صورت مدفع

وجود صورت مخرج ہین جہان کہین یہ شرط پائی جائیگی وہان ایتان یا موجب
یعنی اسقاط حدود واجب ہوگا۔ کہ موجب امر کا وجوب ہی۔ پس نکاح
محارم مین وجود شبہ موجود ہی کہ نفس نکاح مین حکم شرعی ناطق ہی
اور حکم شرعی مین خطا کرنے سے حد نہین لازم آتی ہی۔ برخلاف زنا کے
کہ یہان حکم شرع کا ناطق نہین **ابتو نکاح محارم** مین امام صاحب
کا حد نہ لگانا مامور بہ ثابت ہوگیا۔ اور لگانا منہی عنہ ٹھہر گیا۔ **ع**
دعوی جو آپکا تھا وہ برعکس ہوگیا۔ سبحان اللہ کیا خوب اُلٹے چور
کوتوالے ڈانٹے۔ خود تو کرتے ہین چوری۔ پھر اُسپر کر رہے ہین سینہ
زوری۔ **ع** چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔
سوا اسکے آنحضرت صلعم نے حدود کے جاری کرنے مین کسقدر
احتیاط فرمائی۔ فقط حضرت ماعز رض پر حد جاری کرنیکا قصہ جو صحیحین
وغیرہما مین مکتوب ہی کفایت ہی۔ کیونکہ جب حضرت ماعز رض آکر زنا کا
اقرار کرتے تھے تب تب رسول صلعم انکو حیلہ وحوالہ سے باربار ویحک
ارجع فاستغفر اللہ وتب الیہ کہکر ہٹا دیتے تھے۔ اور کبھی
لعلک مسستہا او قبلتہا فرماتے تھے۔ اور کبھی لوگون سے
پوچھتے تھے کہ کیا اسکو جنون ہی یا اسنے شراب پی۔ اور کبھی ڈراکر
ان اعترفت الرابعۃ رجمتک فرماتے تھے۔ جب چوتھے مرتبہ بھی
اقرار کیا۔ تب بھی مجلس کرکے کیفیت زنا سے سوال کیا۔ بعد اسکے
آنحضرت صلعم نے حد جاری کی۔ اب محل غور وتفکر ہی کہ باوجود اقرار

صحابی کے بھی رسول صلعم صورت مدفع ومخرج ڈھونڈھتے تھے - پھر نکاح محارم مین باوجود شبہ نکاح کے کیونکر حد جاری کی جائیگی - کاشکے وہابی حدیثون کے معنی سمجھتے - اور فقط میانجی صاحب کی سند سے محدث نہ کہلاتے - تو یہ فسادات نہوتے - فلا تفسدوا فی الارض واصلحوا بیننا وبینکم فیکون خیرا لنا ولکم - ہان نکاح محارم مین تعزیر ہوگی - سیاست کی جائیگی - اور تعزیر کا حکم امام کی راے پر محوّل اور مفوّض ہے - جہان جیسا مناسب سمجھیگا وہان ویساہی حکم دیگا - یہانتک قتل بھی تعزیر مین شامل و داخل ہے - اسلیے نصاب الاحتساب[۱۲] مین لکھا ہے - ان الحد مقدر شرعا والتعزیر مفوض الی رای الامام - وایضا فیہ ان الحد یندرئ بالشبہات و التعزیر یجب مع الشبہۃ - اور دُر المختار مین لکھا ہے - و یکون التعزیر بالقتل - چنانچہ یہ اِس حدیث سے بھی ثابت ہے - من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ الخ اخرجہ ابن ماجہ[۱۸۷] - یہ قتل تعزیر کی وجہ سے ہے حد کی جہت سے نہین کذا فی انجاح الحاجہ[۱۸] **حضرت مشتہر صاحب** - آپنے جس حدیث کے تکیہ پر یہ سوال کیے وہ حدیث یہ ہے - عن البراء قال مر بی خالی ابو بردۃ بن نیار ومعہ لواء فقلت این ترید فقال امرنی رسول اللہ صلعم الی رجل تزوج امراۃ ابیہ ان اٰتیہ براسہ اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر[۱۳۶] - اور ابن ماجہ[۱۹۰] کی ایک روایت مین

ان آیتہ براسہ کی جگہ مین ان اضرب عنقہ واصفی مالہ ہے۔ اس سے آپکا کیا نکلا۔ اسمین بھی تو حد شرعی جو رجم ہے جاری نہ ہوئی۔ بلکہ قتل اور اخذ مال جو خلاف حد شرعی کے ہین موجود ہین۔ تب کیا یہ تعزیر ہے۔ یا از تداد کے سبب سے قتل واخذ مال کا حکم ہے۔ اگر تعزیر ہے تو اس حدیث نے امام صاحب کے قول کی خوبھی موافقت کی۔ اسلیے ہدایہ مین لکھا ہے ومن تزوج امراة لا یحل له نکاحها فوطیها لا یجب علیه الحد عند ابی حنیفه رح لکنه یوجع عقوبة اذا کان علم بذلك۔ اور اگر ارتداد ہے۔ تو وہ قتل واخذ مال منطبق حال ہے۔ محل نزاع کا ہے کیا اسمین قیل وقال۔ اور فی الحقیقت یہ صحیح ہے کہ حدیث مین وطی کا ذکر بھی نہین۔ اسلیے لمعات مین آیا ہے۔ کان الرجل اعتقد حله وانکر حکم الشریعه فکان مرتدا فلذلك امر بقتله واخذ ماله۔ اور امام صاحب کے عموم کے قول کو (جو ومن تزوج امراة لا یحل له نکاحها سے ثابت ہے) ماہین کے ساتھ مختص کر کے امام صاحب پر طعن کرنا۔ اور ایسے واقعہ خاص کو کسی معتبر کتاب سے ثابت نہ کر کے اسکو شہرت دینا۔ اور اس سے لوگون کو نفرت دلانا اور باوجود اس مسئلہ مختلف فیہا ہونے کے بھی حنفیون پر عیب لگانا۔ شقاوت جبلی ہے یا عداوت خلقی۔ یا جہالت کلی۔ وجہ شقاوت کی یہ ہے کہ باوجود متفق ہونے حدیث انکے قول کے انپر طعنہ مارنا۔ گویا رسول صلعم پر طعن کرنا۔ اور رسول صلعم پر طعن کرنا شقاوت نہین تو کیا۔

وجہ ثبوت عداوت کی یہ ہے کہ وہابیون کا امام صاحب کی خوبیون کو چھپا کر
انکے عیوب افترائیہ کو ظاہر کرنا عداوت نہین تو کیا۔ ؎

نہ بیند ہر طاؤس جز پاے زشت   گر از شت خوئی بود دیو زشت

وجہ ثبوت جہالت کی یہ ہے کہ محارم ابدیہ کی تفسیر فقط مان یا بہن پر کرنا۔
اور انکو مستثناے عقلیہ مین شامل رہنا نہ سمجھنا۔ جہالت نہین تو کیا۔
کیونکہ محارم سے وہ محارم مراد ہین کہ جنمین بعبہ قرابت یا جہالت قرابت
کے سبب سے مظنہ حلت نکاح کا ہوسکے جیسا نواسی و پوتی و پرپوتی و بھانجی
و بھتیجی کی اولاد یا علاتی بہن اخیافی بہن رضاعی بہن کی اولاد یا باپ کی
منکوحہ بیٹے کی منکوحہ یا سوتیلی خالہ یا سوتیلی پھوپی وغیر ذالک ہین۔ حقیقی
بہن و بیٹی مراد ہین کما زعم الوہابیون کیونکہ یہ سب تو حسب تعامل الناس
مستثناے عقلی ہین۔ کیونکہ آجتک تو کسی مؤمن نے انکی حلت کا گمان
نہین کیا۔ اور لفظ محارم للاکثر حکم الکل کے قاعدہ پر وارد ہے اور اسی
طرح کا کلام ہر زبان مین شائع و ذائع ہے۔ نہ اسکے لیے حاجت ہے برہان
کی۔ نہ ضرورت ہے بیان کی۔

تنبیہ وہابیون نے جو محارم کی تفسیر ما بہن کرکے مشہور کردیا۔
اسکی ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہابی سب قبل اسکے حنفی تھے اور انکے باپ
بلاشبہ حنفی تھے شاید وے لوگ لفظ محارم سے ما بہن بیٹی ہی سمجھ گئے ہوں
اور اسلیے نکاح کرکے صحبت کرنے سے حد شرعی نہ جاری ہونے کی جہت سے
اسکیلیے نکاح کرکے صحبت کرلیے ہون۔ اور یہ وہابی اس قسم کے نطفہ سے متولد

ہوکر یہ تجربہ حاصل کرکے یہ تفسیر کیے ہون۔ تعجب نہین۔ العیاذ باللہ۔
سوا اسکے وہابی لوگ سوتیلی خالہ وغیرہ کو محرمات ابدیہ نہین سمجھتے ہین۔ یعنی بڑے ذوق وشوق سے اپنی مان کی سوتیلی بہن سے نکاح کرکے صحبت کی لذت اٹھاتے ہین اور اصلا اس آیت کے خٰلٰتکم کو نہین دیکھتے۔ قولہ تعالیٰ حرمت علیکم امھٰتکم وبنٰتکم واخواتکم وعمّٰتکم وخٰلٰتکم الخ یا بمضمون علیٰ ابصارھم غشاوۃ شقاوت کی پٹی آنکھون پر دھر لیتے ہین۔ حتّٰی کہ علانیہ اسکی درستگی کا فتویٰ دیتے ہین چنانچہ مولوی نذیر حسین اور انکے شاگرد مولوی عبدالغفار نے جو امام کالی مسجد دہلی کے ہین۔ اسکی درستگی کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ اس بات کو صاحب جامع الشواہد نے بھی شہرت دی ہے زیادہ کیا کہون سوا دلی سے معافی چاہتا ہون۔ رنجش کے ڈر سے خاموشی اختیار کرتا ہون۔ ؎

قادر چرا چرا نہ نہد مُہر خاموشی ۔۔۔ سنگین دل اند مردم وگفتار نازک است
؎ نخواہم درین نوع گفتن بسے ۔۔۔ کہ حرفے بس ار کار بندد کسے

تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو دہ دردہ سے کرنے کا ثبوت

دہ دردہ کا ثبوت توضیحے کی حدیثون کی تطبیق سے بخوبی اچھی طرح سے ثابت ومستنبط ہے۔ لیکن اس استنباط کے مضامین کو سمجھنا اور استنباط کرنا ہر کہ ومہ کا کام نہین۔ ہان یہ حصہ روز ازل ہی سے امام اعظم رحمہ

کے نام مین ارقام ہی۔ کیونکہ اکثر راوی ایسے ہین کہ حدیثون کی روایت کرتے ہین سبھی لیکن اسکے مضامین کے کُنہ کو نہین پہونچتے ہین۔ چنانچہ یہ حدیث فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ کذا فی المشکوٰۃ[۱] اس بات پر شہادت دیتی ہی۔

سوائے اِسکے اِس باب مین حدیثون کی اقسامین ہین۔ ہر قسم کے معنیون اور موردون کو سمجھکر تطبیق دینا اور اسکے مابہ الامتیاز کو فرق کرکے مسائل استنباط کرنا۔ یہ کچھ مودی اور نقال کا کام نہین۔ نہ بیہودہ گو و نقال کا۔ البتہ اعلم الائمہ و افضل الرجال کا کام ہی۔ **حدیثون کی** اقسام انہین سے ایک قسم تو یہ ہی۔ **حدیث** ان النبی صلعم قال اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلہا ثلاثا فانہ لا یدری این باتت یدہ اخرجہ المسلم[۱۸] وایضا فی المشکوٰۃ متفق علیہ۔ **حدیث**[۲] ان النبی صلعم قال اذا استیقظ احدکم فلیفرغ علی یدہ ثلاث مرات قبل ان یدخل یدہ فی الاناء فانہ لا یدری فیہم باتت یدہ۔ اخرجہ المسلم[۱۸]۔ **حدیث**[۳] اذا استیقظ احدکم من نومہ فلیغسل یدہ قبل ان یدخلہا فی وضوءہ فان احدکم لا یدری این باتت یدہ اخرجہ البخاری[۲۸]۔ **حدیث**[۴] اذا استیقظ احدکم من اللیل فلا یدخل یدہ فی الاناء حتی یفرغ علیہا مرتین او ثلثا فان احدکم لا یدری فیم باتت یدہ اخرجہ ابن ماجہ[۳۲]۔

حدیث[۵] اذا استیقظ احدکم من نومه فلیغسل یده قبل ان یدخلها فی وضوء فان احدکم لا یدری این باتت یده اخرجه المالک[ص۴۲] وایضا امام محمد[ص۴۳] حدیث[۶] انه نهی ان یبال فی الماء الراکد اخرجه المسلم[ص۱۹۰] وایضا اخرجه ابن ماجه[ص۲۹] حدیث لا یبولن احدکم فی الماء الراکد الدائم ثم یغتسل منه اخرجه المسلم[ص۱۹۰]

حدیث[۸] لا تبل فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم تغتسل منه اخرجه المسلم[ص۱۹۰] حدیث[۹] یقول (ابوهریره رض) قال رسول صلعم لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وهو جنب فقال کیف یفعل یا اباهریره فقال تناوله تناولا اخرجه المسلم[ص۱۹۰] حدیث[۱۰] لا یبولن احدکم فی الماء الراکد (وفی روایته) فی الماء الناقع اخرجه ابن ماجه[ص۲۹] حدیث[۱۱] لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه اخرجه الخمسه وهذا لفظ الشیخین کذا فی التیسیر[ص۲۷] حدیث[۱۲] لا یبولن احدکم فی مستحمه ثم یغتسل فیه او یتوضاء فیه فان عامة الوسواس منه رواه ابوداؤد والترمذی والنسائی کذا فی المشکوٰة[ص۱۶۷] -

حدیث[۱۳] اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغتسل سبع مرات متفق علیه کذا فی المشکوٰة[ص۵۱] حدیث[۱۴] ان رسول صلعم قال طهور اناء احدکم اذا ولغ فیه الکلب ان یغسله سبع مرات اولاهن بالتراب اخرجه الستة واللفظ لمسلم کذا فی التیسیر[ص۲۷۹]

حدیث[۱۵] ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر به ابن الزبیر ان ینزف ماء زمزم الخ رواہ ابن ابی شیبہ حدیث[۱۶] ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات فیھا فامر ابن الزبیر ان اخرج و امر ان ینزح قال غلبتھم عین جاءت من الرکن فامر بھا فدست بالقباطی والمطارف حتی نزحوھا والصحابہ متوافرون من غیر نکیر و لم ینکر منھم احد وکان ذلک الافتاء بمحضر الصحابہ ولم ینکر منھم احد رواہ الطحاوی سوائے اسکے ابن ابی شیبہ دارقطنی اور بیہقی نے بھی طرق مختلفہ سے روایت کیا۔ کذا فی تخریج الہدایہ[۲۹] والفتح القدیر[۴۲]۔ اگرچہ بیہقی نے اسکے ضعف پر ابن عتبہ سے ایک روایت نقل کی لیکن ابن ہمام نے اپنی فتح القدیر میں اسکا دفعیہ کرکے اس حدیث کی صحت ثابت کرلی۔ حدیث[۱۷] ان علیا رض سئل عن بال فی بیر قال ینزح رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ حدیث[۱۸] عن ابی سعید الخدری رض انہ قال فی الدجاجۃ اذا ماتت فی البئر ینزح منھا اربعون دلوا کذا فی تخریج الہدایہ[۲۹]۔ وغیر ذلک الغرض اسطرح کی بہت سی حدیثین صحاح وغیرہ مین بھری ہوئی ہین تنبیہ ان حدیثون سے صاف معلوم ہوگیا کہ انائ کا پانی (خواہ چھوٹے ہون یا بڑے ہون) ہاتھ کی نجاست ہلانے سے بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔ اور جو پانی ایک جگہ مین بند ہے جاری نہین اسمین پیشاب کرکے پھر اُسی پانی سے غسل کرنا منع ہے۔ کہ وہ بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔ اور کتے کا کسی ظرف کے پانی پینے سے اُس ظرف کو سات بار دھونا

پڑتا ہے۔ اور کوئے مین آدمی گر کر مرنے سے کوئے کا سب پانی حتی المقدور نکالنا پڑتا ہے۔ اور چوہا گر کر مرنے سے بیس ڈول اور مرغی گر کر مرنے سے چالیس ڈول پانی نکالا جاتا ہے۔ پھر انمین سے دوسری قسم یہ ہے۔
حدیث ان النبی صلعم سئل عن الحیاض التی بین مکۃ و المدینۃ تردھا السباع والکلاب والحمر عن الطھارۃ منھا فقال لھا ما حملت فی بطونھا ولنا ما غبر طھور اخرجہ ابن ماجہ ایضا فی المشکوٰۃ حدیث عن جابر بن عبد اللہ قال انتھینا الی غدیر فاذا فیہ جیفۃ حمار قال فکففنا عنہ حتی انتھی الینا رسول صلعم فقال ان الماء لا ینجسہ شیء فاستقینا واروینا وحملنا اخرجہ ابن ماجہ حدیث عن اکرمہ انہ قال رسول اللہ صلعم بغدیر فقالوا یا رسول اللہ صلعم ان الکلاب تلغ فیہ والسباع فقال رسول اللہ صلعم للسبع ما اخذ فی بطنہ وللکلب ما اخذ فی بطنہ فاشربوا و توضؤا۔ قال ابو حنیفہ لا باس بہ اذا کان عشرا فی عشر ما لم یتغیر طعمہ وریحہ ولونہ وتوضأ بہ کذا فی مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہ
حدیث ان عمر خرج فی رکب فیھم عمرو بن العاص حتی وردوا حوضا قال عمرو بن العاص یا صاحب الحوض ھل ترد حوضک السباع فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا نرد علی السباع وترد علینا وانی سمعت رسول اللہ صلعم

يقول لها ما احدث في بطونها وما بقي فهولنا طهور وشراب اخرجه مالک الی قوله وترد علينا واخرجه باقي رزين كذا في التيسير[۲۷۶] وكذا في موطاے محمد[۲۶۲] وكذا في المشكوة[۱۹۹۱] تنبیہ ان حدیثون سے واضح ہوگیا کہ کتے اور گدھے اور درندیکے غدیر مین پانی پینے سے یا اسمین مردہ گرنے سے اُس حوض اور غدیر کے حوض کا پانی ناپاک نہین ہوتا ہی۔ اور اس پانی سے وضوکرنا اور پینا درست ہی پھر اُنمین سے تیسری قسم یہ ہی حدیث[۲۴] اذا بلغ الماء اربعين قلة لم يحمل الخبث رواه ابن عدي عن جابر مرفوعا وقال لا يصح غلط فيه القاسم بن عبد الله العمري واستند ركه السيوطي فقال له طريق اخرى عن جابر اخرجها الدارقطني في سننه كذا في الفوائد المجموعة اور اس حدیث کو دارقطنی اور ابن عدی اور عقیلی وغیرہم نے طرق مختلفہ سے جابر وابن عمر وابن منکدر وغیرہم سے روایت کیا حدیث[۲۵] سئل رسول الله صلعم عن الماء في الفلاة من الارض وما ينوبه من الدواب والسباع فقال اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث كذا في المشكوة[۱۵۱] حدیث قال رسول الله صلعم اذا كان الماء قلتين اوثلثا لم ينجسه شئ اخرجه ابن ماجه[۴۰] تنبیہ ان حدیثون سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حدیثین آپسمین معارض ہین اور حال ناسخ ومنسوخ معلوم نہین۔ پھر اُنمین چوتھی قسم یہ ہی۔ حدیث[۲۶] قال رسول الله صلعم ان الماء لا ينجسه شئ الا ما غلب على ريحه وطعمه ولونه اخرجه ابن ماجه اس حدیث کو دارقطنی اور طبرانی اور

بیہقی نے بھی لیا ہی کذا فی تخریج الهدایہ تنبیہ[۲۵] اس حدیث سے یہ معلوم ہوا
کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی ہی مگر بو اور مزہ اور رنگ جبکہ تبدیل
ہو جاوے پھر اُنمین سے پانچوین قسم یہ ہی حدیث[۲۸] عن ابی سعید
الخدری قال قیل یا رسول اللہ صلعم انتوضاء من بئر بضاعۃ
وھی بئر یلقی فیھا الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسول
اللہ صلعم ان الماء طھور لا ینجسہ شئ کذا فی المشکوٰۃ[۱۹۶]۔
حدیث[۲۹] عن ابی سعید الخدری رض قال قیل یا رسول اللہ
صلعم انا تستقی لک الماء من بئر بضاعۃ وتلقی فیھا لحوم
الکلاب وخرق المحایض وعذر الناس فقال ان الماء
طھور لا ینجسہ شئ اخرجہ اصحاب السنن وھذا لفظ ابی داؤد قال
سمعت قتیبۃ بن سعید قال سالت قیم بئر بضاعۃ عن عمقھا فقلت اکثر
ما یکون الماء فیھا قال الی العانۃ قلت واذا نقص قال دون العورۃ
قال ابو داؤد قدرت بئر بضاعۃ بردائی مددتہ علیھا ثم ذرعتہ فاذا
عرضھا ستۃ اذرع وسالت الذی فتح لی باب البستان ھل غیر بناؤھا
عما کانت علیہ قال لا ورائت فیھا ماء متغیر اللون کذا فی التیسیر[۲۷]
تنبیہ ان حدیثون سے بئر بضاعۃ کا پانی جسمین حیض کے لتے اور کتے کا گوشت
پلیدگی وغیرہ گرایا جاوے اور پانی اُسکا زیر ناف تک اور چوڑائی اِسکی
چھ ہاتھ کی ہی پاک ہونا ثابت ہی پھر اُن مین سے چھٹوین قسم یہ ہی
حدیث[۳۰] قال رسول صلعم لا تقبل الصلوٰۃ بغیر طھور کذا فی

المشکوٰۃ[۱۵۳] **حدیث**[۳۱] قال رسول اللہ صلعم مفتاح الصلوٰۃ الطہور
الخ کذا فی المشکوٰۃ[۱۵۵] **تنبیہ** ان حدیثوں سے یہ واضح ہوا کہ نماز بغیر طہارت
کے مقبول نہین ہے۔ **بحر** اُنمین سے ساتوین قسم یہ ہے **حدیث**[۳۲] عن ابن
عباس رفعہ الماء لا ینجسہ شیٔ اخرجہ الاربعۃ وصححہ ابن خزیمہ
وابن حبان وغیرہما کذا فی تخریج الہدایہ[۲۵] **تنبیہ** ہر چند ظاہر اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی ہے لیکن الف و لام معہودی اسمین
موجود ہے۔ **ایقاظ** اب اسمین انصاف کی نظر سے تفکر و غور کرکے اور عقل صاف
کو دخل نہ دیکے دیکھیے تو کہ طہارت کے باب مین کس جانب کو احتیاط ہے۔ لامحالہ
جو شخص عالم متبحر اور محتاط و منصف ہوگا۔ وہ امام اعظم رحہ کے قول کو ترجیح
دیگا۔ کیونکہ امام صاحب نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم نے اُس غدیر
کے پانی سے وضو کرنے کا اور پینے کا حکم صادر فرمایا۔ جس سے کتے اور
گدھے اور درندے بھی پانی پیتے ہین اور ایک طرف گدھا مرا پڑا اُسے
پھرانا و کے پانی مین مستیقظ کے ہاتھ ڈبانے سے یا اُس مین کُتّے کے پانی
پینے سے یا پیشاب کرنے سے یا غیر جاری بندجگہ کے پانی مین پیشاب کرکے
وضو کرنے سے منع فرمایا۔ تب امام صاحب نے منع اور اجازت کی وجہ کو حدیثون
کے موردون کی کیفیت سے دریافت کرکے اُنکے گنہون مین پہونچگئے کہ رسول اللہ
صلعم نے کثرت و قلت پانی کے لحاظ سے اس طرح کا حکم صادر فرمایا۔ اور
عدم نجاست کی غایت کو غدیرہ ٹھرایا۔ جب ہی امام صاحب کو اس بات کی
بصارت ہوئی۔ تب ہی اُس غدیر کے تخمین دہ در دہ کرلے۔ کہ وہ غدیرہ

حقیقت مین وہ دردہ ہی کا تھا - اِسلیے وہ دردہ کا مسئلہ اُس سے استنباط کیا
۵ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار - ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار -
اعتراض شرح مین تخمین کا دخل نہین **جواب** بہت ہی دخل ہے
نہین تو تمھاری حدیث قلتین کی باطل ہے کیونکہ جنگل کے پانی کو قلہ سے
تخمین کیا گیا ہے اور قبلہ جب معلوم نہو تو نماز مین تحری یعنی تخمین کرنا
درست ہے - بقول النبی صلعم عن عامر بن ربیعہ قال کنا
مع رسول اللہ صلعم فی سفر فی لیلۃ مظلمۃ فلم تدر این
القبلۃ فصلی کل رجل منا علی حیالہ فلما اصبحنا ذکرنا ذلک
لرسول اللہ صلعم فنزلت فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اخرجہ
الترمذی والمراد بحیالہ تلقاء وجہ کذا فی التیسیر **سوائے اِسکے**
حدیث من حفر بئرا فلہ اربعون ذراعا عطنا لماشیۃ اخرجہ
ابن ماجہ اور **حدیث** حریم البئر مد رشائھا اخرجہ ابن ماجہ
تخمین کی تائید کرتی ہے - اور خداوند کریم نے اِسطرح کے استنباط کی
بشارت قرآن مین دے رکھی ہے - قولہ تعالی ولو ردوہ الی الرسول
والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم اور یہ
استنباط امام صاحب کا اللہ جلشانہ کے پاس بھی حسن و مقبول ہے - کیونکہ
جب اُنھون نے حدیث لا تقبل صلوۃ بغیر طھور - و حدیث مفتاح
الصلوۃ الطھور وغیر ذلک کو دیکھا - اور اُس سے عدم قبول نماز کا بغیر
صحت طہارت کے معلوم ہوا - تب احتیاطاً اِس مسئلہ کو حسن جانکر استنباط

کیا - اور اِس حدیث سے ما راٰہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن
مؤمن جس چیز کو حسن جانیگا وہ اللہ کے پاس حسن ہوگا - پس استنباط امام
صاحب کا بھی اللہ کے پاس حسن ہونا ثابت ہوا ؎

نور گیتی فروز چشمہ ہور زشت باشد بچشم موشک کور

؎ قاصری گر کند این قافلہ را طعن قصور - حاش للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند - روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

سوائے اسکے شاید امام صاحب کو حدیث دہ دردہ کی یعنی عشرا
فی عشر ملی ہو - اور اسپر تکیہ کر کے عکرمہ کی روایت کے تحت مین (جسکو
ابو بکر ابن شیبہ نے بطور ظن اور ظن کے لکھا ہے) لا باس بہ اذا کان عشرا فی
عشرا الخ فرمایا ہو - اور صحاح وغیرہ مین جب نوشتہ جو تھی گذارش کے
وہ حدیث مندرج ہوئی ہو - **اب** دہ دردہ کے مادہ مین لا اصل لہ کہنا کیا
جیسا پادری صاحب کا ارم کے مادہ مین لا اصل لہ کہکر بطلان قرآن کا
ثابت کرنا العیاذ باللہ **مختصر نقل** اسکی یہ ہے کہ ایک دن ناگاہ ایک لندنی
پادری نے آکر کہا کہ یہان پر کوئی ایسا بڑا عالم ہے جس سے مین سوال کرون
جواب پاؤن - مین نے کہا اگرچہ یہان بڑا عالم کوئی نہین لیکن آپکا سوال
تو سنون - اگر جواب دے سکون بہتر نہین تو بڑے عالم کا پتہ بتاؤن - کہا خواہ مخواہ
کیون دردسر پیدا کرون - الغرض بعد اصرار شدید اور تکرار مزید کے کہا کہ
الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا
فی البلاد - یہ آیت تمھارے قرآن کی ہے یا نہین مین نے کہا ہان -

کہا اگر یہ قول خدا کا ہوتا تو ضرور ارم کا وجود دنیا مین ملتا - مین تو تیس
برس سے ساری دنیا کو خصوصاً مکہ و مدینہ شام روم یمن و مصر بغداد
کوفہ بصرہ ہندوستان و ترکستان و فارستان وغیر ذالک کو خوب چھانا
کہین اسکا پتہ نہ ملا - تم اگر اسکا ثبوت دے سکو تو دو - نہین تو قرآن
کے خدا کا کلام نہونے پر اقرار کرو - کہ خدا جھوٹا نہین - مین نے کہا ہان
صاحب یہ بہت بڑا سوال ہے اسکا جواب مجھ سے نہو سکا - خیر مین آپکو
[illegible] کی تدبیر کرتا ہون - اور جواب شافی و کافی پانے کا ٹھکانا
لگاتا ہون - آپ کلکتہ مین کتنے دنون سے ہین کہا قریب برس روز سے
ہون - تب مین نے کہا کہ بیتیرام ماڑ کی گلی مین اور امرتلا کی گلی مین دو
بزرگ عالم رہتے ہین اُنسے بھی آپنے یہ سوال کیا - کہا کہ مین نے تو آب تلک
بیتیرام ماڑا اور امرتلا کی گلی کا نام بھی نہین سُنا - حالانکہ مین نے کلکتہ
کے سب عالمون کا حال دریافت کر لیا - یہ کون بزرگ ہین نہین معلوم
ہوا - تب مین نے کہا کہ حضرت سوء ادبی معاف کہ آپکی تقریر سے آپکی
جہالت ساری او رضلالت طاری ہے - کیونکہ آپنے تو ابھی فرمایا کہ مین قریب
برس روز سے کلکتہ مین ہون - اور سب عالمون کا حال دریافت کر چکا
ہون - پھر یہ کہنا کیسا کہ مین نے تو ابتک بیتیرام ماڑا اور امرتلا کی
گلی کا نام بھی نہین سُنا اور یہ دو بزرگ کون ہین نہین معلوم ہوا -
حالانکہ آپ نے سب عالمون کا حال دریافت کر لینے کا دعوی کر لیا -
جب دو بڑے حصہ کلکتہ اسوقت موجود ہونے کے ساتھ بھی

برس روز کے عرصہ تلک آپ کی نظر و تدارک سے مخفی رہ گئے - تو پھر اگر بعد گذر جانے ہزاروں برس کے ارم کا پتہ و نشان جو بہ نسبت دنیا کے تل برابر بلکہ جزو لا یتجزی کی مثل ہے آپکی نظر سے مخفی رہنے سے قرآن کا بطلان ثابت ہوے - بطریق اوّل آپکی انجیل اور توریت اور زبور کا بھی بطلان ثابت ہوے - کیونکہ انمین قصص بنواسرائیل و حضرت آدمؑ و نوحؑ و موسیٰؑ و عیسیٰ علیہم السلام و فرعون و شدّاد و نمرود وغیرہم کا ذکر ہے - حالانکہ انکی قبروں اور مکانوں اور ہیئت ملکوں وغیر ذالک کا کچھ پتہ و نشان نہین اگر ہے تو کہاں بتا سکو تو بتاؤ - نہین تو انجیل کے خدا کا کلام نہونے پر اقرار کرو - کہ خدا جھوٹا نہین العیاذ باللہ ۹ ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا - ای حضرت آپ نے شاید وسعت کُل دنیا کو تیئس کلکتہ کی مقدار سے کم تصور کیا ہوگا - جب ہی تو آپنے تیئس برس کے عرصہ مین جہان کو چھان مارا کہا - نہین تو جب آپنے ایک برس تلک فقط ایک کلکتہ کو چھان نہ مار سکے - پھر تیئس برس مین کیونکر کُل دنیا کو چھان مارنا ثابت ہوگا کیا حضرت آپنے تعصب مذہبی کے سبب سے اپنے علم جغرافیہ کو بھی بھولا - کاشکے آپ دنیا کے دائرہ کی مقدار مساحت کو یاد رکھتے - اور کتنے ہزار دائرے اسمین منحقق ہوسکے جانتے - اور ہر ہر دائرہ کے خطوط کے مفاصل کو دریافت کرتے تو ایسی بیہودہ بات کا سوال نہ کرتے - نہ اوقات عزیز اس بیہودگی مین صرف کرتے - دور کیوں جایئے - فقط اسی کلکتہ کی زمین مین قبل تنسو برس کے کس جگہہ مین کیا تھا بتایئے - تب ارم کا حال جو قبل ہزاروں برس کے

تھا مجھ سے پوچھیے - اور سُنیئے گویا ارم کی نسبت طرف کُل دنیا کے کیسنی ہی جیسے پشم کی انسبت طرف کل بدن آپکے ہی کیا آپ کل بدن کی پشمون کو بخوبی شمار کر سکتے ہین - جو سارے جہان کی معدنیات وغیرہ چیزون کو شمار کر سکینگے

ے درآبے کہ پیدا نہ دارد کنار غرور شنا ور نیاید بکار ہ

بلکہ آپ اپنی ہتھیلی مین کتنی لکیرین ہین اُسکو بھی تو شمار نہین کر سکتے ہین پھر دنیا جہان کی سب چیزون کو کیونکر شمار کرنے کا دعوی کرتے ہین - کیا آپ کے باپ دادے کا وجود ہماری نظر مین نہ موجود ہونے کے سبب سے آپکی نسل آنسے ثابت نہوگی - جو ارم کا وجود آپکی نظر مین نہ موجود ہونے کے سبب سے قرآن کا بطلان ثابت ہوگا - تب پادری صاحب نے مخجل اور منفعل ہوکر کہا بس کہ مین آپکے اس جواب لاجواب سے اپنے سوال کا جواب باصواب پایا - اور بمضمون اس مصرعہ کے ے حق تلخ بین تاچہ تیرین بگفت تمہاری اس تقریر پر آفرین کی - انتہی - **فائدہ** اس مناظرہ سے بڑی خوبی یہ نکلی کہ اب امام صاحب کے مستدلہ مسائل کی شان مین لا اصل لہ کہنے کی بات برباد ہوگئی - کیونکہ بسبب عبور دہور و مرور شہور کے اسکی اصل متاخرین کی نظر مین نہ موجود ہونے کے سبب سے اسکی اصالت نہین جا سکتی نہ متاخرین کے اسناد سے اسمین خرابی آسکتی - کیونکہ وہ اسناد مثل ناک موم کے ساختہ ہی جدھر پھیرے پھر جاے - پھر کیونکر اس سے عقلاً اور شرعاً متقدمین الزام پائے - **اعتراض** حدیث قلتین کا کیا جواب دیتے ہو - **جواب** حدیث اذا بلغ الماء اربعین قلہ الخ کا جو جواب

تم دیتے ہو وہی جواب تمھارا عین جواب میرا سمجھو لو۔ پھر کہا حدیث اربعین
کو تو دارقطنی وغیرہ نے لا یصح کہا جیسا قاضی شوکانی کے فوائد مجموعہ مین ہے
جواب حدیث قلتین کو بھی بہتون نے ضعیف و متروک کہا چنانچہ
زیلعی نے شرح کنز الدقائق مین یہ عبارت لکھی ان حدیث قلتین ضعیف
ضعفہ جماعۃ المحدثین حتی قال البیہقی من شافعیہ انہ غیر
قوی و ترکہ الغزالی والروانی مع شدۃ اتباعہما الشافعی
لضعفہ۔ اور ابن الہمام نے فتح القدیر مین لکھا۔ وممن ضعفہ الحافظ
ابن عبد البر والقاضی اسماعیل بن اسحق وابوبکر العربی المالکیون
ایضاً فیہ قد وقع الاضطراب فی ذلک الحدیث ففی بعض
الروایات لفظ قلتین وفی بعضہا ثلث قلال و فی بعضہا اربعین
قلۃ وفی بعضہا اربعین غربا۔ اور تمہید مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔
ما ذہب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف۔
اور دبوسی کے اسرار مین وھو حدیث ضعیف۔ مرقوم ہے۔ اور آپنے
جو کہا کہ دارقطنی نے حدیث اربعین کو لا یصح کہا مراد اسکی یہ ہے کہ جس اسناد
مین قاسم بن العمری ہے اس اسناد کے طریق سے یہ حدیث صحیح نہین لیکن
دوسرے طریق سے صحیح ہے چنانچہ اسکا ذکر چوبیسوین حدیث مین گذر چکا۔
فقط لا تقربوا الصلوۃ پر عمل نہ کیجیے کل عبارت کو دیکھیے۔ پھر کہا تم جو ہی کہو
ابو حنیفہ صاحب کی تشریع جدید پر عمل نہ کرونگا جب قلتین کی حدیث اسناد
صحیح سے ثابت ہو چکی ہے۔ جواب تم جو ہی کہو امام صاحب کے شاگرد ابن المبارک

کے اِس قول (الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء) سے اسناد پرستی پر جو محض تشریع جدید ہی ہرگز عمل نہ کرونگا جب حدیث اربعین اسکی معارض ٹھہری۔ پھر کہا خیر امام صاحب اگر حدیث اربعین قلہ پر بھی عمل کرتے تب بھی عمل بالحدیث ثابت ہوتا۔ اُنھون نے دہ در دہ کی تشریع قیاسی کو کیون شرع مین دخل دیا۔ **جواب** اسکا کئی طرح سے دیتا ہون سُنئے۔ اور تامّل و غور کیجیے۔ پہلا جواب یہ ہی کہ حدیث مین لفظ قلہ کا وارد ہی اور معنی اسکے مشترک ہین چند معنیون مین اور معنی مُرادی بالیقین معلوم نہین ماسوا اسکے وہ اِسم جنس ہی چھوٹے بڑے پر اطلاق ہوتا ہی۔ اور پانی کی مقدار قلّے کے چھوٹے بڑے ہونے کے سبب سے متفاوت ہوتی ہی۔ جیسا ہمارے دیار کے جالے اور مٹکے آپسمین متفاوت ہین۔ اور جن جن قلون کے ملاحظہ سے رسول صلعم نے اربعین قلہ وغیرہ فرمایا وہ قلے سب کا وجود امام صاحب کے قرن تک موجود نہ رہا۔ ہان غدیرے اور حوضون کا وجود البتہ موجود رہا تب امام صاحب نے ان غدیرون کو معائنہ کرکے اِنکے پانیون کو تخمین کرکے یہ مسئلہ دہ در دہ کا استنباط کیا۔ جیسا امام شافعی رح نے ایک قلہ کے پانی کو اڑھائی مشک تخمین کیا۔ **دوسرا** جواب یہ ہی کہ چالیس قلہ اور دہ در دہ کا پانی تخمینًا مساوی ہونا ثابت ہی کیونکہ قلہ کے پانی کو اکثرون نے دو مشک کے پانی کی برابر قرار دیا ہی۔ اور امام شافعی رح نے دو کی جگہ مین احتیاطًا اڑھائی مشک تخمین کیا ہی۔ تب اِس حساب سے چالیس قلے مین سَو مشک

مشک پانی ہوئے اگر اسقدر سو مشک پانی کو کسی جائے مسطح پر ده در ده
کا حوض بنا کر ڈالا جاوے تو ضرور وہ حوض بھر کر ایک ہاتھ پانی اسمان سمجھے
کیونکہ جب ایک مشک پانی سے اُس ظرف کا جو ایک ہاتھ مربع کا مقدار
ہو لبریز ہونا ثابت ہی تب سو مشک سے سو ہاتھ کا لبریز ہونا ثابت ہی کیونکہ
دش کو دش مین ضرب کرنے سے سو حاصل ہوتا ہی اسی کو ده در ده کہتے ہین
لیکن اس بصارت کو صاحب بصارت سمجھے۔ نہ صاحب عداوت و لجاجت
سمجھے ؎ نیست آسان این سخن را فہم کردن مشکل است ؎
معانی ہست در زیر حرف سیاہ۔ چو در پردہ معشوق در مبغ ماہ۔
محقق ہمان بیند اندر ابل۔ کہ در خوبرویان چین و چگل۔
تیسرا جواب یہ ہی کہ اگر آئمہ اربعہ خصوصًا امام صاحب اسی طرح سے
مسائل کو قیاس سے استنباط کرکے لوگون کو ہدایت نہ کرتے۔ تو مشرق و
غرب و عجم و عرب کے لوگ جنہون نے قلہ وغیرہ کو نہین دیکھا ہے کیونکر عمل بالحدیث
کرکے طہارت کرتے۔ کیا قلاون اور غدیرون کو دیکھنے پھرتے حالانکہ
نہ وہ قلے موجود ہین نہ وہ امر ممکن الوجود ہی لا محالہ اس قلاون اور غدیرون
کے پانی کی مقدار پر دوسرے پانی کو قیاس کرنا پڑا جس طرح سے تمھارے
پیرون نے قلے کے پانی کو دو یا ڈھائی مشک تخمین کیا۔ اُسی طرح ہمارے
امام صاحب نے بھی غدیرے کے پانی کو ده در ده تخمین کیا۔ تب تو تم اور
تمھارے پیران پیر کا دادا پیر بھی اسی تخمین و قیاس مین گرفتار ہین۔ پھر تم
فقط امام صاحب ہی کے قیاس و تخمین سے کیون نفرت کرتے ہو۔ اور اسکو

کسو جہ سے خلاف شرع اور اُسکو کسو جہ سے موافق شرع سمجھتے ہو۔ ع
اپنی فضیحتی پہ انہین کچھ نہین نظر۔ اندھے ہین خود پر اَورون کو جانتے ہین
بے بصر۔ ع چو بد نا پسند آیدت خود مکن۔ پس انگہ بہ ہمسایہ گو بد مکن۔
چوتھا جواب یہ ہی کہ آپ لوگ طہارت کے مادے مین بڑے محتاط کہلاتے
ہین۔ حتی کہ مس ذکر سے بھی وضو کا واجب ہونا کہتے ہین۔ پھر یہان قلتین
مین وہ احتیاط کہان گئی۔ حضرت غور تو کیجیے کہ مس ذکر سے وضو کا واجب
کرنا۔ اور قلتین کے پانی مین حیض کے لتے اور غلیظ چیزین دھو کرکے بھی وضو کرنا
اور اُسکو مطہر سمجھنا کتنی افراط و تفریط کی بات ہی اپنے دلون سے پوچھیے غیر سے
استفت عن نفسك ولا تستفت عن غيرك کیونکر خشک ذکر و فرج
کے چھونے سے وضو کا ٹوٹنا سمجھنا پھر اُنکے اندر کی تر چیزون کو یعنی اُس
پیشاب اور خون حیض وغیرہما کو جو قلتین مین گرتے ہین مطہر سمجھنا گویا پیشاب
سے آبدست کرنے کو طہارت سمجھنا اور شئے طاہر کو نجس کہنا۔ پھر کہا حدیث مین
آیا ہی اور حدیث کے باب مین اسطرح کا کلام کرنا جہنم کا رستہ لینا ہی۔
جواب تب تو تمکو بھی اربعین کی حدیث کو موضوع کہنے کے سبب سے
جہنم کا رستہ لینا ہی۔ ثانیا اس سے مجکو جہنم کا رستہ لینا ثابت نہین کیونکہ
جب حدیث مین آنا بالیقین ثابت نہین۔ کہ یہ فقط استاد پرستون کی استاد
پرستی کا نتیجہ ہی کہ وے استاد کو کالوحی من السماء سمجھتے ہین۔ یہانتک
حدیث صحیح کو بھی عدم موجود ہونے استاد کے موضوع کہتے ہین۔ اور غیر
حدیث کو استاد کی وجہ سے حدیث کہہ لیتے ہین۔ جیسا رحلت رسالت مآب

صلعم کو ایک روایت سے ۶۰ اور ایک سے ۶۵ ثابت کرکے دونون کو حدیث
صیح جانتے ہین - کیا حضرت ایسی حدیث کو حدیث مین آیا ہی کرکے کہتے ہین -
اور ڈراتے ہین - اور غیر حدیث کو قرار دینے سے بمضمون حدیث من کذب
علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار اخرجہ ابن ماجہ وغیرہ جہنم کی راہ
لیتی پڑتی ہی نہین سمجھتے ہین - نہین ڈرتے ہین - ثالثاً اگر یہ حدیث صیح
بھی ہو تو اسکے معنی تم نہین سمجھتے ہو - کہ گویا لاتقربو الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہو -
وانتم سکارا کو طرح دیتے ہو - کیونکہ اس حدیث کے قلتین کو فقط دیکھتے ہو
اور الخبث کے الف ولام معہودی کی طرف جو مثل الف لام ان الماء طہور
لا ینجسہ شئی کے ہی نہین تاکتے ہو - بلکہ اُس الف لام کو استغراقی یا جنسی
سمجھتے ہو - اسلیے نجاست غلیظہ اور مُردے گرنے سے بھی اسکے پانی کو مطہر
سمجھکر طہارت کرتے ہو اور کراتے ہو - کچھ بھی مقتضاے مورد ومقال اور
اقتضاے حال کا خیال نہین کرتے ہو - کیا حدیث لاوضوء الا من صوت
او ریح کذا فی المشکوٰۃ سے فقط ان دونون ہی کو ناقض وضو مین حصر سمجھتے
ہو - ہرگز نہین - بلکہ تم مس ذکر سے اور مماست النار سے اور بوسہ لینے
سے وغیرذالک سے بھی ناقض وضو سمجھتے ہو - جب اس حدیث کے مضمون کو
اپنے مورد مین خاص سمجھتے ہو - تب اُس حدیث کے مضمون کو کیون اپنے
مورد مین خاص نہین سمجھتے ہو - پھر کہا یہ روایت ابو داؤد کی اذا کان
الماء قلتین لم ینجسہ شئی اسکی تائید کرتی ہی :-

جواب ہرگز یہ تائید قابل سماعت کی نہین ہو سکتی ہی جب اُنیس ۱۹ صیح صیح

حدیثین پہلے قسم کی اِس حدیث مضطرب کا معارض ٹھہرین۔ پھر کہا بقول علماء کے اِن سب حدیثون کے اناء سے اناء صغیر مُراد ہی۔ جواب جب تُم امام صاحب کے معنی مُرادی کو سند نہین گردانتے ہو۔ پھر متاخرین کے مراد لینے کو کیونکر سند گردانتے ہو۔ کیا خوبی عقل کی ہی کہ جواب جو سوجھے اندھے سوجھے کیونکہ یہ متاخرین امام صاحب کے مقابلہ مین طفل مکتب سے بھی ادون ہین۔ پھر انکے اقوال کو امام صاحب کے معارضہ مین پیش کرنا کیسا جیسا کاغذ کی ڈھال تلوار لیے ہوئے سپاہی کو مسلح سپاہی کے مقابلہ مین پیش کرنا

؎ قبول ناقصان از شاہدے بے جوہر باید۔ کہ جز طفلان خریداری نہ بینی تیغ چوبین را۔ اور اناء سے اناء صغیر مراد لینا کیسا جیسا سرکہ چوبین سراہی مین رکھدینا۔ کیونکہ جو عموم اناء مین ہی وہ عموم اناء صغیر مین بھی ہی۔ کہ صغر امر اضافی ہی کہ بہ نسبت کبیر صغیر صغیر ہی اور صورت عکسی مین بھی یہی حال ہی۔ جیسا کوئی ظرف چار قلے کا ہو تو دو قلے کا ظرف مثلاً بہ نسبت چار قلے کے صغیر کہلاویگا علیٰ ہذا القیاس نصف یا ربع قلہ بہ نسبت ایک قلے کے صغیر کہلاویگا قس البواقی علیٰ ہذا پس قلہ سرکی چوبینت قلہ سراہی مین رہ گیا۔ اِس مُراد لینے سے آپکا کیا نکلا۔ پھر کہا یہ امر تعارف وتعامل الناس پر موقوف ہی اور اناء کبیر کے پاس اناء صغیر کا بھی رہنا متعارف ومعروف ہی۔

جواب الحمد للہ ہان یہ امر تعارف الناس پر موقوف ہی۔ اِسیلیے امام صاحب نے (جو اعرف الناس بالتعارف فی العرب ہین) عرف کو ٹٹولکر یعنی جب عرف جس چیز مین تین چار قلے پانی سماوے اِسکو بھی انائیت مین شامل

پاک اور حدیث لا یبولن وغیر ذلک کا مورد ان اناؤن کو جانکر ده درده کی تخمین کی - اور اناء کبیر کے پاس اناء صغیر کے رہنے سے آپکا کیا نکلا - بلکہ اُس سے مراد عوی ثابت ہوا کہ اگر اناء کبیر مین پیشاب کرنا و ستنقیظ کا ہاتھ ڈالنا اور حیض کے لتّے گرانا درست ہوتا تو اناء صغیر کی حاجت کیا تھی - اگر کہیے کہ مورد حدیث لا یبولن وغیر ذلک کا وہ اناء صغیر جو مثل کلبیا وغیرہ کے ہی وہی مُراد ہی کہونگا کہ اسمین معنی حدیث لا یغمس یده ولا یدخل یده فی الاناء منطبق نہین ہوتا ہی پھر کہا اگر اناء سے اناء تام مُراد ہو ده درده کا سا اناء کے پانی بھی جو غیر ممکن الوجہ نہین حدیث لا یبولن سے ناپاک ہونا ثابت ہی پھر خصوصیت ده درده کی کہان رہی -

جواب تم خود ہی اقرار کر چکے ہو کہ یہ امر تعارف الناس پر موقوف ہی پھر یہ ده درده کا سا اناء عرب مین ہوتا کہان متعارف و معروف تھا جو تم تیرہ سو برس کے بعد کہتے ہو - اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلعم کا مختلف موردون مین مختلف حکم فرمانا عبث تھا العیاذ باللہ پھر کہا حدیث بئیر بضاعۃ کی جو انتیسوین حدیث تمھاری ہی وہ ہماری تائید کرتی ہی -

جواب کبھی نہین بلکہ ہماری تائید کرتی ہی کئی وجوہات سے پہلی وجہ یہ ہی کہ بئیر بضاعۃ کا پانی بھی قریب ده درده کے برابر تھا کیونکہ اُس روایت سے عمق اسکا قریب تین ہاتھ کے ہونا اور عرض اسکا چھ ہاتھ کا ہونا اور طول کا ذکر نہ کرنا ثابت ہی اور طول کو عرض سے زیادہ ہونا بھی ثابت ہی جب تین عمق کو بلالحاظ طول کے فقط چھ عرض مین ضرب کروگے اٹھارہ ہونگے

تب وہ بے شک حکم دہ در دہ کا رکھیگا - دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثر اوقات اسکے پانی سے باغون کی سیرابی کی جاتی تھی اسلیے نجاست اسکی اٹھ جاتی اور خالص پانی زمین سے نکل آتا تھا پھر وہ طاہر ہو گا گیا - اسکو قلتین سمجھے ہو یعنی جسمین پانی نہ ٹہرنے پاتا اور وہانکا غلیظ وہان رہتا تیسری وجہ یہ ہے کہ جسوقت رسول اللہ صلعم سے اسکے پانی کا سوال کیا گیا تھا اسوقت اسکا پانی باغ کی طرف جاری تھا - اسیلیے ان الماء لا ینجسہ شئ فرمایا - کہ الف ولام الماء کا اسکی طرف اشارہ کرتا ہے - اسواسطے امام مالک رح نے ماؤھا (یعنی ماء بضاعہ) کان جاریا بین البساطین کہا - اور طحاوی نے معانی الاثار مین کانت بئر بضاعۃ طریقًا للماء جاریا الی البساتین لکھا - جب اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ دوسرا پانی بیر بضاعہ سے ہو کر باغون مین جاتا - تب وہ حکم مین ماء جاری کے ٹھرا - پھر کہا طحاوی کی اس روایت کو جو واقدی سے ہے ابن حجر عسقلانی نے تخریج الہدایہ مین فھو مردود علی من قال کہا - پھر تقریب مین واقدی کی نسبت یون لکھا کہ محمد بن عمر و واقد الاسلمی الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد متروک مع سعۃ علمہ من الناسعۃ - اور بیہقی نے انکی نسبت الواقدی لا یحتج بحدیثہ لکھا - اور نورالدین علی نے تنزیہ الشریعہ مین انکی نسبت یون لکھا کہ محمد بن عمر و واقد او واقدے قال النسائی یضع الحدیث -

جواب کہان قاضی واقدی مدنی - کہان عسقلانی و بیہقی و نسائی

کہان راجہ بھوج کہان گنگا تیلی۔ حضرت اِسطرح فرخرفات دلائل کے دفعیہ کے واسطے
سات گذارشین مینے لکھین خصوصًا پانچوین گذارش مین نظر کیجیے۔ اُس سے
سمجو لی ابن حجر و بیہقی و نسائی کا شافعی المذہب ہونا اور اقوال متاخرین کی طرف
علمار کا التفات نہ کرنا سمجھ لیجیے۔ پھر اِنکے الزام سے حنفی کو ملزم نہ سمجھیے
بلکہ بمضمون قول ابن حجر فہو مردود علی من قال اِنکے اقوال کو بھی اُنپر مردود
ہونا سمجھیے۔ کیونکہ ابن حجر شافعی نے بیہقی شافعی کی تقلید کی اور بیہقی شافعی نے
نسائی شافعی کی تقلید کی اور نسائی نے تعصب وغیرہ سے واقدی کی نسبت
یضع الحدیث کی شہادت دی۔ پھر یہ شہادت انفرادی غیر شرعی ہم مذہبی
خانہ سازی الزام خصم کے لیے کب دلیل ہوگی۔ جب حضرت حسن رضی اللہ کی
شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے دلیل نہو سکی۔ اور جن جن حنفیون نے
اِن بزرگون کے نوشتہ کے تکیہ پر اسطرح کی شہادت دی۔ وہ بھی مقبول نہین ہوگی
ہان بئیر بضاعۃ کا پانی جاری ہونے کی جو شہادت ہے البتہ وہ شہادت شہادت
شرعی ہے کہ جب امام مالک رح خود اور وہ واقدی جو امام شافعی رح کے ہمعصر
اور مدینہ طیبہ کے رہنے والا اور آخر زمان مبشر بالخیر مین بغداد کا قاضی تھا ایسے
دو بزرگ نے بئیر بضاعۃ کی کیفیت کو آنکھون سے دیکھ کے اِسکا پانی جاری وغیرہ
ہونے کی شہادت دی۔ تب یہ شہادت شہادت شرعی ٹھہر چکی۔ پھر انتہی
مدت کے بعد متاخرین کے ہوائی و سماعی شور و شغب سے کیونکر وہ شہادت
شرعی باطل ہوگئی ؎ چو آن راہ کج پیش شان راست بود۔ رہ راست در
چشم شان کج نمود۔ ای حضرت واقدی رح کی شان مین جو جو کلام متعصبون کا ہے

اُسکے مضامین کا اتباع کرتا - اور انکی ثقاہت اور مدنیت اور قضائیت اور وسعت علمیت اور اور وصفون اور خوبیون پر جو بزرگون نے خصوصاً داودی و ابوبکر بن العربی و ابن جوزی وغیرہم نے لکھی ہی لحاظ نہ کرنا کیسا جیسا کوا کان لیگیا کہنے پر کوے کے پیچھے دوڑنا - اور کان مین ہاتھ دیکر نہ دیکھنا مولانا روم مرغ بربالا پران و سایہ اش - میدود بر خاک پران سایہ اش - ابلہے صیاد آن سایہ بود - می دود چندانکہ بے مایہ شود - بے خبر کان عکس آن مرغ ہواست - بے خبر کہ اصل آن سایہ کجاست - تیر اندازد بسوے سایہ او - ترکشش خالی شود در جستجو - اِسی طرح سے تُم لوگ بزرگون کے بے اصل عیب جوئی کی جستجو مین اپنے ایمان کا ترکش خالی کرتے ہو - کیونکہ احادیث مفصل الذیل پر عمل نہین کرتے ہو - کیا خوب باوجود اسکے اپنے کو عامل بالحدیث کہلاتے ہو - قال رسول اللہ صلعم لیس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی اخرجہ الترمذی کذا فی التیسیر[۴۴۲] - وقال رسول صلعم لا تسبوا الاموات الخ کذا فی التیسیر[۴۴۳] - قال رسول اللہ صلعم لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ اخرجہ الخمسہ کذا فی التیسیر[ص ۹] - قال رسول اللہ صلعم المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ کذا فی التیسیر[ص ۹] وقال رسول صلعم سباب المسلم فسوق الخ اور اگر واقدی بعض معاندون کے جھوٹا کہنے سے جھوٹا ہو جاوے - تو حضرت شیخین رح بھی روافض کے منافق بولنے سے منافق ہو جاوے العیاذ باللہ -

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل سوم در جواب سوالات گوہر علی علی گڑھی صاحب کہ بارے باخبار مشتہر شدہ بودیا و بہ نیت نفع عام نوشتہ می شود

جناب حضرت گوہر علی صاحب علی گڑھی! آپکی اگست مہینے کی نویں تاریخ کی تحریر جو دار السلطنۃ میں لکھی ہوئی ہی کسی محب نے ہمارے لاکر مجھے دکھائی اور مجکو جواب دینے میں اُسکے مجبور کیا جسمین مین نے آپکی عقل کا بڑا عجب ونخوت سے بھرا پایا۔ کیونکہ آپنے اُسکے آخر مین یہ جملہ {جواب دیجیے یا کسی سے دلوایے ورنہ حنفی پھر کسی طرح کا دعویٰ نہ کرین} لکھا ہی۔ اور آپنے اپنے سوال کے جواب دینے کا نام دینداری رکھا۔ اسلیے ماشاء اللہ دار السلطنۃ نے دینداری سے جواب باصواب دیا۔ حضرت دینداری کے لفظ سے ڈرا کر سوال کرنا اور جواب شافی پاکر بھی منحرف ہونا۔ کہیے یہ کیسی دینداری ہی۔ دینداری تو نہین بلکہ ریاکاری ہی۔ خیر آپ عمل کیجے نہ کیجے مجھ سے بھی کچھ اور سُن لیجے۔ حضرت آپنے اپنی تحریر مین گویا سات سوال کا جواب مانگا ہی۔ چنانچہ بندہ نے آپکے سوالات مجمل کو مفصل کرکے ہر ہر سوال کا جواب دیا اُنکو انصاف کی نظر سے غور کیجے۔ اعتساف نفرمائے

پہلا جواب

حنفیون کو سُنت ادا کرنے والون سے کیون بغض پیدا ہوگیا۔

جواب

ہرگز دھرانیہ حنفیون کو سنّت ادا کرنے والون سے بغض نہین تھا نہ ہوا نہ ہوگا
یہ فقط آپکا دھوکا دینا اور حمقا وجہلا کو بگاڑنا۔ اور لطائف الحیل سے
انکو دام تزویر مین پھسانا ہے۔ ہان چند اُن ہوا پرستون اور شیخ نجدی
کے متبعون سے [جو آئمہ اربعہ کرام اور مقلدین عظام کو بدلائل چند اقوال
متعصبان لیام کے اور مشرک فی الرسالہ کے دعوی سے مشرک کہتے ہین خصوصًا
امام اعظم رح کی شان مین نا ملائم کلام کرتے ہین اور خدعًا سنّت کے نام سے
غیر سنت پر عمل کرتے اور کرانے کی ترغیب دیتے ہین اور جیسا اکثرون نے
شراب کو شربت اتار کہکر نوشجان فرمایا ہے اور لطائف الحیل سے مثل عبد اللہ
ابن سبا یہودی کی ملت محمّدی صلعم کو خاک مین ملایا چاہتے ہین گو یا انہین
لوگون کی شان مین یہ ابیات سعدی رح کی منطبق حال ہین ابیات

زہے جو فروشانِ گندم نما | جہان گرد شب کوک خرمن گرا
سوے مسجد آورد دکان شید | کہ در خانہ کمتر توان یافت صید
نہ پرہیزگار و نہ دانشور اند | ہمین بسکہ دنیا بدین می خرند
عبائے بلالانہ در تن کنند | بدخل حبش جامہ زن کنند
ز سنّت نہ بینی در ایشان اثر | مگر خواب پیشین و نان سحر

البتہ بغض و عناد رکھتے ہین۔ حتّی کہ اس حدیث کے موافق عین ایمان
سمجھتے ہین۔ حدیث۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع
فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان اخرجہ الخمسہ الا البخاری

کذا فی التیسیر - ای حضرت جب انھون نے اپنے اوپر یہ مادہ بغض کا ٹھہرالیا۔
تب حنفیون کے دلون مین بھی حدیث مذکور کے مطابق بغض پیدا ہوگیا -
بلکہ نصیبین زیرین سے انپر قتل واجب ہوا - **قولہ تعالیٰ** فان بغت احدٰہما
علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر اللہ - و قال النبی صلعم
من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یریدان یشق عصاکم
اویفرق جماعتکم فاقتلوہ - اخرجہ مسلم کذا فی التیسیر - اب تو
یہ امر امر شرعی ٹھہرا پھر امر شرعی مین مذمت کی وجہ کیا - کیا خوب اُلٹے چور
کتوال کو ڈانٹے - ای حضرت پھر ایسے لوگون کا سنت اور عمل بالحدیث کا ادعا
کرنا کیسا جیسا نادان کے پاس ملمع کو سونا اور سونے کو پیتل ظاہر کرنا - سعدی
بدین ای فرومایہ دنیا مخر جو خر بانجیل عیسی مخر -
خواہ نخواہ سنت کا نام لیتے ہین اور حقیقت مین کسکی سنت ادا کر رہے ہین
اصلا غور نہین کرتے ہین - ای حضرت یہ سنت ادا کرنے کی بات نہین بلکہ
سنت کی بربادی کی پہلی جھلکی ہی کہ یہ نرالی ادا آپ نے شیخ نجدی سے
سیکھی نہین تو آپ جس مؤلفات غیر خیر القرونی سے یعنی صحاح وغیرہ کے
تکیہ پر یہ شور و شغب و دھمک کر رہے ہین - اور دھوکے سے ملمع کی چمک
دکھا رہے ہین اسمین بھی تو یہ حدیثین - اتبعوا السواد الاعظم -
علیکم بالسواد الاعظم - علیکم بالجماعۃ - الزموا الجماعۃ
لا یجتمع امتی علی الضلالۃ وغیر ذلک لکھی ہوئی ہین - پھر کیون اِن
سنتون کی پیروی نہین کرتے - بلکہ حدیث من شذ شذ فی النار سے چشم پوشی

کرکے جہنم کی راہ لیتے ہین۔

دوسرا سوال

سوال کروتو جواب ندارد۔ کوئی دلیل پیش نہین کرتے ہاین۔

جواب

اگر آپکو حنفی مذہب کی دلیلون کی تفصیل جاننا منظور ہو تو تذکرۃ المذاہب وتبصرۃ الحقائق کی سیر کیجیے کہ جسکی سند پر علماء ہند وسندہ عجم وعرب شرق وغرب۔ ومفتیان حرمین شریفین کا اتفاق ہوچکا ہی کہ اُس سے تمام کیفیت کھل جائگی۔ اور حقیقت مذہب حنفی کی اور تابعیت وافضلیت امام صاحب کی اچھی طرح سے ظاہر ہوگی۔ علاوہ اسکے بہتیرے فوائد تاریخی اور عوائد مذہب شیعہ وسنی وخارجی اسکے قواعد اصول فقیہ وحدیثیہ سے تم ایسے ناوانون ونافہمون کو واقفیت ہوگی اور علماء کبار وفضلاء نامدار کی تحریر کی کیفیت ملیگی۔ اور حرمین شریفین کے وجوب تقلید شخصی اور رد کتاب ظفر المبین فی رد مغالطۃ المقلدین کے فتوی کی سیر ہوگی۔

تیسرا سوال

بہت سے امام اور عالم گزرچکے ہر ایک کی تقلید ہونی چاہیے۔ چار پر خصوصیت کس وجہ سے رکھی گئی۔

جواب

ہان بہت سے امام اور عالم تو گذرچکے ہاین لیکن باتفاق علماء دین ومتبعان شرع متین کے سواے ان چار ائمہ اربعہ کے اور ون کی تحریر وکتابت ومذہب

مٹ گئے۔ اور اگر ہین بھی کہین تو معاندین کی طرف سے انمین تحریف و الحاق حلول پاچکے۔ اور رحمت الٰہی انہین چار ہی مین پائی گئی (چنانچہ انکی دلیل و حجت تذکرۂ مذکور مین اچھی طرح سے تحریر کی گئی) اسلیے انہین چار ہی مین خصوصیت آچکی۔ حضرت جب آپ خود زبان مبارک سے فرماتے ہین۔ کہ بہت سے امام و عالم گذر چکے ہین ہر ایک کی تقلید ہونی چاہیے۔ تب آپ پر سب آئمہ جہان کی تقلید کرنی واجب ہونی چاہیے۔ حالانکہ یہ عقلاً و شرعاً و عادۃً محال ہے کہ آپ سب کی تقلید نہین کرسکتے ہین بلکہ اکثرون کے نام بھی نہین جانتے ہین۔ پھر انکی کتاب و مذہب سے کیا واقف ہونگے۔ لامحالہ بعض کی کرنی پڑی اور بعض کی گئی گذری۔ اور جس بعض معدود کی تقلید آپنے کی۔ یعنی جسکو کسی مسئلہ مین اپنی خواہش نفس کے مطابق امام بنایا۔ اُس بعض کی نسبت طرف کل ائمہ کے کیسی جیسی ایک کی نسبت طرف چار کے بلکہ یہ نسبت بھی اس بعض مین نہین پائی جاتی ہے کیونکہ ایک کی نسبت طرف چار کے کیسی جیسی چار کی نسبت طرف سولہ۱۶ کے اور سولہ۱۶ کی نسبت طرف چونسٹھ۶۴ کے کیسی جیسی چونسٹھ۶۴ کی نسبت طرف دوسو چھپن۲۵۶ کے۔ اب آپ غور فرمائے کہ جتنی ائمہ کی تقلید آپ کرتے ہین۔ عدد و شمار مین چونسٹھ۶۴ بھی نہونگے۔ اور عدد و شمار کل ائمہ کے دوسو چھپن۲۵۶ سے زائد ہونگے۔ تب ایک اور چار کی نسبت بھی اسمین باقی نرہی۔ پھر آپ کی یہ تقریر کہ ہر ایک کی تقلید ہونی چاہیے۔ گرد و غبار کیسے اُڑ گئے۔ برباد ہوگئے۔ خاک مین مل گئے۔ اب آپ جس بات سے مقلدون کی مذمت کرتے ہین وہی بات آپ مین آگئی کہ بغضیت

مین دونون کی برابری ثابت ہوئی۔ فخذ واھذا ولوموا انفسکم ولاتلوموا غیرکم فارجعوا الینا فتنجوا والا فتھلکوا۔

چوتھا سوال

جب چارون کو اللہ نے مقبول جہان کیا تو چاہیے۔ کبھی امام ابو حنیفہ کے مسائل پر عمل کرو کبھی امام شافعی کے کبھی امام احمد کے کبھی امام مالک کے یہ کیا ضرور ہے آپ لوگون نے امام اعظم ہی صاحب کو بزرگ جان رکھا ہے اسکا کیا سبب ہے۔

جواب

اگر چارون ائمہ مقبول خدا ہونے کے سبب سے چارون کے مسائل پر ہر شخص کو عمل کرنا لازم ہوتا۔ تو ہر امت کو ہر چار کتاب توراة۔ زبور۔ انجیل۔ فرقان۔ یا ہر انبیاء کے احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا۔ اور اگر ایک کو افضل جانکر تقلید کرنے سے دوسرون کا بطلان لازم ہوتا۔ تو ہرگز۔ وہ آئینہ رسول خدا صلعم حضرت عمر رض کو امامت سے باز رکھکر حضرت ابو بکر صدیق رض کو افضل جانکر امامت کا حکم صادر نفرماتے۔ جیسا اس خصوصیت امامت سے باقی صحابہ کی صحابیت باقی رہی۔ ویسا ایک امام کی تقلید کی خصوصیت سے باقی اماموں کی امامت قایم رہی۔ جب رسول خدا صلعم نے عشرہ مبشرہ مین سے ایک کو تفضیل دیا۔ تب ہم نے بھی اگر ائمہ اربعہ مین سے ایک کو اسی فعل رسول صلعم سے اور قولہ تعالیٰ اتبعوا احسن ما انزل الیکم سے تفضیل دیا۔ تو کیا قصور کیا۔ کہ آپ نے ملامت کا جھنڈا اُڑایا۔ اور اگر

تقلید شخصی واجب نہوتی - تو قرآن مین یہ آیت ثم اوحینا الیک
ان اتبع ملت ابراھیم حنیفا نازل نہوتی - کیونکہ کُل انبیا اپنی اپنی
نبوّت مین محق وصادق تھے - مع ہذا حضرت ابراہیم عم کی ملّت کو اتباع
کرنے کو فرمایا - نہ یہ حدیث حضرت عائشہ رض سے مروی ہوتی - عن عائشہ
قالت قال رسول صلعم لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم
غیرہ رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ - نہ یہ حدیث ابن عمر سے
شہرت پاتی - عن ابن عمر رض قال کنا فی زمن النبی ص لا نعدل
بابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلعم
لا نفاضل بینھم رواہ البخاری وفی روایۃ لابی داؤد
قال کنا نقول ورسول صلعم حی افضل امۃ النبی صلعم
بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کذا فی المشکوٰۃ اور آپ جو فرماتے
ہین کہ کبھی اِسکی تقلید کرنی چاہیئے اور کبھی اُسکی تقلید کرنی چاہیے یہ بات
بہت ہی بُری ہے - کیونکہ اِسمین تلہی لازم ہوتی ہے - اور خواہش نفس
کی تقلید کرنی پڑتی ہے - اور تلہی تو باتفاق علماء حرام ہے - اور تقلید نفس
کی تو ان النفس لامارۃ بالسوء سے منہی عنہ ہے - یا حضرت آپ کسی
نہ کسی کی تقلید تو کیجئیگا تامل وغور سے دیکھیے کسکی تقلید کیجیگا - اپنے
نفس کی یا غیر کی - صورت اول مین خاصہ شیطان یعنی - الخناس الذی
یوسوس فی صدور الناس - بنیگا - صورت ثانی مین ایک کی یا سارے
کی - ایک کی تو ہمارا مقال - سارے کی تو محال - اور بعضیت مین دونون

کا ایک ہی ہی حال - پھر دیکھیے تو نتیجہ ملامت کا کیا مآل - اور کسی مین کسی کی
تقلید کرنی شیطانون اور منافقون کا خصال - زیادہ اسمین کیا قیل قال دل
بس یہی ہی حرمت عدم تقلید شخصی پر دال - اور کل ائمہ کو خاطی و بے ادب سمجھ کر کسیکی
کسی مسئلہ مین تقلید کرنا گویا آپکو لقمان حکیم سمجھنا کہ اسنے خاطی و بے ادبون کے
افعال و اقوال مین یہی عمل کیا اسلیے یہ کلام - لقمان را پرسیدند - ادب از کہ
آموختی گفت از بے ادبان مشہور ہوا - اسی طرح سے آپنے بعض قول ائمہ کو
موافق خواہش نفس کے پسند کیا اور بعض کو مہمل جانکر ناپسند کرکے طرح دیا
اور اسی کا نام آپنے ہدایت اور مذہب محمدی ٹھہرایا - یہ ہدایت آپکی عین
ضلالت ہی کیونکہ آپنے تقلید آئمہ کی نہ کی بلکہ نفس کی کی - اور نفس واحد
ہی - تب ہم اور آپ تقلید شخصی مین مساوی ٹھہرے لیکن فرق یہ ہی کہ ہمنے
امام الائمہ تابعی خیر القرونی کی تقلید کی - اور آپ نے نفس شیطان کی -
العیاذ باللہ -

اور امام اعظم صاحب ہی کو اعظم و بزرگ جان رکھنے کی وجہ یہ ہی - کہ انکی
بزرگی اور افضلیت پر ائمہ ثلثہ وغیرہم متفق ہین اسوجہ سے کہ انکی پیدائش
سنہ ۶۱ یا سنہ ۸۰ ہجری مین ہوئی - اسلیے بحدیث - خیر القرون
قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الخ - زمان مبشر بالخیر یعنی زمان ثم
ثانی مین انکی پرورش ہوئی - اور اسوقت کے دین خالص کی تعلیم انکو ملی
کہ صدہا صحابہ کبار و دیگر تابعین ابرار کی صحبت انحضرات نے اٹھائی - بناءً علیہ
تابعیت انکی ثابت ہوئی اور اسی تابعیت سے انکی افضلیت متحقق ہوئی

چونکہ اور کسی امام کی ایسی پیدائش نہوئی یہ فضیلت انکو ملی - اسوجہ سے
اعظمیت کی خصوصیت انہین مین آگئی پھر بعض معاندین کے طعن و تشنیع
سے انکے اور انکے مقتدین کا کیا بال بینکا ہوگا - بلکہ وہ خود بحدیث -
ملعون من ضار مؤمنا او مکر بہ - اور بحدیث من ضار مؤمنا
ضار اللہ تعالی بہ الخ - اخرجہما الترمذی جہنم کے جنجال مین پڑیگا - ۵
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

پانچوان سوال

ای حضرت یہ سوال کرنا تھا دم بخود ہو کے رہ گئے بلکہ یہا نتک کہ دُم دبا کے
بھاگے -

جواب

حضرت گستاخی معاف - کیا آپکی طرف کے لوگون کے دُم بھی ہوتی ہی ورنہ
آپکے خصم نے دُم کہان سے پائی کہ دُم دبا کر بھاگا - یہ صفت اُس کُتّے کی ہی
جو دوسرے کُتّے بلند دُمدار سے مغلوب ہوکر دُم دبا کر بھاگتا ہی - پھر کہیے
کہ دُمدار کُتّا کون ہوا - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - حضرت مسلمانون
کو کُتّا بنانا کیا دینداری کی بات ہی یا بربادی ملت یا عداوت کی گھات
ہی اور ہمارا جو کچھ لکھنا البادی اظلم اور ستم بر ستم پیشۂ عدل است
وداد - پر عمل کرنا -

چھٹا سوال

میرے سوال کا جواب خود دیجیے یا کسی سے دلوائیے -

جواب

ایک مرتبہ آپ نے اپنے سوال کا جواب بذریعہ دارالسلطنت پایا۔ اب مجھسے بھی یہ جواب لیجیے ۔

ساتوان سوال

یہ معاملہ دین و مذہب کا ہے جواب اسکا ثواب سے خالی نہوگا۔

جواب

ہان معاملہ دین کا ہے اگر دینداری سے حق طلبی کا مناظرہ کرے۔ ملاسنہ مہیا دلہ کا نام معاملہ دین نہین بلکہ انکے مرتکبون کو حسب نصین عذاب ہے۔ دلیل ہر ایک کی تذکرہ مذکور مین دیکھنا۔ زیادہ والسلام۔

تمت

فصل چہارم در جواب بعض سوالات متفرقۂ غیر مقلدین کہ مقلدین را ازانہا دربیض و بیض اندازند۔

سوال اوّل - حنفی بلا حجت وبغیر علت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو تابعی کہتے ہین۔ اور اسی سے انکی فوقیت بتاتے ہین۔ حالانکہ انکی عدم تابعیت مین علماء نے دلیل شافی وبرہان کافی لکھی۔

جواب امام صاحب کی تابعیت کی دلیل ایسی غیر محصور ہے۔ کہ قلم کی زبان اسکے بیان سے قاصر ومعذور۔ کیا آپنے میری کتاب تذکرۃ المذاہب کو بھی نہین دیکھا۔ مین نے تو اسمین امام صاحب کی تابعیت کو علماء مختلف المذاہب کے اقوال سے اور دلائل عقلیہ وبراہین نقلیہ سے ایسا ثابت کیا۔ کہ ناظرین کو آئینہ کر دکھایا۔ یہانتک کہ سماء شریعت پر ھو سراج امتی الخ کی برکت سے امام اعظم رحمہ کی افضلیت وتابعیت کا آفتاب ایسا طلوع ہو گیا کہ باقی آئمہ کی فضیلت اسکی کرن سے مثل نجوم کے چھپ گئی۔ پھر امام ابو یوسف رحمہ نے اسپر مستنیرا داد فضائل کی دی۔ اور امام محمد رحمہ نے تو خدمت عطارد کی ادا کی۔ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کے سبب سے اس طلوع کا نہ زوال ہے نہ غروب۔ نہ حضیض مین اسکا مرور۔ نہ اسفل مین اسکا عبور۔ بل سدا اوج ہی مین اوج صبح کر رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تا روز قیامت اسی طرح پر تابان ودرخشان رہیگا۔ تب رات کہان ہوگی۔ جسمین حشرات الارض جگنو کی طرح غیر مقلدین نکلنے پاوین۔ اور غول بیابانی کی مانند ضلالت کی روشنی سے علماء کرام فضلاء عظام کو

اپنی تذویر کے دام مین پہنسا سکین - خیر یہان پر اور طرح سے اور کچھ بیان کرتا ہون - اگر کل اُن دلائل مذکورہ سے درگذر بھی کرون - اور اُنکو بالاے طاق رکھ چھوڑ دون - تا ہم امام صاحب کی تابعیت کے ثبوت مین کسیطرح سے عاجز و قاصر نہین ہون - بلکہ انواع اقسام سے ثابت کرنے کی قدرت رکھتا ہون - کہ وہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہی ہر وسعت نظر کی نظر اُس نور سے منور ہی - شپرہ اگر اسکو نہ دیکھے اسکے عدم پر دلیل نہین ہو سکتی ہی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

یعنی اگر متعصبین کی آنکھون مین بمضمون وعلی ابصارھم غشاوۃ تعصب یا جہالت یا ضلالت کی پٹی لگی رہے - تو کیونکر وے اُس نور سے منور ہوونگے بلکہ انکار ہی کرتے رہینگے - ہان اگر وے نظارت ظاہری اور بصارت باطنی سے مالا مال ہوتے - اور کتب سیر اور تواریخون کے ملاحظے کا اشتغال رکھتے - تو اُنکی زبانون سے ایسی بیہودہ قیل و قال نہ نکلتے بلکہ فقط ایک ہی کتاب اصابہ ابن حجر عسقلانی شافعی کی بھی (جسمین اکثر صحابیون کی موت کا ذکر ہی) کفایت کرتی - اگرچہ اِسمین بھی تعصب کی باتین ہین - خیر تا ہم اُس کتاب کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو جاویگا کہ کون کون صحابی کس کس سن و سال تک ذی حیات باقی تھے - اور کون کسوقت قالب عنصری سے پرواز کر گئے - چنانچہ مین مثل مشت نمونہ خروارے کے چند صحابیون کی موت کی تاریخ کو جس سے امام صاحب کی تابعیت بلکہ امام ابو یوسف رح

اور امام محمد رح کی بھی تابعیت نکلتی ہی - چار طبقے مین لکھتا ہون - اور اس کتاب کے ناظرین سے توقع انصاف کی رکھتا ہون - اور مقلدین حنیفی سے دعاے خیر چاہتا ہون - کہ مین نے ایک ایسی راہ نکالی ہی کہ جس سے مورخین متعصبین کی تحریرات کی ناکامیابی ثابت ہو گئی - اور اُس دروغ کے فروغ مین خیرگی آگئی - پہلے طبقے مین اُن صحابیون کا ذکر ہی - جو اکسٹھ سے ۷۰ ستر تک زندہ تھے - دوسرے طبقے مین اُن صحابیون کا ذکر ہی جو ستر سے ۸۰ اسّی تک لباس حیات سے ملبوس تھے - تیسرے طبقے مین اُن صحابیون کا ذکر ہی - جو اسّی سے ۸۹ نواسّی تک رزق حیات سے مرزوق تھے - چوتھے طبقے مین اُن صحابیون کا ذکر ہی جو ۹۰ نوّے سے سو تک بلکہ مافوق سَو تک زندگی رہے -

پہلے طبقہ کے صحابیون کا ذکر

ص ۵۱/۷۲ ۱۳۵ - اسماء بن حارثہ بن سعید بن عبداللہ (تا) بن افقصی الاسلمی نے جو خادم رسول صلعم کے تھے بقول واقدی سنہ ۶۶ چھیاسٹھ ہجری مین انتقال فرمایا -

ص ۲۰۹/۲۴۶ - اسماء بن حارثہ بن حصین حذیفہ بن بدر الفزازی ابو حسان الکوفی نے بقول ابو حسان زیادی سنہ ۶۰ ساٹھ ہجری و بقول ابن حبان سنہ ۶۵ پینسٹھ مین انتقال فرمایا -

ص ۲۹۶/۶۲۸ - بریدہ بن الحصیب بن عبداللہ بن الحرث بن الاعرج (تا) افقی الاسلمی جس سے صحیحین مین روایت ہی - اور انھون نے جنگ رسول صلعم کے ساتھ کی بقول ابن سعد سنہ ۶۳ تریسٹھ مین انتقال فرمایا -

ص ۳۹۲/۸۸۹ - ثابت بن الضحاک بن خلیفہ (تا) الانصاری نے جو ابی مسلم و بخاری وغیرہما کے بیعت الرضوان اور بدر اور حدیبیہ وغیرہا مین حاضر تھے بقول ابن سعد وغیرہ کے ۶۳ سنہ ترسیٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۴۵۰/۱۰۵۹ - جبر بن عبداللہ القبطی مولی بنی غفار بقول ہارے بن المنذر نے ۶۳ سنہ ترسیٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۳۷/۲۹۵ - جنادہ بن ابی امیہ الدوسی وہو صاحب عبادۃ بن الصامت جنھنے ایام جاہلیت اور اسلام کو پایا ۶۷ سنہ سرسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۷۶۳/۱۹۲۷ - حارثہ بن بدر بن حصین بن قصی (تا) بن تیم التیمی نے ۶۴ سنہ چونسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۸/۲۸۵۸ - زید بن ارقم بن زید بن قیس نے آنحضرت جو نبی صلعم کے ساتھ ۱۷ سترے لڑائی مین شریک تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جنگ صفین مین بھی شریک تھے کوفے مین ۶۶ سنہ چھیاسٹھ یا ۶۸ سنہ ارسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۶۶/۸۸۴ - سعد بن مالک بن سنان (تا) ابوسعید الخدری رض مشہور ہے جنسے بہت روایتین صحاح مین موجود ہین بقول واقدی ۶۳ سنہ ترسیٹھ یا ۶۵ پینسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۵۳/۲۴۶ - سلیمان بن صرد بن ابی الجون (تا) الخزاعی نے جسکے نام کو (جو سار تھا) رسول صلعم نے تغیر دیا۔ اور حضرت علی رض اللہ کے ساتھ صفین مین شریک رہا۔ پھر حضرت حسین رض کا کانب ہوا اور عمر انکی ۹۳ ہوئی تھی ۶۵ سنہ پینسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۳۲ / ۳۱۹ ۔ عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلبعہ اللخمی بقول خلیفہ وغیرہ ۶۸ھ اڑسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۶۰ / ۴۷۳ ۔ عقبہ بن نافع بن عبدالقیس بن لقیط ۶۳ھ تریسٹھ مین مقتول ہوا

ایقاظ اوّل ان بزرگون کی موت کو دیکھو۔ اور امام صاحب کی ۶۱ اکسٹھ کی پیدائش کو یاد کرو۔ پھر بعد اسکے اور تین طبقے کا خیال کرو۔

دوسرے طبقے کے صحابیون کا ذکر

ص ۲۱۲ / ۴۵۶ ۔ الاسود بن یزید بن قیس النخعی ابوعمرو نے ۷۴ھ یا ۷۵ھ پچہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۸۸ / ۶۱۴ ۔ البراء بن عازب بن الحارث (تا) بن الاوس الانصاری نے جنکی روایت صحاح مین بہت ہے اور جو رسول صلعم کے ساتھ ۱۵ پندرہ لڑائی مین شریک تھے اور حضرت علی رض کے ساتھ جنگ جمل وصفین و قتال الخوارج مین شریک تھے اور جسنے کوفہ مین گھر بنایا تھا بقول ابن حبان ۷۲ھ بہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۷۸ / ۲۲۳ ۔ حرشہ بن الحر الفرازی نے بقول خلیفہ ۷۴ھ چوہتر مین انتقال کیا۔ اگرچہ انکو ابن حبان اور العجلی نے تابعی کہا۔ لیکن اجری نے ابوداؤد سے انکی صحابیت کو ثابت کیا۔

ص ۴۹ / ۲۸۸ ۔ زید بن خالد الجہنی نے جو حدیبیہ مین حاضر تھے اور صحیحین وغیرہما مین انکی بہت سی روایتین ہین بقول ابن البرقی وغیرہ ۷۸ھ اٹھتر مین انتقال فرمایا۔

۱۱۵ / ۳۰۵۹ السائب بن الخلاد بن سوید بن ثعلبہ (تا) ابن مالک الانصاری نے جنکی روایتیں سنن وغیرہ میں موجود ہیں اور بدر میں حاضر تھے بقول ابو نعیم ۷۱ھ اکہتر میں انتقال فرمایا۔

۳۳۴ / ۶۰۷۸ سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے جنکی روایت بخاری وغیرہ میں ہے اور بڑے شجاع تھے ۷۴ھ چوہتر میں انتقال فرمایا۔

۳۳۷ / ۸۱۷۵ سعید بن عمران الھمدانی نے جو یرموک میں حاضر تھے ۷۰ھ ستر میں انتقال فرمایا۔

۳۳۸ / ۸۱۸۸ سلیم بن عتر بن سلمہ بن مالک التجیبی ابو سلمہ انہ ادرک نے ۷۵ھ پچھتر میں انتقال فرمایا۔

۱۲۸ / ۳۱۰ عبداللہ بن مطیع بن الاسود (تا) بن لومی بن غالب القرشی نے جنکی روایتیں صحیحین وغیرہا میں مذکور ہیں ۷۴ھ چوہتر میں انتقال فرمایا۔

۱۵۸ / ۳۶۶ عثمان بن عبدالرحمن بن عثمان التیمی نے ۷۴ھ چوہتر میں انتقال فرمایا۔

۲۱۸ / ۵۷۴ القمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان النخعی ابو شبل الکوفی نے جنہے ایام جاہلیت اور اسلام کو دیکھا ۷۲ھ بہتر میں انتقال فرمایا۔

۲۳۲ / ۶۳۴ عمرو بن میمون الازدی نے بقول ابو نعیم ۷۴ھ چوہتر یا ۷۵ھ پچھتر میں انتقال فرمایا۔

۴۴۲ / ۱۱۷۸ قبیصہ بن وائل التغلبی نے بقول طبری ۷۷ھ ستتہتر میں انتقال فرمایا۔

۴۵۰ / ۸۴۴۶ شریح بن ہانی بن یزید ابو المقدام ادرک النبی صلعم ۱۲۰ سال کی بقول القاسم ۷۸ھ اٹھہتر میں شہید ہوا۔

الیقاظ دوم - ان بزرگون کی ت کی طرف اور امام صاحب کی ستر کی پیدائش کی طرف پھر اسکے پیچھے کے دو طبقے کی طرف خیال کرو۔

تیسرے طبقے کے صحابیون کا ذکر

ص $\frac{۲۱۲}{۴۵۵}$ - الاسود بن ہلال المحاربی ابوسلام الکوفی نے جو بقول باوردی و العثمانی و ابن فتحون و بخاری رح صحابی ہین - بقول ابن علی سنہ ۸۴ چوراسی مین انتقال فرمایا۔

ص $\frac{۲۹۹}{۶۳۸}$ - بسر بن ارطاہ نے بقول المسعودی سنہ ۸۶ چھیاسی مین انتقال کیا۔

ص $\frac{۳۱۳}{۶۶۷}$ - بشر بن عقربۃ الجہنی ابوالیمان یہ وہ صحابی ہین جنکو رسول صلعم نے اُسکت اما ترضی ان اکون انا ابوک و عایشہ امک فرمایا تھا جب وہ روتے تھے - بقول عبدالبر اُنھون نے سنہ ۸۵ پچاسی مین انتقال فرمایا۔

ص $\frac{۱۰۷۲}{۱۶۹۲}$ - روح بن زنباع بن روح بن سلامہ الجذامی ابوزرعہ نے اگرچہ بعضون نے انکو تابعی کہا - لیکن بقول اکثر خصوصًا مسلم و حاکم اور غیرہما کے صحابی ہین - بقول ابوسلیمان سنہ ۸۴ چوراسی مین انتقال کیا۔

ص $\frac{۱۲۱}{۳۰۷۴}$ - السائب بن یزید بن سعید بن ثمامہ نے جنکی روایت صحیحین مین موجود ہے - بقول ابونعیم سنہ ۸۲ بیاسی یا سنہ ۹۱ اکیانوے یا سنہ ۹۴ چورانوے مین انتقال فرمایا۔

ص $\frac{۱۱۸}{۲۹۵}$ - عبداللہ بن شداد بن الہاد اللیثی جنکی مان سلمیٰ بنت عمیس جنکو جعفر نے نکاح کیا پھر حضرت ابوبکر رض نے پھر حضرت علی رض نے نکاح کیا تھا۔ اور ہر ایک سے اولاد ہوئی بقول العجلی سنہ ۸۲ بیاسی مین نہر دجیل مین غرق ہو گئے -

ص $\frac{۱۱۹}{۲۹۷}$ - عبداللہ بن ابی طلحہ بن زید سہل الانصاری اخو انس بن مالک رض نے

۸۴ ؁ھ چوراسی مین انتقال فرمایا۔

$\frac{۱۴۳}{۲۹۹}$ ۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عامر بن ربیعہ العنبری نے بقول الہیثم بن عدی ۸۰ ؁ھ یا ۸۵ ؁ھ یا ۷۹ ؁ھ مین انتقال فرمایا۔

$\frac{۱۴۴}{۳}$ ۔ عبدالرحمن بن القاری نے بقول ابن سعد ۸۰ ؁ھ مین و بقول ابن حبان ۸۸ ؁ھ اٹھاسی مین انتقال فرمایا۔

$\frac{۱۴۵}{۳}$ ۔ سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر آلخ نے بقول ابونعیم ۸۰ ؁ھ اسی مین و بقول ابوعبیدہ ۸۱ ؁ھ اکیاسی مین اور بقول عمر بن علی ۸۲ ؁ھ بیاسی مین انتقال فرمایا۔

ایقاظ سوم ۔ سبحان اللہ کیسی کچھ بشارت ہے اُن مقلدین کو جنھون نے امام صاحب کی تابعیت کو ثابت کیا۔ اور بڑے اعتقاد سے اِنکی تقلید کو اختیار کیا۔ نعوذ باللہ کیسی کچھ خجالت و ندامت ہے اُن غیر مقلدین کاذبین کو جنھون نے تابعیت کو انکار کیا۔ اے مقلد و خوش رہوا ور دیکھو کہ انہین سے کیسی کیسی بزرگون کا ذکر ہے اور غور کرو۔ کہ جب حضرت بسر بن عقوبہ رضؓ جنکی رسول صلعم نے آشکلت آلخ فرمایا۔ اور حضرت عبداللہ بن شداد جنکی مان حضرت سلمی رضؓ کو حضرت جعفر رضؓ اور حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت علی رضؓ یکے بعد دیگرے نے نکاح کیا۔ اور حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ جو حضرت انس رضؓ کا اخیافی بھائی تھا وغیر ذالک کہ۔ اُس اسی کے بعد تلک جس اسی مین منکرین تابعیت نے امام صاحب کی پیدائش کو عناد سے کالوحی من السماء سمجھکر ۶۱ و ۷۰ روز کی پیدایش کو باطل ٹھہرایا۔ زندہ رہنا ثابت ہوا۔ بلکہ

ص ۲۹۳/۸۰۳ - عبدالرحمن بن سابط نے جنکو ابوموسی نے صحابی کہا ۱۱۸سنہ ایک سو اٹھارہ مین انتقال کیا -

ص ۳۰۴/۸۲۰ - عبدالرحمن بن عمرو السلمی نے جنکو طبری اور ابن شاہین نے صحابی کہا ۱۱۰سنہ ایک سو دس مین انتقال کیا -

ص ۳۲۷/۸۸۱ - عدی ابن عدی بن عمیرہ بن عروۃ الکندی نے بقول طبری صحابی ہین ۱۲۰سنہ ایک سو بیس مین انتقال کیا -

ص ۳۶۱/۱۰۰۵ - عمیہ مولی ام الفضل نے جنکو ابن ابی داؤد نے صحابی کہا ۱۰۴سنہ ایک سو چار مین انتقال کیا -

ص ۴۳۲/۱۱۵۹ - الفضل بن عبدالرحمن الہاشمی نے جنکی اصحابیت کو ابوموسی نے ابومسعود الاصبہانی کی روایت سے ثابت کیا ۱۲۹سنہ ایک انتیس مین انتقال کیا -

ایقاظ چہارم - ای مؤمنو جب یہ کتاب آپ لوگون کو میسر ہو - تب بڑی خوشی اور خرمی سے ایک مجلس کرو - اور اسمین مقلدین اور غیر مقلدین کی دعوت کر کے - بنظر ایمان کے ان بزرگون کی طرف نظر کرو - اور دیکھو اور دکھلاؤ پھر امام صاحب کی تابعیت کی کیا بات ہی - بلکہ صاحبین وغیرہما کی تابعیت کو بھی ثابت کرنیکی حجت بخوبی حاصل کر لو - پھر اُن صحابیون مین نظر کرو اور اچھی طرح سے پہچانو کہ یہ کون کون بزرگ ہین - پھر غور کرو کہ جب ایسے ایسے بزرگ مثل حضرت انس رض خادم رسول صلعم اور مثل حضرت عبداللہ پر پوتا حضرت عبدالمطلب رض اور مثل حضرت عبدالرحمن خالہ زاد بھائی حضرت ابراہیم بن رسول صلعم کا امام صاحب کے زمانہ تک باحیات موجود رہنا ثابت ہوا -

نولاکھون صحابی کا وجود امام صاحب کے وقت تک موجود رہنا عقلاً و ... ثابت ہوا۔ اب غیر مقلدین کے ڈھکوسلے باتون کی طرف جو چند اوراق اخبار یہ سے نقل کرنے مین ہرگز التفات نہ کرو۔ بلکہ اسکو کذب و بہتان جانو۔ جس سے خسر الدنیا والاخرۃ سے نجات پاؤ۔

اقتباس تقریب التہذیب سے بھی چند صحابیون کی موت کی تاریخ لکھتا ہون۔

طبقۂ اولی کے صحابیون کا ذکر

ص ۳۲ ۔ بریدہ بن الحصیب ابو سہل الاسلمی صحابی نے ۶۳ھ تریسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۹ ۔ ثابت بن الضحاک الاشہلی صحابی نے بقول انفلاس ۴۵ھ مین بقول صحیح ۶۴ھ چونسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۴۴ ۔ جندب بن عبداللہ بن صفیان البجلی صحابی نے بعد ۶۰ھ ساٹھ کے انتقال فرمایا۔

ص ۴۶ ۔ الحارث بن حاطب بن الحارث صحابی صغیر نے اگرچہ ابن حبان نے انکو تابعی کہا ۶۶ھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۱۶ ۔ الضحاک بن قیس بن خالد صحابی صغیر ۶۴ھ چونسٹھ مین مقتول ہوا۔

ص ۱۳۰ ۔ عبداللہ بن زید عاصم بن کعب الانصاری صحابی مشہور ۶۳ھ تریسٹھ مین شہید ہوا۔

ص ۱۳۳ ۔ عبداللہ بن عباس رض نے ۶۸ھ مین انتقال فرمایا طائف مین۔

ص ۱۶۴ - عبد المطلب بن ربیعہ الہاشمی صحابی نے ۶۲ سنہ باسٹھ مین انتقال فرمایا۔
ص ۱۷۷ - عدی بن حاتم مشہور صحابی نے ایک سو ۱۲۰ برس کی عمر مین ۶۸ سنہ ارسٹھ مین انتقال فرمایا۔
ص ۲۰۹ - قرۃ بن ایاس بن ہلال المزنی صحابی نے ۶۴ سنہ مین انتقال فرمایا۔
ص ۲۴۸ - معاذ بن الحارث الانصاری صحابی صغیر ۶۳ سنہ ترسیٹھ مین جنگ حرّہ مین شہید ہوئے۔
ص ۲۵۰ معقل بن سنان بن مظہر الاشجعی صحابی ساکن الکوفہ ۶۳ سنہ ترسیٹھ مین جنگ حرہ مین شہید ہوا۔
ص ۲۶۲ - فضلہ بن عبید ابو برزہ الاسلمی صحابی مشہور نے بقول صحیح ۶۵ سنہ پینسٹھ مین انتقال فرمایا۔
ص ۳۰۱ - ابو شریح الخزاعی صحابی نے ۶۸ سنہ ارسٹھ مین انتقال فرمایا۔
ص ۳۱۷ - ابو واقد اللیثی صحابی نے ۶۸ سنہ ارسٹھ مین انتقال فرمایا۔
ص ۳۴۳ - ہند بنت ابی امیہ ام سلمہ ام المؤمنین نے بقول صحیح ۶۲ سنہ باسٹھ مین انتقال فرمایا۔

ایقاظ پنجم - ان بزرگون مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضا اور حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رض بھی ہین دیکھو۔

طبقۂ ثانیہ کے صحابیون کا ذکر

ص ۳۴ - البراء بن عازب الانصاری صحابی مشہور کوفہ کے رہنے والے نے ۷۲ سنہ بہتر مین انتقال فرمایا۔

ص ۴۰ - جابر بن سمرہ بن جنادہ صحابی مشہور کوفہ کے رہنے والے نے بعد ۷۰ھ ستر

کے انتقال فرمایا۔

ص ۴۰ - جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری صحابی مشہور جس نے

۱۷ سترہ دفعہ جنگ کی بعد ۷۰ ستر کے انتقال فرمایا۔

ص ۷۶ - رافع بن خدیج بن عدی الانصاری صحابی جلیل القدر نے ۷۳ھ یا

۷۴ھ چوہتر میں انتقال فرمایا۔

ص ۹۸ - سلمہ بن عمرو بن الاکوع الاسلمی ابومسلم نے ۷۴ھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۱۹ - عاصم بن عمر بن الخطاب رض نے جو حالت حیات مین جناب رسالت مآب

صلعم کے پیدا ہوئے تھے ۷۰ ستر کے بعد انتقال فرمایا۔

ص ۱۲۹ - خلیفہ حضرت عبداللہ بن الزبیر بن العوام رض ۷۳ھ تہتر مین حجاج کے

حکم سے مقتول ہوا۔

ص ۱۳۲ - عبداللہ بن صفوان بن امیہ جو رسول خدا صلعم کے عہد مین متولد ہوا

۷۳ھ تہتر مین مع خلیفہ ابن الزبیر مقتول ہوا۔

ص ۱۳۷ - عبداللہ بن عمر رض نے ۷۳ھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۵۵ - عبدالرحمن بن عثمان بن عبداللہ التیمی اخی طلحہ صحابی مع خلیفہ ابن

الزبیر مذکور مقتول ہوا۔

ص ۱۵۷ - عبداللہ بن غنم الاشعری نے اگرچہ صحابیت مین انکے اختلاف ہے

۷۸ھ اٹھتر مین انتقال کیا۔

ص ۱۷۵ - عرباض بن ساریہ السلمی صحابی نے بعد ۷۰ ستر کے انتقال فرمایا۔

۱۸۵ھ - عمارہ بن رویبہ ابو زہیر صحابی نے جو کوفے مین رہتے تھے بعد ستر کے انتقال فرمایا۔

۲۱۷ھ - محمد بن حاطب بن الحارث الکوفی صحابی صغیر نے ۷۴ھ مین انتقال فرمایا۔

۲۷۲ھ - وہب بن عبد اللہ السوائی صحابی نے ۷۴ھ چوہتر مین انتقال فرمایا۔

۱۹۹ھ - عوف بن مالک الاشجعی ابو حماد صحابی مشہور نے ۷۳ھ تہتر مین انتقال فرمایا۔

۲۹۸ھ - ابو سعید المعلی الانصاری صحابی نے ۷۳ھ تہتر مین انتقال فرمایا۔

۳۴۳ھ - زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسد یہ المخزومیہ نے جو رسول خدا صلعم کے پروردہ تھی ۷۳ھ تہتر مین انتقال فرمایا۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض انکے جنازہ مین حاضر تھے۔

۳۳۸ھ - اسماء بنت ابو بکر صدیق رض زوجہ حضرت زبیر بن العوام رض مادر خلیفہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر نے ایک سو برس کی عمر مین ۷۳ھ یا ۷۴ھ چوہتر مین انتقال فرمایا۔

ایقاظ ششم - ان بزرگون مین حضرت عاصم بن حضرت عمر رض - اور حضرت عبد اللہ بن حضرت عمر رض - اور حضرت عبد اللہ بن زبیر خلیفہ رض - اور حضرت اسماء بنت حضرت ابو بکر رض بھی موجود ہین - دیکھو -

طبقۂ ثالثہ کے صحابیون کا ذکر

۲۲ھ - اسلم العدوی مولی عمر رض جنھنے زمانہ جاہلیت و زمانہ رسول صلعم کو پایا

سنہ انتی مین ۱۲۰ ساگی مین انتقال کیا۔

ص ۱۳۳ ۔ بسر بن ارطاہ القرشی العامری من صغار الصحابۃ نے ۸۶ سنہ چھیاسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۱۶ ۔ طارق بن شہاب بن عبد الشمس البجلی نے جسنے رسول صلعم کو دیکھا سنہ ۸۲ یا ۸۳ سنہ تیراسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۲۱ ۔ عاید اللہ بن عبد اللہ الخولانی نے رسول خدا صلعم کے وقت مین پیدا ہوکر ۸۰ سنہ اسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۳۵ ۔ عبد اللہ بن ابی اوفی ابن علقمۃ بن خالد صحابی تھے جو شہر کوفی کے آخر صحابیون مین سے ہین ۸۶ سنہ چھیاسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۲۶ ۔ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب الہاشمی صحابی نے ۸۰ سنہ مین انتقال فرمایا

ص ۱۲۶ ۔ عبد اللہ بن الحارث الزبیدی صحابی نے ۸۵ سنہ یا ۸۶ سنہ یا ۸۸ سنہ یا اٹھاسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۲۸ ۔ عبد اللہ بن حوالہ ابو الحوالہ صحابی نے ایک قول مین ۸۰ سنہ اسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۳۳ ۔ عبد اللہ بن ابی طلحہ الانصاری نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین پیدا ہوکر ۸۴ سنہ چوراسی مین انتقال فرمایا یہ بزرگ حضرت انس رض کا اخیافی بھائی تھا۔

ص ۱۳۲ ۔ عبد اللہ بن البادی اللیثی جو رسول خدا صلعم کے عہد مین پیدا ہوکر کوفہ مین ۸۱ سنہ اکیاسی مین یا بعد اسکے مقتول ہوا۔

ص ۱۶۹ - عبید اللہ بن العباس بن عبد المطلب الہاشمی ابن عم رسول صلعم صحابی نے ۸۰ھ اسّی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۷۴ - عتبہ بن الندر السلمی صحابی نے ۸۴ھ چوراسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۹۰ - عمر بن ابی سلمہ بن عبد اللہ الاسد المخزومی صحابی صغیر نے جنکو رسول صلعم نے پرورش کیا کیونکہ انکی مان حضرت ام سلمہ سے حضرت نے نکاح کیا تھا ۸۳ھ تراسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۹۷ - عمران بن عصام الضبعی بقول بعض کے صحابی ہی ۸۳ھ تراسی مین مقتول ہوا۔

ص ۱۹۳ - عمرو بن حریث بن عمرو بن عثمان المخزومی صحابی صغیر نے ۸۵ھ مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۵۳ - المقدام بن معدیکرب بن عمرو الکندی صحابی مشہور نے ۸۷ھ ستاسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۶۹ - واثلہ بن الاسقع صحابی مشہور نے ۸۵ھ پچاسی مین انتقال فرمایا۔

ص ۳۰۳ - ابو عامر الاشعری صحابی عبد الملک بن مروان کی خلافت تک زندہ رہا۔

ایقاظ ہفتم - ان بزرگون مین حضرت اسلم العدوی مولی حضرت عمر رض - اور حضرت عبد اللہ بن جعفر الطیار رض بن ابی طالب - اور حضرت عبید اللہ بن عباس رض اور حضرت عمر بن ابی سلمہ جنکی مان حضرت ام سلمہ ام المؤمنین کو رسول صلعم نے اپنے نکاح مین لاکر انکی پرورش کی یعنی ربیب النبی صلعم موجود ہین دیکھو - اور اس ایقاظ کو تیسرے اور چوتھے ایقاظ کے ساتھ ملاکر خیال کرو - پھر آٹھوین ایقاظ کے بزرگون کا بھی خیال کرو جس سے عدم تابعیت کے شبہ کو دل سے بخوبی

رفع کرسکو۔

طبقہ رابعہ کے صحابیون کاذکر

ص ۲۲ ۔ اسعد بن سہل ابوالامامہ الانصاری صحابی نے ترانوے ۹۳ برس کی عمر مین سنہ ۱۰۰ ایک سو ہجری مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۹ ۔ انس بن مالک النضر الانصاری خادم رسول صلعم نے جو صحابی مشہور ہین ایک سو برس کی عمر مین سنہ ۹۲ یا سنہ ۹۳ ترانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۴۶ ۔ الحارث بن رافع بن مکیث الجہنی نے بعد سنہ ۱۰۰ سو کے انتقال فرمایا۔

ص ۱۲۵ ۔ عبداللہ بن ابسر المازنی صحابی صغیر نے جو آخر صحابیون مین سے شام مین حرا علی الاختلاف ایک سو کے عمر مین سنہ ۸۸ اٹھاسی یا سنہ ۹۶ چھیانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۲۶ ۔ عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب نے علی الاختلاف سنہ ۸۴ یا سنہ ۹۹ ننانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۵۹ ۔ عبدالرحمن بن یزید بن حارثہ الانصاری نے جو نبی صلعم کے وقت مین پیدا ہوئے سنہ ۹۳ ترانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۶۸ ۔ عبیداللہ بن رافع المدنی مولی النبی صلعم نے جو کاتب حضرت علی رض کا تھا بعد سنہ ۱۰۰ سو کے انتقال فرمایا۔

ص ۱۷۴ ۔ عتبہ بن عبدالسلمی ابوالولید صحابی مشہور نے جو قریب تنلو کے سن رکھتا تھا علی الاختلاف سنہ ۸۷ مین یا سنہ ۹۰ مین انتقال فرمایا۔

ص ۱۷۷ ۔ العداء بن خالد العامری صحابی جنکی وفات بعد سنہ ۱۰۰ کے ہوئی۔

ص ۱۸۱ - عکرمہ بن عبد اللہ مولیٰ ابن عباس رضؓ نے علی الاختلاف سنہ ۱۰۷ ایک سو سات مین یا بعد اسکے انتقال فرمایا۔

ص ۲۳۹ - مالک بن الحویرث ابو سلمان اللیثی صحابی نے سنہ ۹۴ چورانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۴۱ - محمود بن لبید بن عقبۃ بن رافع الاوسی صحابی صغیر نے سنہ ۹۶ یا سنہ ۹۷ ستانوے مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۶۶ - الہرماس بن زیاد بن مالک الباہلی الوحدیر صحابی نے بعد سنہ ۱۰۰ سو کے انتقال فرمایا۔

ص ۳۱۶ - ابو نصر الہلالی نے بقول بعض کے صحابی ہین بعد سنہ ۱۰۰ سو برس کے انتقال فرمایا۔

ص ۳۴۰ - زینب بنت کعب بن عجرہ زوجہ حضرت سعید الخدری رضؓ نے جنکو بعض نے صحابیہ کہا بعد سنہ ۱۰۰ کے انتقال فرمایا۔

ص ۲۵۷ - موسیٰ بن طلحۃ المدنی نزیل الکوفہ نے جو رسول خدا صلعم کے وقت مین پیدا ہوکر سنہ ۱۰۳ ایک سو تین مین انتقال فرمایا۔

ص ۲۶۹ - وابصہ بن معبد بن عتبہ الاسدی صحابی نزیل الجزیرہ وعمر ابی سنہ تسعین یعنی سنہ ۹۰ نوے تک زندہ رہے۔

ایقاظ ہشتم - ان بزرگون مین سوائے حضرت انس رضؓ وغیرہ کے حضرت عبید اللہ بن رافع مولیٰ النبی صلعم - اور حضرت عکرمہ بن عبد اللہ مولیٰ ابن عباس موجود ہین دیکھو - اور اس ایقاظ کو چوتھے ایقاظ اور نہم ایقاظ کے ساتھ ملا کر کے امام صاحب کی تابعیت کیا معنی صاحبین وغیرہما کی تابعیت بھی بخوبی ثابت کیجئے

ورثے ۔ بفضلہ تعالیٰ اگر مین اس اصابہ اور تقریب کے کل دلائل کو
بھی طرح دون تب بھی اسی طرح کے دلائل اور اور کتابون سے استنباط
رسکتا ہون ۔ چنانچہ مولانا عبد الحق دہلوی کی شرح مشکوٰۃ سے بھی ایسا
چند صحابیون کا نام استخراج کرکے تحفۂ احباب کرتا ہون ۔ جس سے اچھی طرح
سے امام صاحب کی بلکہ صاحبین کی بھی تابعیت ثابت ہوتی ہے ۔ اور معاندین
کی عداوت کی بات ظہور مین آتی ہے ۔ ص۳۰ ۔ حضرت انس بن مالک رض
خادم رسول صلعم نے سنہ ۹۱ اکانوے مین ایک سو برس کی عمر مین انتقال
فرمایا ۔
ص۴۲ ۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے طائف مین ۶۸ سنہ ارسٹھ ہجری مین
انتقال فرمایا ۔
ص۵۲ ۔ حضرت ابو امامہ رض نے علی الاختلاف ۸۶ سنہ یا ۸۱ سنہ یا ۹۱ سنہ
اکیانوے مین انتقال فرمایا ۔
ص۱۰۶ ۔ حضرت رافع بن خدیج رض نے ۷۳ سنہ تہتر مین انتقال فرمایا ۔
ص۱۱۲ ۔ المقدام بن معدیکرب رض نے ۸۷ سنہ ستاسی مین انتقال فرمایا اور
اسوقت عمر انکی نوّے کی تھی ۔
ص۱۱۳ حضرت العرباض بن خالد رض نے ۷۵ سنہ پچھتر مین انتقال فرمایا ۔
ص۱۳۵ ۔ حضرت عوف بن مالک الاشجعی رض نے ۷۳ سنہ تہتر مین انتقال فرمایا ۔
ص۱۳۸ ۔ حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباس رض کے اگرچہ بعضے نے انکو تابعی کہا
۱۰۷ سنہ ایک سو سات مین انتقال فرمایا ۔

ھ ۱۳۹ - حضرت واثلہ بن الاشقع نے ایک سو برس کی عمر مین انتقال فرمایا۔
ھ ۱۷۱ - حضرت جابر بن سمرہ رض نے علی الاختلاف ۶۶ھ یا ۷۴ھ یا ۷۶ھ
چھتر مین کوفے مین انتقال فرمایا۔
ھ ۱۷۹ - عبد مزادرک النبی صلعم نے ایک سو بیس برس مین انتقال فرمایا۔
ھ ۲۳۳ - قتادہ رض نے اگرچہ بعض نے انکو تابعی بھی کہا ۱۱۷ھ ایک سو ستر
مین انتقال فرمایا۔
ھ ۲۳۵ - النعمان بن بشیر رض جو بوقت رحلت رسول صلعم آٹھ برس کا تھا ۶۴ھ
چونسٹھ مین مروان کے حکم سے مقتول ہوا۔
ھ ۲۶۵ - حکیم بن حزام رض کے ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا۔
ھ ۲۷ - حضرت عمرو بن ابی سلمہ رض نے کہ آنحضرت صلعم کے وقت مین نو برس کا تھا
۸۳ھ تراسی مین انتقال فرمایا۔
ھ ۳۰۶ - حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رض نے ۸۶ھ یا ۸۷ھ ستاسی مین کوفے
مین انتقال فرمایا۔
ھ ۱۰۱ - عبداللہ بن السحر الصحابی رض نے ۸۰ھ مین انتقال فرمایا۔

ایقاظ نہم - ان کل بزرگون مین نظر کرکے۔ ہمارے تذکرۃ المذاہب کے
۲۷۸ صفحہ سے ۲۸۱ تک دیکھو۔ جسمین اکثر ان بزرگون کا نام پاؤ۔ پھر ۴۲۱
صفحہ کو بھی ملاحظہ کرو۔ پھر ۵۰۸ مین نظر کرکے کمالیت پیدا کرلو۔ تاکہ ہمیشہ
مناظرہ مین دندان شکن جواب دیکر غالب رہو۔

دفع دخل - اگر کوئی کہے کہ امام صاحب کے زمانہ تک صحابی کے رہنے سے

امام صاحب سے ملاقات و روایت ثابت ہونا کونسی ضرورت ہے۔ کھو لگا۔ باوجود موجود ہونے ہر دونوں کی ملاقات و روایت ثابت نہونا کون سی ضرورت ہے۔ اگر سچ پوچھو تو لقی کا ثابت ہونا بہت ہی ضرورت ہے کہ صاحب مذہب کو مذہب بنانے کے واسطے حتی المقدور حقیقت کو ثابت کرنا بہت ہی ضرورت ہے تب باوجود موجود ہونے صحابی کے ملاقات و روایت نہ کرنا امام صاحب کا مؤمنوں کے اعتقاد کے خلاف ہے۔ ہاں زندیقوں کے اعتقاد کے موافق ہے۔ العیاذ باللہ۔

خیر اسکا دفعیہ اور طریقہ سے بھی کر دیتا ہوں۔ یعنی بفضلہ تعالیٰ صراحتہً روایت کرنا بھی امام صاحب کا صحابیوں سے ثابت کر دکھلاتا ہوں۔ ہر چند اس بات کو بہت کتابوں سے ثابت کر سکتا ہوں۔ لیکن خوف طوالت سے فقط عقود الجواہر پر اکتفا کرتا ہوں۔

ص ۶ ۔ روى محمد بن الفضل و سليم بن مسلم قالا حدثنا ابو حنيفه به عن جابر قراء رجل خلف رسول صلعم فنهاه رسول صلعم عن ذلك

ص ۷ ۔ روى مكى بن ابراهيم عن ابى حنيفه به عن جابر قال انصرف النبى صلعم من صلوة الظهر او العصر فقال من قرأ منكم سبح اسم ربك الاعلى فسكت القوم حتى سال عن ذلك مرارا فقال رجل من القوم انا يا رسول الله فقال رايتك تنازعني او تخالجني القرآن۔

ص ۸ ۔ روى يونس بن بكير و على بن مزيد الصدائى و مروان بن شجاع

عن ابی حنیفه عن جابر قال صلی رسول صلعم باصحابه الظہر
او العصر فلما انصرف قال من قرء خلفی سبح اسم ربك
الاعلی فام یتکلم احد فرد ذلك ثلاثا فقال رجل انا
یا رسول؟ فقال قد رأیتك لتخالجنی او تنازعنی القرآن من صلی
منکم خلف امام فقراءته له قراءة ف سبحان اللہ چہ خوب
اِن تین حدیثون سے قرات خلف الامام کی منہی عنہ ہونا بخوبی ثابت
ہوگئی تب ہی امام الائمہ امام ابوحنیفہ رح نے قرات خلف الامام کو نادرست
فرمایا - آب ہم سبکو اس روایت کے غیر کی طرف ہرگز التفات نکرنا چاہیے
کہ وہ اِسکے مقابلہ مین قابل اعتماد کے نہین ہوسکتی ہے - کہ اسمین باعث توسطات
بعید دکے رطب ویابس کی گنجایش ہی - خذ ہذا -

ص ۱۳۳ - ابوحنیفه عن علی بن الاقمر ان النبی صلعم کان یظل
صائما ویبیت طاویا ثم ینصرف الخ -

ص ۱۳۳ - ابوحنیفه عن علی الاقمر عن ابن عمر ان رسول صلعم
قال ان بلالا یوذن بلیل فکلوا واشربوا حتی ینادی ابن مکتوم
ف اِس حدیث سے سحر گاہی کا اخیرات کو کھانا حسب مذہب امام صاحب کے
ثابت ہوا -

ص ۱۴۱ ابوحنیفه عن ابراهیم ان النبی صلعم حج واعتمر اربع
عمر فقرن احدی عمرة الا ربع حجه -

ص ۱۶۵ ابوحنیفه عن الهیثم ان النبی صلعم لما تزوج ام سلمه

ولم علیها سویقا وتمرا وقال ان سبحت لك سبعت لصواحبك

ص ۱۲۱ - ابوحنیفه عن الهیثم عن انس قال خرج النبی صلعم للیلتین خلتا من شهر رمضان الخ -

ص ۶۸ - ابوحنیفه عن عکرمه عن ابن عباس قال قال رسول صلعم امرت ان اسجد علی سبعة اعظم ولا اکف شعرا ولا ثوبا -

ص ۱۰۷ - ابوحنیفه سمع عائشه بجرد تقول قال رسول صلعم اکثر جند الله تعالی فی الارض الجراد لا آکله ولا احرمه -

ص ۱۲۴ - ابوحنیفه عن ابی الهذیل غالب بن الهذیل ان لنساء کن مع جنازة فاراد عمران یطردهن فقال رسول الله صلعم دعهن فان العهد قریب -

دفع دخل اگر کوئی کہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ کی موت تو قبل اسّی کے ہوئی اور امام صاحب کی پیدائش اسّی مین ہوئی - پھر کیونکر روایت کرنا اِنکا اُنسے ثابت ہو سکتا ہی - **جواب** اِسکا کئی طرح پر ہی -

اوّلاً - امام صاحب کی پیدائش کو اسّی ہی مین ہوتا فرض کرکے اُسکو کالوحی من السماء سمجھ لینا - کون سی وحی من السماء سے ثابت ہی - اجی صاحب اِس تاریخ کو تو بہ مضمون ہے ولیکن قلم درکفِ دشمن است - کے چند معاندون نے امام صاحب کی تابعیت کو باطل کرنے کے واسطے اِنکے اصحابون کی طرف منسوب کرکے شہرت دیا - اور غیر معاندون نے بھی نقل کیا

خیر بالفرض اگر یہ تاریخ صحیح بھی ہو تو بھی امام صاحب کی ان روایتوں کو
اُس جابر کی طرف جو قبل پیدائش امام صاحب کے انتقال فرمایا منسوب کرنا
اور اُس سے تکذیب روایتوں کو ثابت کرنا علماے غیر متبحرین بلکہ نادانوں کا
کام ہے کیونکہ مورخین نے فقط ایک جابر کی تاریخ لکھی حالانکہ جابر فقط
ایک صحابی کا نام نہین ہزاروں صحابہ کا نام ہے۔ چنانچہ فقیر نے جو پہلے طبقے
مین بارہ[۱۲] صحابیون کا نام ذکر کیا۔ اسمین بھی اسمار بن حارثہ دو صحابی کا نام
مشترک آگیا۔ جب بارہ[۱۲] صحابی مین دو صحابی کا نام مشترک ہوسکا۔ تو بارہ سو
صحابی مین کتنے صحابہ کا نام مشترک ہوسکتا ہے۔ جواب اس اربعہ متناسبہ سے

۱۲ : ۲ :: ۱۲۰۰ : م = ۲×۱۲۰۰ ÷ ۱۲ = ۱۲۰۰×۲/۱۲ = ۲۰۰

صحابہ کا نام مشترک ہوسکتا ہے۔ پھر لاکھون کروڑون صحابیون مین جابر کے نام
کا مشترک نہ سمجھنا محض بے وقوفون کا کام نہین تو کیا۔ بلکہ اس آیت کا منکر
ہونا۔ قولہ تعالیٰ وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھل تحس منھم
من احد او تسمع لھم رکزا۔

ثانیاً۔ جب بہت سی کتابون سے روایت کرنا امام صاحب کا ثابت ہوچکا
پھر چند منکرین کے انکار سے کیا ہوسکتا ہے بلکہ قاعدہ المثبت مقدم علی
النافی کا دخل اسمین آجاتا ہے۔

ثالثاً۔ جب امام صاحب کی پیدائش علی الاختلاف [۶۱] ستھ۔ ستر۔ اسّی۔
مین ہونا اور روایت کرنا انکا حضرت جابر سے مسلم و ثابت ہے۔ تو بجز بی
اُس جابر سے جو قبل اسّی کے انتقال فرمایا ملاقات اور روایت کرنا بھی ثابت

کیونکہ اس قصے مین یہ چار بات ہین ایک اسی^80^ دوسرا ستر تیسرا اسی چوتھا
روایت کرنا۔ انمین سے فقط اسی ایک طرف۔ اور باقی تین ایک طرف
فانظروا لمن الغلبۃ یا ایھا الاخوان فانظروا۔ ھذا احق الحقائق۔
استنبطتہ بتائید خالق الخلائق۔ خذہ یا ایھا الشائق۔ فانہ
ادق الدقائق۔

تنبیہ۔ اب ان تحریرات مذکورہ اور تقریرات مذکورہ سے امام صاحب
کی تابعیت کالشمس فی نصف النہار کیسی ثابت ہوگئی۔ نہ ابر و بادل
کیسی مزاحمت بھی باقی رہی۔ کیونکہ امام صاحب کی پیدائش علی الاختلاف اسی^61^
یا ستر یا اسی۔ ہجری مین ہوئی کما مر ذکرہ۔ اگر اسی کا اعتبار کیا جاوے۔
تو ہر چار طبقے کے صحابیون کی ملاقات سواے اسکے اور اور لاکھون اُن صحابیون
کی ملاقات (جنکی شمار مورخین کو معلوم نہین)۔ نصیب ہوئی۔ اور اگر ستر
کا اعتبار کیا جاوے۔ تو باقی تین طبقے کے صحابیون کی ملاقات اور سواے اسکے
اور اور ہزارون اُن صحابیون (جنکی گنتی مورخین کی کتابون مین آئی نہین)
نصیب ہوئی۔ اور اگر اسی کا بھی اعتبار کیا جاوے تو بھی باقی دو طبقے کے صحابیون کی ملاقات ما سوا
اسکے اور اور سیکڑون اُن اصحابون کی ملاقات (جسکی تعداد مورخین کو معلوم نہین) بخوبی نصیب ہوئی
یہانتک امام صاحب نے بہتیری روایتین بھی صحابیون سے کین۔ چنانچہ بطور نمونہ کے چند روایتین مذکور ہوئین
پھر امام صاحب کی تابعیت مین کونسی بات باقی رہی۔ سواے اسکے بڑے بڑے شاعرون نے بھی امام صاحب کی
روایت کرنے کو اپنے اپنے شعرون مین مندرج کیا چنانچہ بعض اُنمین سے ایک یہ ہے۔ کفی النعمان فخرا ما رواہ۔
من الاخبار من عز الصحابۃ۔ کذا فی شرح الحصکفی حضرت تابعیت کی تعریف تو وہ ہے جسکو صحابی کی ملاقات

حاصل ہوئی - اِسکی تابعیت ثابت ہوئی - جب امام صاحب کو اتنے صحابیون سے ملاقات حاصل ہوئی - پھر کیونکر تابعیت اِنکی ثابت نہوئی - باوجود اِسکے اِنکی تابعیت کا منکر ہونا - بعض متعصبین کے قول سے اُسکا انکار کرنا - گویا کل سیر اور تواریخ کی کتابون کو یعنی ابوعبداللہ البخاری - خلیفہ بن خیاط - محمد بن سعد - یعقوب بن سفیان - ابوبکر بن ابی خیثمہ - ابوالقاسم البغوی - ابوبکر بن ابی داؤد - عیدان مطتین - ابوعلی بن السکن - ابو حفص بن شاہین - ابوالمنصور الباوردی - ابوعبداللہ بن مندہ - ابونعیم ابوعمرو بن عبدالبر - ابوبکر بن فتحون - ابوموسی المدنی - عزالدین بن الاثیر ابوعبداللہ الذہبی - وغیرہم - کی تحریر اور تقریر اور کتابون کو خاک مین ملانا - بلکہ جلا کر راکھ کرنا - اعتراض اگرچہ تمنے بہت سے دلایل قویہ - اور براہین جلیہ سے اپنے دعوی کو ثابت کیا - لیکن اکثر علماے محققین وفضلاے مدققین نے امام صاحب کی تابعیت کو انکار بھی کیا - حتی کہ تمہارے حنفیون مین سے بھی شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار نے انکار کیا - چنانچہ انکے تذکرۃ موضوعات کی اِس عبارت کو مولوی نذیر حسین میان صاحب نے اپنی معیار مین امام صاحب کی عدم تابعیت کی دلیل گردانا ہے - وکان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک بالبصرۃ وعبداللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابوطفیل عامر بن واثلہ بمکہ ولم یلق احد منہم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون

انه لقی جماعة من الصحابة وروی عنهم ولم یثبت ذلک عند اهل النقل انتهی کلامه۔ سواے اِسکے ابن خلکان اور امام نواوی اور امام یافعی و علی القاری حنفی اور محمد اکرام حنفی کا بھی یہ قول ہے جیسا معیار میں ہے۔ تم اِسکا کیا جواب دیتے ہو۔

جواب ہر چند کہ بعد اثبات دلائل تابعیت اور ایراد سند اِسکے کے مجھے حاجت رد کرنے اِن اقوال متعصبین کی تو نہ تھی۔ لیکن چونکہ نافہم اِسکی دلیل لائے۔ اسلیے اِسکی قلعی کھولنے کی ضرورت پڑی۔ بفضلہ تعالی اِس عبارت کا جواب اِسی عبارت سے کئی طرح پر نکالتا ہون۔ اور آگے پیش نظر ناظرین کے کرتا ہون۔ جس سے وے مارے خوشی کے باغ باغ ہو جاوینگے اور میرے لیے دعاے خیر مناوین۔

اوّلاً۔ یہ عبارت تو میرے ہی دعوی کی دلیل ہے نہ میان صاحب کی۔ بلکہ میان صاحب کا اِس عبارت سے امام صاحب کی عدم تابعیت کا استدلال کرنا۔ گویا اپنی خوش فہمی کا اقرار کرنا ہے۔ نے نے بلکہ معرکہ مناظرہ مین بے علمی کا علم اُٹھانا۔ کیونکہ اُسی عبارت مین اصحابہ یقولون انہ لقی جماعة من الصحابة وروی عنہم کی جو عبارت ہے وہ عبارت بڑے زور سے اِسبات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ امام صاحب کے جم غفیر اصحابون نے امام صاحب کی لقی اور روایت کی شہادت دی۔ جب ایسے جم غفیر کی شہادت سے اُنکی تابعیت ثابت ہو چکی۔ پھر کیا سیکڑون برس کے بعد ابن طاہر یا اور کسی کے انکار سے وہ شہادت شرعی باطل ہو جائیگی۔ لاحول ولا قوة۔

ہ برین عقل و دانش بباید گریست - ابھی صاحب امام صاحب کے اصحابون کی مجلس مین ایسے ایسے مورخین متاخرین کی گذر و گنجایش کہان جو اس شمع خلوت کا پروانہ بھی ہو سکے - پھر ایسے لوگونکے انکار پر اعتماد کون کرے - ہ

باشمع خلوت ما پروانہ درنہ گنجد   دربزم آشنایان بیگانہ درنہ گنجد

کاشکے میان صاحب صرف و نحو سے بھی کچھ موانست رکھتے - تو ضرور لفظ اصحابہ یقولون سے جو اس عبارت مین موجود ہے معنی جمعیت کے دریافت کرکے شہادت شرعی کو معلوم کر لے سکتے - تب تو لم یلق احدًا منہم ولا اخذ عنہ - اور لم یثبت ذلک عند اہل النقل کو جو محض خبر احاد بعض متعصبین متاخرین کی ہے - مقابلے مین شہادت جم غفیر اُن اصحابون کی جو ہمعصر امام صاحب کے تھے پیش نہین کرتے - اس سے میان صاحب کی حیثیت ولیاقت کی وسعت جسقدر ہے کھل گئی - اور امام صاحب سے انکی عداوت کسقدر ہے معلوم ہوگئی - ثانیًا جب ابن طاہر کو یہ بات ثابت ہوچکی کہ امام صاحب کے وقت مین چار صحابہ موجود تھے اور امام صاحب کے اصحابون نے انکی لقا اور روایت کی شہادت بھی دی - پھر کونسی وحی اسکے نسخ پر نازل ہوئی - جسکے تکیہ پر یہ انکار کرتے ہین بھلا انکا یہ انکار کب قابل سماعت ہوگا - کیونکہ یہ قول تین حال سے خالی نہین - یا تو انکار ہی انکار ہے - یا شہادت علی الغیب ہے - یا شہادت علی النفی ہے - صورت اول مین تو بمضمون البینة علی المدعی والیمین علی من انکر - حلف درکار ہے - نہین تو مجرد بولنا یا لکھنا انکا محض بیکار ہے - بلکہ حلف منکر بھی

بینہ کے مقابلہ مین بیکار ہی ۔ صورت ثانی اور صورت ثالث کی شہادت تو شرع
مین بے اعتبار ہی ۔ الغرض جس چیز کا وجود بینہ سے ثابت ہوگیا ۔ پھر کسی کے
انکار سے اُسکا بطلان لازم نہین آویگا ۔ چنانچہ اسکی دلیل تذکرۃ المذاہب
کے ۵۶۵ صفحہ مین حضرت علی رض کے قول سے ثابت ہوئی ۔ جب امام
صاحب کی تابعیت جو بیّنہ قویہ یعنی اُنکے اصحابون کے قول سے ثابت
ہوچکی حتّٰی کہ معاندین بھی بقولہم اصحابہ یقولون کے اسبات کو اقرار کرتے
ہین ۔ تب بعض منکرین کے انکار سے کیونکر باطل ہوگی ۔ فنعم ما قال اللہ
تعالیٰ ۔ لیہلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ ۔
ثالثًا ۔ اگر یہ شہادت جم غفیر اصحاب امام صاحب کی جو انکی روایت اور لقیا
پر دی گئی جس سے تابعیت ثابت ہوتی ہی ۔ مقبول شرع نہ ہوگی ۔ تو شہادت
منفردی رواۃ صحاح کی جو چند متوسطین پر دار و مدار ہی کیونکر مقبول شرعی
ہوگی ۔ ہرگز نہوگی ہرگز نہوگی ۔ جب یہ شہادت رواۃ کی مقبول شرعی نہ ٹھہری
تو کُل حجت آپکی پایۂ اعتبار سے گزر گئی ۔ پھر آپکے علمون کا پتہ کہان ۔ اور
انکے ثمرون کا ٹھکانا کہان ۔ تب تو دھوبی کے گدّے کیسی سی نقل ہوئی ۔ نہ گھر
کا نہ گھاٹ کا ۔

رابعًا ۔ باوجود ثبوت بلکہ اب غیر مقلدون کی شان مین یہ کہاوت صادق آئی
گھر مین رہے نہ تیرتھ گئے ۔ مونڈ منڈا کر فضیحت بھیے ۔ اصدق قولہ تعالیٰ فے
کُل وادٍ یہیمون واصحابہ یقولون الخ کے پھر طم بثبت لکھنا ۔ اور اُسپر اعتقاد
کرنا سراسر امام صاحب کے اصحابون کو جھوٹا سمجھنا ۔ بلکہ حق کو ناحق اور ناحق

اور ناحق کو حق یقین کرنا۔ العیاذ باللہ۔ سوائے اسکے یہ قول لم یثبت تخلی بحکم ہی اسپر نازان ہونا احمقون کا کام ہی کیونکہ اس لم یثبت کا بطلان اسی عبارت سے بہت ہی عیان ہی حاجت بیان نہین۔ کیونکہ جملہ اصحابہ یقولون الخ صاف اس بات پر گواہی دے رہی ہی کہ اکثر اہل نقل نے امام صاحب کی لقی اور روایت کو ثابت کیا۔ اسلیے یہ جملہ اصحابہ یقولون الخ کی کتابون مین شائع و ذائع ہوئی پھر اہل نقل کے دوسرے فریق نے اسکا انکار بھی کیا۔ جب ایک فریق نے ثابت کیا۔ اور دوسرے فریق نے رد کیا۔ تب لم یثبت کا لکھنا تحکم نہین تو کیا۔ بلکہ تکذیبین کی خبر احاد کو کالوحی من السما سمجھنا۔ اور شہادت شرعی مثبتین کو لاشئی تصور کرنا۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ اگر سچ پوچھیے تو عدل و انصاف و عقل و فہم کی کارگزاری تو یہ ہی کہ جہان کہین اہل اثبات اور اہل نفی کے درمیان مخالفت واقع ہو تو بمضمون المثبت مقدم علی النافی اہل اثبات کی ترجیح ہو۔

خامسًا علی ہذا القیاس قولہ و لم یلق احد منہم کا بطلان بھی ماسوائے دلائل بالا تقدم کے فقط عقل سے بھی ایسا ثابت ہی جسمین نقل کی گنجایش باقی نہین رہ سکتی ہی پھر اسمین اہل نقل کی نقل کا کیا اعتبار۔ کہ اہل بصارت کرے اسکو اختیار وہ بطلان عقلی یہ ہی کہ کوئی اہل نقل ان منکرین مین سے امام صاحب کے ہمعصر تھے ہی نہین بلکہ سوا اسکے نہین ہی کسی مخبر کی خبر کو نقل در نقل کیے گیے۔ اور اس مخبر اول کی خبر کسقدر قابل تصدیق ہی مضمون سے حدیث لیس الخبر کالمعاینۃ کے۔ اور قول سے الخبر

یحتمل الصدق والکذب کے۔ اور مضمون سے اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال کے علماے محققین اور فضلاے مدققین پر مخفی
نہین۔ سواے اِسکے مخبر اوّل نے اِس قول کو دیانت وامانت کی جہت سے
کہا۔ یا تعصب و عداوت سے۔ اگر ثانی ہی تو پایہ اعتبار سے خارج ہی
جیسا ابن خلطان وامام نواوی وغیرہما کا قول جسکو آپکے میان صاحب
دلیل لائے۔ اگر اوّل ہی تو بھی قابل وثوق کلی کے نہین۔ کیونکہ وہ مخبر
اوّل اگر امام صاحب کا ہمعصر بھی ہوتا تو بھی امام صاحب کے ساتھ رات
دن ہر آن و زمان مثل ہمزات وسایہ انکے کے رہنے سے رہا۔ پھر اُسکے
عدم لقی وعدم روایت کی شہادت کیونکر مقبول شرعی ہو سکے۔ اور کون
احمق اُسکو اعتبار کرے۔ کیونکر ہوسکتا ہی کہ اِسکے غیبوبت مین کسی صحابی کی
ملاقات ہوئی ہو۔ یا اِسکے روبرو مین بھی ملاقات ہوئی ہو۔ لیکن وہ اُس
صحابی کی صحابیت سے مطلع نہوئے جیسا چند آدمی ملکر کسی تمایشگاہ یا بازار
مین سیر کو جاتے ہین اسمین بعض کو بعض کے ساتھ ایسی ملاقات ہو جاتی ہی
دوسرے کو خبر تک بھی نہین ہوتی ہی۔ اگر ہو بھی پر اسکے عدم معرفت اور
عدم شناخت کی وجہ سے اس بعض کی لقی کا انکار کرتے ہین۔ اِسی طرح
سے مخبر اوّل نے بھی عدم لقی کی خبر ظاہر کی ہو۔ اور اہل نقل اِسکو نقل
کرتے رہین۔ ہون۔ کچھ بعید نہین۔ کیونکہ جب ہمکو روایت کرنے کی
شہادت ملی۔ تب منکرین کے قول کو رد کرنے کی ضرورت پڑی۔ اگر ہو
جانب آخر کے ناقلون مین بھی یہ احتمالات موجود ہین۔ تب اذا تعارضا

لتساقطا کے اعتبار سے دونون فریقون کا قول ساقط الاعتبار ہی۔
جواب مین الحمد للہ کہونگا کہ جب تمھارے اعتراض سے جانب آخر کے اہل نقل کی نقل بمکا ثبوت پایا گیا۔ تب تمھاری دلیل ولم یثبت عند اہل النقل۔ وغیر ذالکسلی تکذیب اور اِس قول کے بطلان مین جو ہماری استدلال ہی اِسکی تصدیق بخوبی ثابت ہوگئی۔ جب قول منکرین ولم یلق ولم یثبت۔ باطل ٹھہرا۔ تب وہ معارض شئی موجود بالبیّنہ کا نہو سکا۔ ہان قاعدۂ تعارض اس محل مین جاری ہوتا ہی جہان کہین دونون طرف دلیل مساوی موجود ہوئے۔ یہان منکرین کو سوائے اِنکار بلا حلف کے بیّنہ کہان جو تعارض کا قاعدہ پیش آوے۔ اگر مجرد انکار بیّنہ کا معارض ٹھہرے۔ تو کُل بیّنہ مدعی کا دار العدالت مین ساقط الاعتبار ٹھہرے۔ تب تو ہر منکر فقط انکار سے مقدمہ جیت لیوے۔ یہ خلاف عقل ونقل کے بات ہی۔ ہان نادانون کے خیالات ہین۔ ؎

خیالات نادانِ خلوت نشین　　　بہم بر کُند عاقبت کفر و دین

سادسًا علیٰ ہذا القیاس قولہ وکان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ کالبطلان یعنی امام صاحب کے وقت مین فقط چار ہی صحابہ تھے اِسکے حصر کا بطلان بھی ظاہر و باہر ہی کیونکہ سوائے اِن چار کے اور اکو سیکڑون ہزارون لاکھون صحابہ امام صاحب کے زمانہ تک ذی حیات موجود تھے چنانچہ اُنمین سے بعض کا ذکر ہمنے ابھی پہرے اور جو تھے طبقے ہین کردیا ہی۔ پھر اِسکے حصر کا ادّعا ہوا کی طرح اُڑ گیا۔

تنبیہ جب مین ابن طاہر کی عبارت کو تخطیہ کامل کر چکا۔ تب اُس سے
ابن خلکان اور امام نواوی وغیرہا کی عبارت کا تخطیہ بھی باجمال حاصل ہوا
کہ عبارت کل کی ایک ہی ہی۔ **اب** باقی رہ گئی یہ بات کہ ابن طاہر نے
باوجود حنفیت کے کیون ایسا لکھا۔ **جواب** اسکا یہ ہی کہ یہ ناقل ہی اور
نقل کفر کفر نباشد سے انپر چندان الزام نہین ہوسکتا ہی۔ کیونکہ ہوسکتا ہی
کہ اُنکی نظر اور اُنکی ہم نسل کی نظر فقط معاندین منکرین کی کتابون پر پڑی
ہوگی۔ اسلیے ایسی خطا اِنسے سرزد ہوئی۔ ؎
خطا کردن بقول دشمنان گوش کہ عہد دوستان کردی فراموش
کیونکہ ابن طاہر کی یہ عبارت بعینہ ابن خلکان شافعی جنہنے ۶۸۱؁ھ مین انتقال
فرمایا انکی وفیات الاعیان مین۔ اور امام نواوی شافعی جنہنے ۶۷۶؁ھ
مین انتقال فرمایا انکی تہذیب الاسماء مین۔ اور امام یافعی شافعی جنہنے
۷۶۸؁ھ مین انتقال فرمایا انکی مرأت الجنان مین ملی۔ جسکو آپکے میاں صاحب
نے جدی جدی دلیل جانکر اپنی معیار مین نقل کیا۔ حالانکہ یہ ایک ہی دلیل ہی
کہ ہر متاخر نے اپنے تقویت مذہب کے لیے ہم مذہب متقدم سے نقل کی۔
اِسی طرح سے ابن طاہر نے بھی جنہنے ۹۸۴؁ھ مین انتقال فرمایا۔ بلا تحقیق و
تدارک کے انکی کتابون سے وہی عبارت کو نقل کیا۔ علی ہذا القیاس اکثر
حنفیون کا یہ ہی حال۔ اور بہتون کی ایسی ہی قیل و قال۔ چنانچہ علی
القاری حنفی نے جنہنے ۱۰۱۴؁ھ مین انتقال فرمایا۔ اپنی شرح شرح النخبۃ
مین اور محمد اکرام حنفی نے امعان النظر و توضیح نخبۃ الفکر مین امام سخاوی

شافعی المذہب سے جو ۳۲۳ھ مین انتقال فرمایا - اس عبارت کو بلا تدارک نقل کیا
جسکو میانصاحب نے دلیل گردانا جب اس نقل کی اصل کی بنا تعصب
مذہبی سے ہوئی - تب اس سے حنفیون کو الزام دینا محض پوچ و لچر بات ہی -
چونکہ اس تعصب کی بات کو ایک مرتبہ مینے فصل سوم کی پانچوین گذارش مین لکھا
اسلیے وہانپر مراجعت کرنیکی برات دیا - سابعًا امام یافعی شافعی نے تو اعتماد
کلی اور اعتقاد جلی سے امام صاحب کی تابعیت کی شہادت مین یہ عبارت من اولہ الی انسنا
(تا) وکان قد ادرک اربعۃ من الصحابۃ الخ لکھی حتی کہ جس قول سے عدم تابعیت
ثابت ہوتی ہی اسکو غیرون کی طرف منسوب کرکے قال بعض اصحاب التاریخ ولم یر احدا منهم
ولا اخذ عنہ کہا - تاکہ لوگ اسکی سند نہ پاکر بلکہ اسکو ضعیف سمجھین - معہذا انکے قول کو عدم
تابعیت مین سند گردانا - نافہمی عبارت کا اقرار کرنا ہی سچ ہی مطلب فہمی کچھ اور ہی نقل نویسی کچھ اور
موری تو اند کہ سلیمان شود - اعتراض اجی صاحب حنفیون نے جن جن صحابیون سے
امام صاحب کی لقا ورروایت ثابت ہی کہا - میانصاحب نے اپنے معیار مین تاریخون سے
اسکا محال ثابت کیا - حتی کہ شامی نے اس قول کو واعترض بانہ مات
قبل ولادۃ الامام لسنۃ انتہی اور ابن شاہین کے اس قول کو ھذا
وھم صریح فان جابر بن عبد اللہ باتفاق الروایات مات فی
بضع وسبعین الخ - اور امام نوادی کے اس قول کو توفے جابر بن عبد اللہ
بالمدینۃ سنۃ ثلاث وسبعین وقیل ثمان وسبعین وقیل
ثمان وستین الخ - اپنے دعوی کی دلیل گردانا ہی - پھر اسکا جواب تم کیا دیتے ہو
جواب ہرچند بعد ثبوت تابعیت کے اسکا جواب دینا عبث سمجھتا ہون - لیکن

معاندین کی سرکوبی کے لیے خدا کے فضل وکرم سے اسکا جواب بھی اسی عبارت سے نکالتا ہون۔ اور دوستون کے لیے تحفہ بھیجتا ہون۔ حضرت آپکے میان صاحب نے محال کیا ثابت کیا۔ بلکہ اپنی ہی کوتاہی عقل اور نافہمی نقل کو ثابت کیا۔ کاشکے میان صاحب محال کے معنی سے واقفیت رکھتے۔ اور تواریخون کی عبارتون کو سمجھتے۔ (کہ محض خبر احاد احتمالی و باہم متضاد ہی) تو ایسی خفّت عقل کی بات نہ فرماتے۔ نہ لفظ محال کا ایسے محل مین اطلاق کرتے۔ اجی حضرت محال تو اسوقت مین ثابت ہوتا جس وقت حضرت جابر رض کی موت ایسی کوئی تاریخ متعین مین جو قبل تاریخ پیدائش امام صاحب کے ہی۔ بالیقین ثابت ہوتی۔ یہان تو جانبین کی موت وحیات مین اختلاف ہی اختلاف ہی۔ اور اختلافات مین احتمالات ہی اور بمضمون اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال احتمالات مین امر تیقن کہان۔ جو محال ثابت ہووے۔ بلکہ نقلی اور روایت بہت ہی ممکن دغیر محال ہی۔ فقط تعصب مذہبی سے اسطرح کی قیل وقال ہی۔ کیونکہ جب علی الاختلاف امام صاحب کی پیدائش اکسٹھہ یا ستر یا اسّی مین ہوئی۔ اور دلیل تمہارے میانصاحب کی بھی حضرت جابر رض کی موت علی الاختلاف اُسٹھہ یا ستر یا اٹھتر یا کچھہ اوپر ستر یا اُناسی مین ہوئی۔ تب تو لقی بخوبی ثابت ہوگئی پھر محال کیونکر ثابت ہوا۔ اگر کوئی امام صاحب کے اکسٹھہ اور ستر مین پیدا ہونے کو انکار کرے۔ تو خصم کو بھی گنجائش ہی کہ مورخین کی اُن کل تاریخون کو (جو خود ہی آپسمین متخالف ومتضاد ہین) لاشئ سمجھکر انکار کرے۔ اور انکی غیر تاریخ کو صحیح جانے۔ فی الواقعہ یہ ہی صحیح ہی کہ یہ تواریخین خود ہی

اپنی غلطی کو ایکار رہی ہین کہ جب حیات وموت کی تکرار عقلاً ونقلاً وشرعاً و
عرفاً متصور نہین۔ تب شخص واحد کی موت وحیات مختلف تاریخون مین کیونکر
متحقق ہوسکتی ہین۔ تا ظاہر نہین کہ اسطرح کے موضع اختلاف مین
احدالاقوال کے صدق سے دوسرے اقوال کا کذب علی سبیل البدلیت لازم آتا ہے
اور کل تاریخون کا صادق ہونا محال ہے کہ موت وحیات دو تین بار نہین ہوتی
ہین۔ اما کل کا کذب ہونا محال نہین بلکہ ممکن ہی کہ انکا غیر کوئی تاریخ صحیح ہو
اور وہ تاریخ امام صاحب کی تابعیت کی خبر دیتی ہو۔ اگرچہ اس قسم کی خبر کو امام
صاحب کی تابعیت کو اڑانے کے واسطے ابن شاہین وغیرہ نے ھذا وھم
صریح اور وھم من قال سنۃ سما نین وغیر ذلک کہکر مشہور کرتے ہین

ع بے ہنران صد حیل آرند پیش تا زود کار ہنر مند بیش

لیکن اس سے ہوتا کیا۔ اور بگرتا کیا۔ جب ان مورخین کا جنازے مین حضرت
جابر رض کے شریک ہونا محال ثابت ہی پھر انکے قول سے ان متقدمین کے قول کو
(جن سے امام صاحب کی تابعیت ثابت ہی) وہم سمجھ لینا۔ اور انکے قول کو
وہم نہ سمجھنا یہ خود بڑا وہم ہی۔ بلکہ کل متاخرین کا متقدمین کے قول کو وہم
صریح کہنا بھی وہم ہی۔ اور اسطرح کی دہمی بات سے محال ثابت کرنا وہمیون کا
کام ہی۔ اور کیون جلتے ہو خود تمھارے ابن شاہین نے بھی وہم سے اتفاق روایات
کا دعوی کیا۔ حالانکہ تمھارے ہی تینون مورخون کے کلام سے بھی اختلاف روایات
کا ظاہر ہی۔ پھر اتفاق روایات کا دعوی کرنا وہم نہین تو کیا۔ قولہ تعالی
اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم خذ ھذا کیونکہ ان

دقایقون وغوامضون کو سمجھنے کے لیے مدّت مدید وعلم مزید چاہیے ؎
سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی زآفتاب ۔ لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن۔
سواے اسکے جابر بن عبد اللہ رض کے ہم نام سیکڑون صحابہ ایسے تھے
(کہ مورخون کو انکے حالات سے اصلا اطلاع نہین) شاید امام صاحب نے
اُن مین سے کسی سے روایت کیا ہو۔ اِسلیے خوارزمی وعقود الجواہر وغیرہما
مین امام صاحب کا روایت کرنا صحابی سے ثابت ہے اور ناظاہر نہین کہ مثبتین
کا قول منکرین کے قول سے معتبر تر ہے۔ کہ اسمین المثبت مقدم علی
النافی شاہد ہے۔ کما مر ذکرہ ۔

اعتراض خوارزمی جو امام صاحب کی مسانید مشہور ہے وہ تو ابو حنیفہ کی بذات
خود جمع کی ہوئی نہین بلکہ خوارزمی نے امام کے اُن مسانید کو جو کئی شخصون نے
علیحدہ علیحدہ جمع کر رکھا تھا ۶۷۴ھ مین جمع کیا اسکا کیا اعتبار ہے۔

جواب اجی صاحب اگر اسکا اعتبار نہو تو صحاح کا بھی اعتبار نہوگا۔ کیونکہ
صحاح کی حدیثین جو قال النبی صلعم مشہور ہین وہ تو رسول خدا صلعم کی بذات
خود یا صحابی کی بذات خود جمع کی ہوئی نہین ۔ بلکہ صاحبان صحاح نے بعد دو
ڈھائی سو برس ۲۰۰ ۲۵۰ کے جمع کیا۔ پھر اسکا کیا اعتبار ہے العیاذ باللہ۔ علی ہذا القیاس
اگر خوارزمی کا ۶۷۴ھ مین تالیف ہونے کے سبب سے معتبر نہونا ثابت ہو۔ تو
ابن خلکان نوادی ویافعی وغیر ذالک کی تاریخ جو صدی ۶۷۴ھ کے آگے پیچھے
تالیف ہوئین بطریق اولی معتبر نہونا ثابت ہو۔ پھر اُنکی دلیل لانا کیا حق ہے
جابر رض نے اپنی موت کی تاریخ کو بذات خود لکھا تھا ؎ بربین عقل و دانش باید گریست

اجی صاحب اور سنو جب تمنے اِس بات کا اقرار کیا۔ کہ خوارزمی ملنے امام کے اُن مسانید کو جو کئی شخصون نے جمع کر رکھا تھا۔ جمع کیا۔ تب اس سے صاف ظاہر ہی کہ قبل خوارزمی کے امام صاحب کا مسانید مدون تھا تب ہی تو خوارزمی نے جمع کیا۔ پھر اُسکو خوارزمی کی طرف منسوب ہونے سے ضعیف ٹھہرانا تمھاری کوتاہی عقل یا التعصب نہیبی کا نتیجہ ہی۔ کیونکہ جب تمنے اور تمہارے میان صاحب نے خوارزمی کے ہمعصر ابن خلکان ولنوادی ویافعی کے قول سے اپنے زعم مین امام صاحب کی لقی کو محال ثابت کرکے ہمکو الزام دیا۔ پھر کیونکر تم لوگون نے خوارزمی کے قبل جو مسانید مدون تھی اسکو بے اعتبار سمجھا ۵ برین عقل و دانش بباید گریست۔ سبحان اللہ کیا خوب ابتو معاندین کے کلام سے بھی مسانید مذکور کا معتبر ہونا سمجھا گیا ۵ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ سواے اِسکے امام شعرانی نے اپنی میزان مین

کل حدیث وجدناہ فی مسانید الائمۃ الثلاثۃ فھو صحیح الخ

لکھا جسکو مین اپنے تذکرۃ المذاہب کے ۱۰۲+۱۰۳ صفحہ مین دلیل لایا۔

الغرض مسانید امام کا وجود موجود ہونا اور اسمین روایت کرنا امام صاحب کا صحابہ سے ثابت ہی۔ پھر چند منکرین مورخین کے انکار سے امام صاحب کا عدم روایت کرنا صحابہ سے ثابت نہین ہوسکتا ہی۔ ھذا ھو المراد فندفع منا الفساد۔ اجی صاحب تم جس جس کلام و دلیل سے ائمہ اربعہ خصوصًا امام الائمہ امام ابوحنیفہ رحہ کی افضلیت کو گھٹاؤگے یا غیر کے ساتھ انکی مساوات ثابت کروگے بفضلہ تعالی مین اسی دلیل وکلام سے امام صاحب کی کرامت و افضلیت ثابت کرونگا۔ ہاتھ دیکھن کو آرسی کیا۔ میری تحریرات مین دیکھتے تو ہو۔ جی چاہے اور

بھی امتحان کر لو۔

اعتراض اجی صاحب کیا غضب آتے ہو۔ اگر سچ کہو تو۔ ائمہ اربعہ پر اجتہاد کا ختم سمجھنا۔ اور کسی کو انکی برابر نہ جاننا۔ ان چار کے سوا اور کسی کی تقلید نہ کرنا۔ یہ تمہارے کُل حنفیون کی جہالت و بدگمانی ہی نہین تو سیکڑون مجتہد انکی برابر موجود تھے چنانچہ معیار کی اس عبارت سے ثابت ہی دیکھو۔ ایک اُنمین سے امام عالی مقام ابو ثور ہین کہ تھے وہ ابتدا مین حنفی المذہب پھر شافعی مذہب کو ترجیح دیکر اختیار کیا۔ بعد اسکے بذات خود تبحر حاصل کر کے مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے الخ۔ اور ایک اُنمین امام المحدثین حامل رایت رسول صلعم محمد بن اسمٰعیل بخاری ہین اجتہاد مستقل کی نگاہ ناظر صحیح اُنکے پر مخفی نہین ہی (تا) کہا ابو مصعب نے کہ محمد بخاری ہماری دانست مین زیادہ تر ہین علم فقہ و حدیث مین امام احمد بن حنبل سے۔ اور کہا کہ اگر پاتا مین امام مالک کو اور دیکھتا طرف اُسکے اور طرف محمد بخاری کے تو بیشک کہتا کہ دونون برابر ہین فقہ اور حدیث مین (تا) قتادہ نے کہا کہ بخاری کو امام احمد سمجھ لے۔ اور اسحٰق بن راہویہ سمجھ لے۔ الخ۔ ایک اُنمین سے داؤد ظاہری ہی کہا امام یافعی وغیرہ نے کہ داؤد ظاہری مجتہد مستقل ہے۔ اور علم حاصل کیا تھا اسحٰق بن راہویہ اور امام ابو ثور سے اور امام شافعی کی طرف بہت میلان رکھتے تھے۔ وغیر ذالک (تا)۔ ابطال تحصر مذاہب اربعہ بنظر اول اسی قدر مین حاصل ہو گئی ہی انتہی کلامہ مختصراً۔

جواب بفضلہ تعالیٰ اسکا جواب بھی اسی عبارت سے کئی طرح پر لگاتا ہون۔

اور بحث قولہ قولہ لکھ لکھ کر دوستون کو اسکی خوبی دکھلاتاہون - **قولہ** ایک ثمن
سے امام عالی مقام ابو ثور ہین الخ (تا) اختیار کیا - **اقول** اسکے جواب مین
الحمد للہ کہکر یہ مصرعہ پڑھتاہون ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
کہ اس عبارت سے تم ہمکو کیا الزام دینے آئے ہو - بلکہ تم بھی خود اپنے الزام پانے
کا اقرار کرتے ہو - لیکن بمضمون وعلی ابصارھم غشاوۃ اسکو نہین
دیکھنے پاتے ہو - کیونکہ تمھارے میانصاحب نے جب اس بات کا اقرار کرلیا
کہ امام ابو ثور حنفے المذہب تھا - تب تو ابو ثور کا مقلد ہونا ثابت ہوچکا مجتہد
مستقل مطلق کا دعوی باطل ہوگیا - پھر تمنے ابو ثور کو امام صاحب کی برابر کیونکر
سمجھا - کیا تمنے مقلِّد اسم فاعل اور مقلَّد اسم مفعول کو ایک برابر سمجھا - اگر
ایسا تھا - پھر کیون مردانہ مناظرے مین منھ دکھلایا - شرم سے برقعون مین کیون
منھ نہ چھپایا - بھلا کچھ صرف ونحو بھی تو پڑھ کر آئے ہوتے - جس سے فاعل ومفعول
کا تفرقہ حاصل کرسکتے - کاشکے تمکو علم ہوتا تو اس تقریر سے یہ بات بخوبی ثابت
کرسکتے - کہ امام اعظم اور امام شافعی کا مذہب قبل امام ابو ثور کے مدون تھا
تب ہی تو ابو ثور نے اسطرح کی تقلید کی تھی - سوا اسکے اس تقریر سے
اُن لوگون کے قول کا بھی بطلان (جن لوگون نے بعد تین چار سو برس کے
یعنی بعد از صحاح یہ چار مذاہب قرار پائے کہا) ثابت کرسکتا - کہ ابو ثور کا زمانہ
قبل صاحبانِ صحاح کے تھا - اسلیے مین نے فصل اول کے دوسرے سوال
کے جواب مین قبل تدوین صحاح یہ چارون مذاہب قرار پائے لکھا - **قولہ** بعد
اسکے بذاتِ خود تبحر حاصل کرکے مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے -

اقول اگر اس سے امام ابو ثور کا برابر ہونا ساتھ امام اعظم صاحب کے ثابت ہووے۔ تب تو تم اور تمہارے میاں صاحب بلکہ کل غیر مقلدین منتھون کو جو تقلید کو چھوڑ کر ٹین ٹین کر رہے ہین۔ اور حاطب اللیل کا سا شتر القرونی کتابون مسائل استخراج کر کے اپنے کو مجتہد مستقل سمجھتے ہین۔ امام اعظم صاحب کا برابر ہونا لازم آوے۔ کہ تم سب بھی ابتدا مین حنفی تھے پھر بزعم خود مجتہد بنے۔ بلکہ اگر اسی طرح کی مساوات بعضیہ سے مساوات کلیہ حقیقیہ ثابت ہووے۔ تو معاذ اللہ ہر کوئی مثل کفار کے حسب آیت مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ۔ اپنے کو پیغمبر کا مساوی ثابت کر سکے کیونکہ ناک و کان و ہاتھ و پائون و تن و بدن و کھانا پینا وغیر ذلک دونون مین مساوی موجود ہین العیاذ باللہ۔ عجب نہین کہ تمہارے میاں صاحب نے اس عبارت سے اپنے دل مین یہ مضمون ٹھانا ہوگا کہ جب وہ مرینگے لوگ انکو بھی مثل ابو ثور کے امام صاحب کی برابر سمجھینگے۔ کیونکہ انکے شاگردون نے بھی انکی شان مین بہت کچھ کاغذات سیاہ کیے۔ حضرت ایسی مساوات کو تو گھر مین رکھ چھوڑو۔ اور کچھ دلیل ہے تو لاؤ۔ اجی صاحب ابو ثور وغیرہ کو مجتہد مستقل کہنا گیا جیسا امام فخر الدین رازی وغیرہ کو امام مستقل کہنا اس سے ائمہ اربعہ کی مساوات ثابت نہین ہو سکتی ہے۔ بالفرض اگر چند ائمہ مثل ابو ثور وغیرہ کے ہو بھی گئے ہون۔ لیکن جب انکا مذہب مدون باقی نہ رہا۔ بلکہ منقرض ہوگیا۔ پھر ائمہ اربعہ کے مدون مذہب کے ساتھ مساوات کا دعوی کرنا قیاس مع الفارق کو دخل دینا ہے۔ اب غور کر کے دیکھیے تو حنفیون کی جہالت

و بدگمانی ہی یا آپکی اور آپکے میانصاحب کی۔ حضرت جن لوگون نے امام ابو ثور
کو مجتہد مستقل لکھا۔ اُس سے مجتہد مطلق مُراد نہین بلکہ مجتہد منتسب مُراد ہی۔
اِسکی باقی بحث کو بار صویین سوال کے جواب مین لکھا ہی نظر فرمائیے۔
قولہ ۔ ایک ائمین امام المحدثین حامل رایت صلعم محمد بن اسمعیل بخاری ہین
(تا) امام احمد سے۔ **اقول** ابو مصعف کا یہ قول کیسا جیسا کوئی اپنے
معشوق کے چہرہ کو آفتاب ماہتاب سے بہتر کہتا ہی اُس سے کوئی عاقل یہ
نہین سمجھتا ہی کہ اِسکے معشوق کا چہرہ آفتاب و ماہتاب سے حقیقت مین
بہتر و بڑھکر ہی۔ یہ نادانون کی سمجھ ہی۔ کیا اسطرح کی بولی آپکے محاورے
مین نہین ہی۔ حالانکہ بہت ہی۔ چنانچہ اگر آپ کوئی ذہین و فطین لڑکے کو
دیکھتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ یہ لڑکا شیخ بو علی سینا سے بھی بڑھکر ہی۔ لیکن اِس
حقیقت مین بو علی سینا سے بڑھنا ثابت نہین ہوسکتا ہی۔ اگر ہوسکتا تو
مبالغہ کیا ہوتا۔ کہ افضل کو افضل کہنے مین مبالغہ کیا۔ اور اگر مشبّہ اور مشبّہ بہ
کے درمیان فرق نہو تو تشبیہ سے فائدہ کیا۔ اگر یہ مُراد نہ لیجاے۔ تو قتادہ کے
اِس قول کو کہ بخاری کو امام احمد سمجھے کہا۔ کیا کروگے۔ کہ یہان سے تو
افضلیت جاتی رہی مساوات آگئی۔ پھر دونون مین تطبیق کیسی ہوگی۔ اگر
تم یہ معنی مُرادی مُراد نہ لو۔ بلکہ معنی حقیقی یعنی افضلیت مُراد لو۔ تو ابو
مصعف کو بے ادب سمجھو نعوذ باللہ کہ امام احمد رح اُستاد امام بخاری رح ہین
اور شاگرد کو اُستاد پر ترجیح دینا گویا رق کو آقا پر ترجیح دینا ہی۔ اور اِس
قول سے التلمیذ رق ابدی لا یعتق الا بالموت رقیت شاگرد کی ثابت ہی

سوائے اِسکے امام بخاری رح تو خود امام شافعی رحمہ کے مقلد ہین۔ کیا آپنے اِس عبارت کو مع سند تا حرص البخاری علی معارضۃ الامام ابیحنیفۃ بالاحادیث مهما امکنہ بدلیل ما اشتجن بہ صحیحہ فقط۔ جو اِس کتاب کے ۷۳ صفحہ مین۔ برہان شرح مواہب الرحمن سے نقل ہوئی ہے نہین دیکھا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری رح شافعی المذاہب تھے نہین تو امام مستقل کو اتنی شدت اتباع کی ضرورت کیسی سوائے اِسکے مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انصاف مین یہ عبارت لکھی۔ ومن ھٰذا القبیل محمد بن اسمٰعیل البخاری فانہ معدود فے طبقات الشافعیۃ ومن ذکرہ فے طبقات الشافعیہ الشیخ تاج الدین السبکی الخ پھر کیونکر بخاری رح کو امام مستقل بتاتے ہین تع کیا جو جی مین آتا ہے سو کہا کرتے ہین بھلا کچھ سمجھ کر تو فرمانا چاہیے۔ انتہی بے شرمی اچھی نہین الحیاء شعبۃ من الایمان۔ کو نہ بھولیے۔ جب یہ بات ثابت ہوئی تب بے دھڑک مقلدین کو کافر و مشرک نفرمائے۔ کہ بخاری رح کو بھی کافر بنانا لازم آویگا۔ پھر آپکی شریعت کا حال کیا ہوگا۔ خذ ذا۔

قولہ اور کہا کہ اگر پاتا مین امام مالک کو (تا) تو بے شک کہتا کہ دونون برابر ہین الخ۔

اقول یہ قول بھی مثل قول مذکور کے مبالغہ ہی نہین تو مہمل ہے کہ قائل کا بن دیکھے امام مالک کو یہ بات کہنا کیسا جیسا کسی کا کلکتہ کی مدح مین یہ بات کہنا کہ اگر پاتا مین بہشت کو اور دیکھتا مین اِسکے اور طرف کلکتہ کے تو بے شک کہتا کہ دونون برابر ہین خوبی مین۔

آپ حضرت اسطرح کے اقوال پر نازان ہوکر اِن بزرگون کو آئمہ اربعہ

کے برابر ٹھہرانا ۔ جہالت آپکی یا حنفیون کی دیکھیے ۔ اگر ساتوین[۱]
گذارش مذکور کو نظر فرمائینگے تو کچھ لذت پائینگے ۔ **قولہ** ایک اُنمین سے داؤد
ظاہری ہی الخ ۔ **اقول** جب امام ابو ثور کا امام صاحب کے ساتھ برابر ہونا
ثابت نہوا ۔ پھر اِنکے شاگرد داؤد ظاہری امام صاحب کی کیونکر برابری کریگا
فائدہ جلیلہ کاشکے آپ لوگ فہم کامل اور عقل شامل رکھتے ۔ جسمین کہ اپنی
بولی کے مضمون کو بھی بخوبی سمجھتے ۔ تو ضرور اپنی اِس بولی اور دلیل سے بھی امام
صاحب کی افضلیت بخوبی ثابت کرتے ۔ کیونکہ جب ابو ضعف و قتادہ و نافع
وابن خلکان و خطیب بغدادی وغیرہم کی مدح سے امام ابو ثور و امام بخاری
و داؤد ظاہری وغیرہم کی اتنی فضیلت ثابت ہوئی ۔ تو امام بخاری کے استاد
امام احمد بن حنبل اور امام احمد کے استاذ امام شافعی اور امام شافعی کے
اُستاذ امام محمد اور امام محمد کے استاذ امام مالک رحمہم اللہ تعالی کی مدح سے
امام الائمہ امام ابو حنیفہ رح کی افضلیت کسقدر ثابت ہی ۔ استفت عن
لنفسك ولا تستفت على غيرك سے دریافت کیجیے ۔ ہ
معاند کو حکم ٹھہرانا یہ جرأت ہماری ہی ۔ اور اِن آیتون کی تلاوت کیجیے
اور اِنکے معنیون کو سمجھیے ۔ قولہ تعالی رفع بعضکم فوق بعض درجات
اور فضلنا بعضکم علی بعض اور فوق کل ذی علم علیم
وغیر ذلک ۔ سوا اسکے امام اعظم رح کی افضلیت کو مین نے نص
قطعی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم الخ ۔ وغیر ذلک سے ثابت
کیا ۔ کما مر ذکرہ فی الفصل الثالث ۔ پھر کیونکر آپکے ائمہ مذکورین میرے

[۱] ص ۴۰ ، صفحہ ۲۰ + ۲۶ + ۲۷ + ۴۲

آئمہ اربعہ خصوصاً امام الآئمہ سے مساوات حاصل کرسکے۔ فلا یتحقق المساواۃ بینہما فان بینہما بُعد المشرقین لا لا بل المساواۃ بینہما کبین الارض والسماء۔ کیون نہو کہ اس آیت سے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم۔ آیمہ کو بھی اہل عرب سے ہونا چاہیے تا کہ عربی بولی کی ماہیت وحقیقت کو اچھی طرح سے بیان کرسکے پھر یہ کیفیت عجم کے آیمون مین کہان کہ برابری کرے آئمہ عرب کے ساتھ۔ **قولہ ابطال حصر مذاہب اربعہ الخ اقول** یہ ابطال تب ہی ثابت ہوتا۔ جب یے ابو ثور و بخاری وغیرہما آئمہ اربعہ کے ساتھ برابر ہوسکتے۔ جب برابر ہونا ثابت نہوسکا۔ تب ابطال حصر مذاہب اربعہ کا کیا ثابت ہوگا بلکہ ابطال کے ابطال سے اثبات کا اثبات ثابت ہوگیا اور آپکے میان صاحب کا اِن آئمہ مذکورین کو عمومیت مین حدیث خیر القرونی قرنی کی داخل کرکے امام صاحب کی مساوات ثابت کرنا حمقاؤن کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ زمانہ خیر القرونی قبل زمانہ اِن آئمہ کے منقرض ہوگیا کما مر ذکرہ۔ اور عمومیت کتاب اللہ مین فرد کامل مُراد ہے چنانچہ اِس امر کو مین نے ایک مرتبہ تبصرہ دوم مین تذکرۃ المذاہب کے ذکر کیا۔ اور امام الآئمہ کے افضل صحابہ رض کی تقلید نکرنے کی وجہ یہ ہے کہ انکا کوئی مذہب مدوّن نہین جسمین لوگ عمل کرسکے۔ چنانچہ مین نے اِس امر کو بھی تذکرۃ المذاہب کے تذکرہ ہشتم مین ذکر کیا۔ جب عدم تدوین کی وجہ سے صحابہ کی تقلید درست نہوئی پھر غیر مدوّن مذہبون کی تقلید کو کہ می پرسد اعتراض اجی صاحب کیا تم بکتے ہو۔ تم کچھ تمھارے حنفی مولانا عبدالعلی بحر العلوم کی طرح

علم نہین رکھتے ہو - اُنہون نے خود ابطال حصر مذاہب اربعہ کا کیا جسکو ہمارے میان صاحب اپنی معیار کے ۴۲ صفحہ مین دلیل لائے دیکھو - **جواب** ہان صاحب بے شک ہمارے متقدم مولانا عبد العلی مرحوم کا علم ہمسے اور آپکے میان صاحب سے بہت بیشی ہے جیسا اُنکے متقدم کا علم اُن سے بیشی ہے - اسی طرح سے اُنکے متقدم کے متقدم کا علم اُنکے متقدم سے بیشی - علی ہذا القیاس تب امام الائمہ کا علم اسی سلسلہ سے کسقدر بیشی ہے سمجھ لیجیے - ہرگز آیت ولا تنسوا الفضل بینکم کو فراموش مت کیجیے - پھر اسکے بعد دوسرے کی تقلید نہ فرمائیے - خذوا ھذہ لانہا کفایۃ لمن لہ الدرایۃ - **قولہ** جسکو ہمارے میان صاحب نے دلیل - **اقول** بمضمون الغریق یتشبث بالحشایش - ڈوبنے کو تنکے کا آسرا بہت ہے - جب آپکے میان صاحب اپنے دعوی کی دلیل متقدمین کے اقوال سے نہ لا سکے - تب مضطر ہوکر محض متاخرین مین سے مولانا عبد العلی کے قول کا آسرا پکڑا - کیون نہو آخر مُلّا کی دوڑ مسجد تک سوائے تو نہین - اتنی خامی عامی پر بھی اتنے دعوے - ع

در کفر ہم کامل نہ زنار را رسوا مکن - خیر اس سے ہمارا ہی نفع نکلا - آپکا اور آپکے میان صاحب کا کیا نکلا - کہ جب آپکے میان صاحب ایسے متاخر عالم حنفی کا مقلد ہونا ثابت ہوا پھر کُل حنفیون کے امام ابو حنیفہ رح کی تقلید سے نفرت کرنا کیسا ع برین عقل و دانش بباید گریست - ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - اجی صاحب اسطرح کی کتابون سے مسائل استنباط کرکے اپنے کو مجتہد مستقل کہلانا - حاطب اللیل کا سا عمل کرنا ہے - لاحول ولا قوۃ خیر

اِس سے مین اپنا مدعا ثابت کرلیتا ہون - اور آپکو اُسی سے الزام دیتا ہون
اور آپ کے میانصاحب کا بحر العلوم کی شرح کو نہ سمجھنے کی کیفیت دکھلاتا ہون
قولہ مولانا عبد العلی (تا) شرح تحریر ابن الھمام مین فرماتے ہین واما
المجتھدون الذین اتبعوھم باحسان فکلھم سواء فے
صلوح التقلید بھم فان وصل فتوی سفیان ابن عیینہ او مالک
بن دینار یجوز الاخذ بہ کما یجوز الاخذ بفتوی الائمۃ الاربعۃ
الا انہ لم یبق عن الائمۃ الاخر بن نقل صحیح الا اقل
القلیل ولذا منع من منع من التقلید ایاھم فان وجد
نقل صحیح منھم فے مسئلۃ فالعمل بہ والعمل لفتوی الائمۃ
الاربعۃ سواء انتھی - اور شرح مسلّم مین فرماتے ہین ثم فے
کلامہ یعنی ابن الصلاح خلل آخر اذ المجتھدون الاخرون
ایضاً بذلوا جھدھم مثل الائمۃ الاربعۃ وانکار ھذا
مکابرۃ وسوادب بل الحق انہ انما منع من تقلید غیرھم
لانہ لم یبق روایۃ مذھبھم محفوظۃ حتی لو وجد روایۃ
صحیحۃ من مجتھد آخر یجوز العمل بھا الخ **اقول** سبحان اللہ
کیا خوب اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ان عبارتون کے اندر الا انہ لم یبق الخ
اور بل الحق انہ الخ کی جو عبارت ہے وہ عبارت تو ہمارے ہی دعویٰ کی دلیل
ہے - نہ آپکی - پھر اس سے آپکا کیا نکلا اگر فرمائے کہ سواء - فان
وصل الخ - اور حتی لو وجد ان سے میرا مدعا ثابت ہے -

کہونگا اِس سے میرا ضرر کیا۔ کیونکہ وہ متعلق بالشرط ہی اور شرط بھی تو بقولہ لم یبق معدوم ہان آئمہ اربعہ کے مذہب کی طرح غیرون کا مذہب بھی مدوّن ہوکر چلے آتے اور لوگ اُسپر بلا تردد عمل کر سکتے۔ ضرور ہم اِسکو بھی مثل مذاہب اربعہ کے حق جان سکتے۔ جب وہ موجود ہی نہین معدوم ہی معدوم۔ پھر شئی موجود مذاہب اربعہ کے مقابلہ مین اُس شئی معدوم کو موجود فرض کرکے حصر مذاہب اربعہ کا بطلان ثابت کرنا گویا کل علوم متناولہ وفنون متعارفہ کی تحریرات وتقریرات کے حصر کا بطلان ثابت کرنا ہی۔ کہ جیسا کُل حصر اعتباری ہی۔ ویسا یہ حصر بھی اعتباری ہی۔ چنانچہ لولم تکن الاعتبا لبطلت الحکمۃ اسپر شاہد ہی۔ خذ ہذا۔ **قولہ** چنانچہ شرح مسلم مین فرماتے ہین اعلم ان بعض المتعصبین قالوا اختتم الاجتہاد المطلق علی الائمۃ الاربعۃ ولم یوجد مجتہد مطلق بعدہم (تا) وھذا غلط ورجم بالغیب فان سئل من این علمتم ھذا لا یقدرون علی ایراد دلیل اصلا ثم ھو اخبار بالغیب وتحکم علی قدرۃ اللہ تعالی الخ **قولہ** ثم ان من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامۃ النسفی واختتم الاجتہاد بہ وعنوا الاجتہاد فی المذھب واما الاجتہاد المطلق قالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتی اوجبوا تقلید واحد من ھؤلاء علی الامۃ وھذا کلہ ھوس من ھوساتہم لم یاتوا بدلیل ولا یعبأ بکلامھم الخ۔ **اقول** جب بحر العلوم کے اِس قول قالوا اختتم

الاجتهاد المطلق علی الائمۃ الاربعۃ ولم یوجد مجتہد مطلق
بعدھم - اور حتی اوجبوا تقلید واحد من ھؤلاء علی الامۃ
سے اجتہاد مطلق کا آئمہ اربعہ پر ختم ہونا اور تقلید اُنمین سے آپکی واجب ہونا۔
متقدمین کے اقوال سے ثابت ہونا ثابت ہوا۔ پھر انکا ھذا غلط ورجم
بالغیب اور ھذا کلہ ھوس اور تحکم علی قدرۃ اللہ فرمانا خود
یہ تحکم وزیادتی ہے کئی وجہون سے۔ ایک تو یہ متاخر ہین اور متاخر کا ایسا
کلام متقدمین کی شان مین کہنا۔ اِنکے قول مذکور کے مطابق بھی مکابرہ اور سوء
ادبی ہین۔ دوسرے۔ متقدمین کے مقابلہ مین متاخرین کا کلام کسقدر
معتبر ہے کسی اہل علم پر مخفی نہین۔ تیسرے۔ بالفرض دونون مین تعارض کا
بھی اعتبار کیا جاوے تو بھی تو بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا دونون
ساقط الاعتبار ہے۔ پھر اس سے آپکا کیا نکلا۔ چوتھے۔ جس کلام سے
یعنی لا یقدرون علی ایراد دلیل۔ اور لم یاتوا بدلیل الخ
سے مولانا بحر العلوم نے متقدمین کے کلام کو ضعیف ٹھہرایا۔ وہ ضعف تو
انکے کلام مین بھی موجود ہے۔ کہ انہون نے بھی کچھ دلیل اپنے کلام پر نہین لایا
بجز رجم بالغیب وتحکم علی قدرۃ اللہ کے اور یہ محبت عقلی غیر نقلی بھی
الزام خصم کے لیے دلیل قوی نہین۔ کیونکہ قدرت ومشیت آلہی جیسا عدم
اختتام مین متحقق ہے کہتے ہین۔ ویسا ہی اختتام مین بھی تو متحقق ہے۔ جب
جانبین کو قدرت شامل ہے۔ پھر عدم کو وجود پر ترجیح دیکے وجود کا ابطال
کرنا کیا۔ کیا خدا کا امکان نہین کہ آئمہ اربعہ پر اجتہاد مطلق کو اختتام

کرے - جیسا نبوت کا اختتام خاتم النبیین پر کیا - حالانکہ یہ اختتام بدلیل احادیث
مفصل الذیل بہت ہی مدلل و مؤثق و اقرب الی القیاس ہے - چنانچہ جن جنکو
اللہ تعالی نے وسعت نظر عطا کی - اور اولہ منصوصیہ کے فہم کی بصارت دی -
اور انکی علمیت کو رحمت الٰہی سے مدد ملی - وہ بخوبی ان احادیث مفصل الذیل
سے کہ بمضمون قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ و من
عمی فعلیھا و ما انا علیکم بحفیظ - اختتام کو استنباط کر سکتے ہین - اور
کہتے ہین - جب وہ اختتام بدلیل قطعی ثابت ہوا - تو بحر العلوم کا قول لا
یقدرون الخ اور لم یالوا الخ ہوا سا اُڑ گیا - ابو بحر العلوم کا ھذا
کلہ ھوس الخ اور لا یعباء بکلامھم - وغیر ذلک فرمانا بخوبی زیادتی
ٹھہرا - بلکہ انکا یہ الفاظ بالعکس اُنہین پر صادق آیا - وے حدیثین یہ
ہین حدیث خیر القرون قرنی الخ وغیر ذلک جو چھٹوین گذارش مین مذکور
ہوئین - اور حدیث قال النبی صلعم یذھب الصالحون الاول فالاول
و یبقی حفالۃ کحفالۃ الشعیر او التمر لا یبالیھم اللہ بالۃ رواہ البخاری
کذا فی المشکوٰۃ - اور حدیث قال النبی صلعم ان اللہ لا یقبض العلم
انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء
فاذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤساجھالا فسئلوا فافتوا
بغیر علم فضلوا و اضلوا رواہ ابن ماجہ و الدارمی و البخاری وغیرہم - اور
ماسوائے اسکے صحاح کے باب الفتن اور باب التغیر الناس کی حدیثین - کیونکہ
یے حدیثین صاف دلالت کرتی ہین اس بات پر کہ بعد زمان مبشر بالخیر کے کوئی

عالم ربانی وفاضل حقانی مثل آئمہ اربعہ وصالحین خیر القرون کے دنیا مین
باقی نہین رہینگے۔ اور جو رہینگے مثل حفالہ وجہالہ کے رہینگے۔ نہین تو ان
احادیثون کے معنی کا منعکس ہونا لازم آویگا۔ العیاذ باللہ۔ کہ یہی حدیثین
بمضمون قولہ تعالیٰ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحے
وحی من السماء ہین ہرگز منعکس نہوگا۔ ہان اُن حفالہ کے اندر سے
ایک طائفہ ظہور دجال وقیامت تلک اظہار اُس حق کو کرتے رہینگے جسکو
آئمہ اربعہ نے ثابت کیا۔ جیسا ماشاء اللہ علماے مقلدین کرتے آئے اور
کرتے ہین اور کرینگے۔ لقولہ النبی صلعم لا یزال الطائفۃ
من الناس ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ او حتی یظھر
الدجال کذا مسلم وغیرہ۔ یہ طائفہ مجتہدین منتسبین الی المذاہب ہین۔
نہ مثل آئمہ اربعہ کے مجتہد مطلق مستقل ہین کما زعمہ الوہابیون۔ فاین
المساواۃ بینھم۔ فخذ ھذا فانہ نعم التطبیق بین الحدیثین۔
مما القاہ فی قلبی رب العالمین۔ اور سنئے اگر یہان عدم
اجتماع ثابت کرنے کے لیے قدرت خدا کو یاد کرکے دلیل گردانتے ہین۔ تو
اجتماع ضدین کے محال کہتے ہین کیون خدا کی قدرت کو بھولتے ہین حالانکہ
قولہ تعالیٰ یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم کو تلاوت کرتے
ہین۔ کیا اجتماع ضدین کرنا خدا کی قدرت سے باہر ہی العیاذ باللہ۔ پھر کیون
اجتماع کا محال ثابت کرتے ہین۔ کیا یہان تحکم علی قدرۃ اللہ تعالیٰ ثابت
نہین۔ اور متقدمین کے اس کلام مین کہ آئمہ اربعہ کے بعد کوئی مجتہد مطلق پایا نہ گیا

تحکم علی قدرۃ اللہ ثابت ہوا - واہ واہ کیا خوب - ای حضرت متقدمین نو
ائمہ اربعہ نکے مثل پیدا کرنے کو محال نہین فرماتے ہین بلکہ تجربہ سے پایا نہ گیا کہتے
ہین - اِس سے تحکم علی قدرۃ اللہ ہی - کیونکہ خدا تو آسمان کو زمین زمین کو
آسمان آگ کو پانی پانی کو آگ چاند کو سورج سورج کو چاند غروب کو طلوع طلوع
کو غروب کرسکتا ہی لیکن نہ کیا نہ کرتا ہی اِس سے نہ کرنے کا تجربہ حاصل ہوا
اِسی طرح سے ائمہ اربعہ کے مثل پیدا کرسکتا ہی لیکن نہ کیا نہ کرتا ہی اسی سے نہ پایا جانے
کا تجربہ حاصل ہوا - اگر سچ پوچھیے تو خداوند تعالی نے حسب مفہوم قولہ تعالی
واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے جن جن کو اجتہاد مطلق کی صلاحیت
دی - اُنھون کو مجتہد مطلق بنایا - اور امامت دی - اگر ون کو نہ دی
نہ ملی - اِسمین تحکم علی قدرۃ اللہ کی کیا بات ہی - خذ ھذا فانہ ادق
الدقائق - واحسن الحقائق - فافرد تہ بہ بتائید خالق الخلائق -

تنبیہ ہمنے جو بحر العلوم کے قول کو تخطیہ کیا - فقط آپ کے میان صاحب کے
زعم فاسد کے موافق اسکو بحر العلوم کا قول فرض کرکے تخطیہ کیا - حالانکہ وہ
قول بحر العلوم کا نہین ہی وہ ناقل ہین کیونکہ ناظاہر نہین کہ شارح جو مثل وکیل
کے ہی بلا لحاظ حقیت و عدم حقیت کے مافی الضمیر کو ماتن اور موکل کے نیابۃً بیان
کرتا ہی (الا ماشاء اللہ) اِسی طرح سے بحر العلوم نے بھی محب اللہ البہاری
کے فیہ مافیہ کے مافی الضمیر کو اپنی جودت و فطنت و تبحر علم سے بیان کیا سو
وہ بیان قابل اجتماع کا نہین مقابلے مین مذہب جمہور کے جسکو ابن ہمام نے اپنی
فتح القدیر مین - اور صاحب اشباہ نے اشباہ مین اور صاحب تفسیر مظہری نے

مظہری مین - اور صاحب تفسیر احمدی نے احمدی مین اور صاحب میزان نے
میزان وغیرہ مین - اور صاحب النصاب نے النصاب وغیرہ مین - اور صاحب
شرح سعادت نے شرح سفر سعادت وغیرہ مین - اور صاحب دُرّ المختار نے
دُرّ المختار مین اور صاحب شرح عین العلم نے عین العلم مین - اور صاحب
عمدۃ المرید نے عمدۃ المرید مین اور صاحب ترصیع نے ترصیع مین - اور صاحب
جواہر الفتاوی نے جواہر الفتاوی مین - اور صاحب شرح جامع صغیر نے شرح
جامع صغیر مین - وغیرہم نے ذکر کیا - اور مین اپنے تذکرۃ المذاہب مین دلیل
لایا - اور ان سب کے خلاصہ کو محب اللہ بہاری نے امام الحرمین کی طرف منسوب کرکے
بہلا بقولہ قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید
الصحابۃ بل یجب علیھم اتباع الذین سبّروا وبوّبوا فھذّبوا
ونقّحوا وجمعوا وفرّقوا وعلّلوا وفصّلوا و علیہ ابتنی ابن الصلاح
منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ لان ذلک لم یدن فی غیرھم
بیان کیا - پھر مذہب مختلفہ شاذہ کی طرف فیہ ما فیہ سے اشارہ کیا -
جسکو بحر العلوم نے شرح کر دیا - اور آپ کے میان صاحب نے بلا سمجھے
اسکو دلیل کر دانا - حضرت وہ تو نہ مذہب بحر العلوم کا ہی نہ مذہب صاحب
مسلم کا ہی نہ وہ کوئی مفتی بہ مذہب ہی - ہان بعض ان متخالفین کا
مذہب ہی جنھون نے بلا دلیل ہذا کلہ ہوس من ہوسا تہم و ہذا غلط وغیر ذلک
لکھا - اور ان دلائل قویہ عقلیہ جلیہ - اور براہین نقلیہ نصیتہ قطعیہ جمہوریہ
کو جو انکو گذرے ہین اپنے تعصبات نفسانیہ سے محض لاشئی تصور کیا -

اِس قسم کے متعصبین کے تعصّب کی بات کو بحر العلوم نے ماتحت مین فیہ مافیہ کے لکھا۔ اِسی طرح سے اکثر اور فیہ مافیہ کے تحت مین بھی بہت کچھ لکھا۔ جسکو آپ کے میان صاحب نے چُن چُن کر دلیل گردانا۔ اور اُسی سے اپنا مدعا ثابت کرنے کو فخر سمجھا۔ الغرض آپ کے میان صاحب نے مسلم الثبوت کی عبارت کو کچھ بھی نہاین سمجھا۔ نہ اِسکے شارح بحر العلوم کے مطلب کو۔

؎ تو خود مے نشنوی بانگِ دُہل را۔ امورِ ستر سلطان را چہ دانی۔

اِسلیے برابر مسلک جمہور کو چھوڑ کرکے فیہ مافیہ کے تحت کے اقوال شاذہ کو کالوحی من السماء سمجھ لیا۔ اور حقیقت مین جو وحی من السماء ہی اِسکو لاشئی خیال کیا۔ ؎ بے بصیرت را نباشد درحق و باطل تمیز۔ کور یک داند عصائے سحر و اعجاز کلیم۔ کیا کرنا مشیّت الٰہی سے چارہ کیا۔ قولہ تعالیٰ۔ من یضلل اللہ فلا ھادی لہ و یذرھم فے طغیانھم یعمھون

؎ چون تقدیر سابق است تعلیم چہ سود۔ ابتو آپکے میان صاحب نے بحر العلوم کے قول سے جو جو آسرا پکڑا تھا۔ وہ آسرا بھی بے آسرا ہوگیا۔ پھر اِنکا آسرا کہان۔ اور حدیث الدنیا مزرعۃ الاخرۃ سے عمل دنیاوی آسرا آخرت کا ہی۔ جب اِس دنیاوی آسرے سے بے آسرا ہو گیا۔ تب آخرت کے آسرے کا آسرا کیا۔ فنعم ما قال اللہ تعالیٰ لیھلک من ھلک عن بینۃ یحیی من حیّ عن بینۃ۔ وقولہ تعالیٰ من کان فے ھذہ اعمی فھو فے الاخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا۔

اعتراض اجی کیا کہتے ہو تمہارے کہنے کو کون سُنتا ہی سچ تو یہ ہی کہ

بحرالعلوم نے اپنے اعتقاد سے یہ سب بیان کیا نہین تو مسلم الثبوت کی اکثر شرح
مین ھذا الشریع جدید وغیر ذلک نفرماتا۔ **جواب اوّلاً** اگر ایسا ہی
ہے تو ہماری وہ تخطیہ اس قول کی رد کے لیے کفایت ہے۔ اور انکا قول ہمارے
واسطے کچھ حجت نہین ۔ وہ اگر آسمان کو زمین کہدے ہم کیا مان لینگے۔
ثانیاً۔ بحرالعلوم کو ان اقوال کی طرف منسوب کرنا۔ یقیناً انکی تحقیق کرنا ہے۔
کیونکہ انکی حنفیت مسلم ہے حتیٰ کہ آپکے میانصاحب نے بھی اقرار کیا۔ جب وہ
حنفی ہوا۔ تب حنفی بلکہ کُل مقلدین کی طرح اعتقاد انکا ہونا لازم ہے۔ اور کُل
مقلدین کا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ ائمہ اربعہ کی مثل صاحب تدوین خیر القرون کوئی
نہین۔ اور انکے بعد مجتہد مطلق صاحب مذہب مدوّن مفقود ہے کہ تجربہ
سے پایا نہ گیا۔ اسلیے یہ چار مخصوص الشریعت ہین نہین تو شریعت کا مصداق
کہان۔ اور اُن چارون مین سے ایکی تقلید واجب ہے۔ جسمین تلہی لازم
نہ آوے۔ باوجود اسکے بحرالعلوم نے ان باتون کا تخطیہ کیا۔ اور مقلدین کی
رد مین۔ ھوس من ھوسانھم اور ھذا غلط اور رجم بالغیب اور
لایعباء بکلامھم اور اجتنب عن تعصباتھم وغیر ذلک لکھا۔ اگر ان
اقوال کو انھون نے اپنے اعتقاد سے لکھا۔ تب تو بیشک انکو بالھوس اور احمق
مذبذبین ذلک لاالی ہؤلاء ولاالی ہؤلاء مین سے ہونا ثابت ہوا۔ اور کُل
عبادات اور جمیع حسنات کو برباد دینا لازم آیا۔ کہ اُن ہی کے قول سے کُل
اعمال انکا غلطی اور ہوس اور رجم بالغیب اور تعصب سے ظہور مین آنا لازم آیا۔
پھر اسطرح کے اعمال سے آخرت مین سوائے جنجال کے اَور کیا خیال ہے۔

کیا خوب عاقل وہ ہے کہ جسنے اِنکے اِن اقوال سے اِنکے اِن اقوال کو غلط اور ہوس اور لا یعبا بکلا سہ سمجھا۔ کہ جب متقدمین کا قول انکے اقوال سے غلط وغیر ذالک ٹھرایگا۔ تو بطریق اولیٰ انکا قول بھی غلط وغیر ذالک ٹھر یگا۔ کہ یہ کچھ شارع نہین کہ بلا دلیل انکا قول معتبر شرعی ہو۔ اور بڑا غافل وہ شخص ہے۔ جسنے انکے اِن ادعا سے متقدمین کے اقوال کو ہوس و غلط وغیر ذالک سمجھا۔ اور انکے اقوال کو نہ سمجھا۔ اجی صاحب مولانا بحر العلوم کی رفتار مثل شتر بے مُہار نہین ہے۔ یہ فقط مفسدون کی گفتار۔ ہان غیرون کے اعتقاد وکردار کو اظہار کرتے ہین۔ اور انکے مافی الضمیر کے اسرار کو بیان سے عیان کردیتے ہین۔ نہ اسکا وہ اعتقاد کرتے ہین۔ بالفرض اگر اعتقاد سے لکھا بھی ہوگا۔ تو اس سے میرا کیا بگڑا۔ قولہ تعالیٰ۔ لا تزر وازرۃ وزر اخری۔ جب ہمنے امام ابو ثور وامام بخاری وغیرہما کا کہا آئمہ اربعہ کے مقابلہ مین نہ مانا۔ پھر بحر العلوم اور مثل بحر العلوم کے کہے کو کب مانینگے۔ جو انکے اقوال سے الزام پاوینگے ؎

بر داین دام بر مرغے دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

خیر جو ہو سو ہو۔ اب یہ تو فرمائیے کہ آپکے میانصاحب تو قرآن وحدیث کے سوا مانتے نہین۔ اور دوسرون کے قول سے ہکو کچھ غرض نہین کہتے ہین۔ اور ہر ہر بات مین عمل بالحدیث کا دم بھرتے ہین۔ اور آئمہ اربعہ کے اقوال کو زید وبکر وخالد وغیرہم کے اقوال کا سا سمجھتے ہین۔ بلکہ انکے مقلدین کو بدلیل اتخذوا احبارھم الخ۔ مشرک وکافر بولتے ہین۔

اور صحابہ کرام رضا کے اقوال کو بھی قابل احتجاج نہین کہا کرتے ہین۔ پھر
یہان بحر العلوم کے اِس قول کو (جسمین ادلہ اربعہ سے استنباط کرنے کی بو
باس بھی نہین بلکہ فقط ادعا ہے) حجت لاناکیا۔ شاید آپکے میاںصاحب
نے بحر العلوم کو خدا رسول سمجھ لیا۔ تب ہی تو دلیل لائے۔ نہین تو کیون
لائے۔ یا قرآن وحدیث کی دلیل نہ لا سکنے کے سبب سے اُنکا اتباع کیا۔
سو کیفما یضمون المقریوخذ باقرارہ اُنکو اُنکے اِس قول سے مشرک بنتا
پڑا العوذ باللہ۔ کیونکہ بحر العلوم خدا رسول نہین۔ اور غیر خدا کو خدا جاننے
سے مشرک بنتا ہے۔ یہان وہ بات موجود ہے۔ پھر مشرک بنتے مین کیا شبہ ہے۔
اور صورت ثانیہ مین بھی باستدلال اتخذوا احبارھم الخ اپنے کے
مشرک بننا پڑا۔ پھر بھاگنے کی جگہ کہان ہے این المضر ولا مضر لها رب
الغرض آپکے میاںصاحب نے جس آنوئے کو مجتہدین عظام اور مقلدین کرام کے
لیے کھودا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے اُنکو اُسمین گرا دیا۔ اور بمضمون قولہ تعالیٰ۔
واضلہ اللہ علی علم اُنکو اُنکے علم سے گمراہ کیا۔ اور مخبر صادق کے
قول من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہا۔ کو بخوبی تصدیق کروا دیا۔
اور معجزہ اِس قول رسالت مآب صلعم لا یرمی رجل رجلا الخ کا ظاہر
کر دکھلایا۔ کیون نہو۔ یہ آئمہ کرام کی کرامت کا نتیجہ ہے۔
کیا حضرت آپکے میاںصاحب کو کچھ بھی شرم نہ آئی۔ کہ باوجود اجتہاد کے
دعویٰ بھرنے کے قرآن حدیث کی دلیل لانے سے عاجز ہوکر ایک ادنیٰ مقلد کے
قول کی دلیل لائے۔ پھر کس منھ سے کہتے ہین کہ ہم سوائے قرآن وحدیث

کے مانتے ہین - اگر کوئی ہزار بے حیا سے بےحیا - اور ہزار بے شرم سے بے شرم بھی ہوتا تو بھی ایسی بے شرمی کی بات اسکے مُنھ سے نہ نکلتی - نہ اسکی تحریر مین آتی - اور اگر مجتہد بچہ اپنے دعوی کا سچا ہوتا تو اسطرح کی دلیل نہ لاتا - نہ مقلد کی تقلید کرتا - بلکہ حسب دعوی حدیث و قرآن ہی سے اپنا مدعا ثابت کر لیتا - کہ سارے ڈیل مین زبان حلال ہی - اُسی سے مافی الضمیر کی نقل قال ہی - مرد کو چاہیے جو کہے - سو کرے - نہین تو جیسے حیوان کو بھی خدا نے دی ہی پھر حیوان اور انسان مین تفاوت کیا ہی - ؎

بہ نُطق آدمی بہتر است از دواب   دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب -

اب اس چھوٹے مُنھ سے اجتہاد کی بڑی بات کیسی - جیسے میڈک کو بھی زکام سے ہو جاتی ہی کھانسی - کہان وہ درجۂ اجتہاد - کہان یہ منبائے فساد - ؎ سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب - لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن - ارے صاحب جن لوگون کے اقوال کی دلیل آپکے میاں صاحب لائے - وے لوگ تو خود مجتہد بن نہ سکے - پھر بھلا یہ کیا بنینگے - اور کون احمق اِنکو مانینگے - ؎ اگر ژالہ ہر قطرہ دُرّ شدے - چو خرمُہرہ بازار ازو پُر شدے - ؎ اگر ہوتا زمانے مین حصولِ علم بے محنت - تو بس ساری کتابین ایک جاہل دھو کے پی جاتا - سچ ہی جو لوگ استنباط کی لذت اور اجتہاد کی کیفیت سے واقفیت نہین رکھتے ہین - وے لوگ چند اوراق حواشی وغیرہ کی عبارت فہمی پر قدرت پاکر اپنے کو مجتہد سمجھتے ہین - ؎ مرغے کہ خبر ندارد از آب زلال - منقار در آب شور دارد ہمہ سال - اور مجتہدون کو اپنی طرح تصور

کر لیتے ہین ؎ تشنگان را نماند اندر خواب - ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب -
حقیقی کہ اولیاے مجتہدین کرام کی بھی ہمسری کا دعوی بھرتے ہین ؎
ہمسری با انبیا برداشتند - اولیارا ہمچو خود پنداشتند - گفتہ اینک ما بشر
ایشان بشر - ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور - این ندانستند ایشان از
عمی - درمیان فرقے بود بے منتہی - بلکہ آپکے میانصاحب نے تو اپنے معیار کو
قرآن ہی سمجھ لیا - اسلیے قرآن کی حقیقت مین جو آیت نازل ہوئی - اسکو
انھون نے اپنے معیار کی نسبت ثابت کرکے اسکے خطبے مین یہ عبارت لکھی - التماس کرتا ہے
کہ رسالہ معیار الحق کو بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین (تا) صاف دل سے داد
حق گوئی کی اسطرح سے ادا کرین - ھذا الکتاب ینطق بالحق وماذا
بعد الحق الا الضلال الخ کیون نہو انکو انکے اس علم کی پھٹکار نے
راہ راست سے بھٹکا رکھا - فنعم ما قال اللہ تعالی واضلہ اللہ
علی علم اور ایسے مفسدون کے فساد سے ملت کی خرابی ہونے لگی - اور
ضلالت کا نام ہدایت ٹھہرنے لگا - ؎

تیغ مفسد شجرۂ ایمان برید ہمچو عنقا گشت از عالم پدید

پانچوان جب روے زمین مین اہل تسنن کے درمیان کوئی مذہب مثل
مذاہب اربعہ کے مدون نہ رہا تب ہم دلیل استقرائی سے حصر مذاہب اربعہ
کا ثابت کر کہتے ہین - چنانچہ عبارت مذکورہ مین صاحب مسلم نے بھی بقولہ
لان ذلک لم یدر فے غیرھم سے اس دلیل استقرائی کی طرف
اشارہ کیا - اگر آپ لکھتے ہین نہین تو آپ عدم حصر کی دلیل شافی لائیے اور

کوئی مذہب مدوّن بھی دکھلائیے۔ ہرگز نہین سکینگے جب آپ عدم کی دلیل نہین لاسکے۔ اور کوئی مذہب مدوّن بھی نہین دکھلا سکے۔ بلکہ اپنی دلیل مذکور مین لم یبق روایة مذهبهم محفوظة کا اقرار بھی کرچکے ہین۔ تب توحصر مذاہب اربعہ کا دلیل خلف سے بھی اور اقلیدس کی ساتوین شکل سے بھی ثابت ہوگیا۔

اطلاع۔ حسب اقتضاے حال۔ اور مقتضاے مقال کے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ یہان پر فتح المبین فی رد ظفر المبین کی تقریظ جسکو مین نے حسب فرمائش جناب مولوی عبد العلی صاحب لکھنوی کے لکھا نقل کرون۔ کہ اسمین حصر مذاہب اربعہ کی تقریر اور اسکی حقیت کی تحریر لکھی ہوئی ہی۔ سواے اسکے اور اور زوائد بسیار وعوائد بیشمار موجود ہین۔ جسسے ناظرین کو عبرت اور سامعین کو خبرت ہو وہ یہ ہی۔

تقریظ۔ بسم الله الرحمن الرحيم

اَلحمدُ لِلّٰهِ الذی کفی وحده۔ وَالصّلوٰة وَ السّلَامُ علی نبیه الامی الذی لا نبی بعده۔ وعلی اٰله الطیبین واصحابه الطاهرین۔ وعلی الائمة الاربعة المجتهدین المقبولین۔ کلهم اجمعین۔ اما بعد فقد اطلعتُ علیٰ ما حُرِّر من المضامین۔ فی هذا الکتاب الفتح المبین۔ فی کشف مکائد غیر المقلدین۔ فی جواب الظفر المبین۔ فی رد مغالطات المقلدین۔ فوجدته احسن التصنیفات

للمصنفين واجمل التاليفات للمؤلفين۔ وحسبته حاويا
على تحقيقات المذاهب وجامعا على تدقيقات المآرب۔
ورأيت موافقا لما هو فى الشريعة لاهل السنة و
الجماعة منصوص عليه فينبغى لنا الرجوع عند اختلاف
الرواة اليه۔ فهذا بفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء
كاف۔ ولنفع هدايته الاتقياء واف۔ فلا شك ان
المؤلف قد اجاد بما اراد۔ وسلك سبيل السداد و
الرشاد۔ وكلما اجاب۔ فقد اصاب۔ فكان سعيه
مشكورا۔ فلذلك صار كاسمه على المخالفين منصورا۔
فهذا لقولك اللامذهبون فى كل واد يهيمون۔ لما لم
يبق لهم من الجواب فبغيضهم يموتون۔ فيا ايها اللامذهبون
موتوا بغيضكم۔ ولا تلوموا غيركم۔ فانكم مفسدون
فى الارض ولا مصلحون۔ لم تقولون ما لا تعملون۔
فتوبوا الى بارئكم۔ واستغفروا عن ذنوبكم۔ فتنجوا۔ و
الا فتهلكوا۔ لان الشريعة عبارة من هذه المذاهب
الاربعة فحسب انها فيها قد انحصرت۔ فان هذه
المذاهب قد دونت۔ وقواعدها قد ضبطت۔ واصولها
بالنصوص قد انطبقت۔ وبفضله تعالى احكامها فى
كل بلاد جرت۔ وفروعاتها فى جميع الجهات انتشرت۔

فبحار هدايتها في قلوب المسلمين تموّجت - ودُررها المكنونة
في صدور المؤمنين قد استقرّت - فنفوس المقلدين بضوئها
قد انجلت - فرأت بها ما رأت - وعرفت بها ما عرفت - وحصلت
لها ما حصلت - فلذلك ترى إنّ الفرقة الناجية المسماة باهل
السنة والجماعة فيها قد اجتمعت - لان الشريعة من غير
هذه المذاهب في الدنيا ما وُجِدَت - والطاعة احكامها -
للناس قد فرضت - فإنكم يحتسب هذه المذاهب الاربعة
للشريعة معتبرةً فالشريعة عن الدنيا عدمت - لان ما
سواها من المذاهب ليست - كمثلها في ضبط القواعد
والاصول - وفي ربط العلة والمعلول - بل كلها قد اندرست
وفي بعض كتبها - التي بقيت - اقوال المعاندين فيها قد
دخلت - فتغيّرت ما تغيّرت - فكيف تكون هي الشريعة التي
من الشارع شُرِعت - فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها
وما حُسِبَت - فلا محالة إنّ هذه المذاهب الاربعة
لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت - لانها من التغيّرات
قد حُفِظَت - لما من الدلائل التي قد ذُكِرت - والاختلافات
التي نُظِرَت - فهي رحمة للعالمين من خالق الثقلين خُلِقَت -
فمن كان خارجا عن هذه المذاهب الاربعة في هذا الزمان
فهو من اهل البدعة والنار ومتبع الشيطان - كيف لا وقد

قال رسول الله صلعم اِن الله لا یجتمع امتی او قال امة محمدٌ
علی الضلالة و ید الله علی الجماعة ومن شذّ شُذّ فی
النار۔ وقد قال الله تعالیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ
ما تولیٰ ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ فکما یجب علینا
الایمان والتصدیق لکل ما جاءت بہ الرسل وان لم
نفہم حکمتہ۔ فکذلک یجب علینا الایمان والتصدیق
بکلام الایمة الاربعة وان لم نفہم علّتہ۔ فِان قلت
ھذا شرک قلتُ لا لانھم کانوا من اولی الامر واھل الذکر
المعروفین المقبولین۔ وقد اوجب الله تعالیٰ علینا اتّباعہم
لقولہ اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ فان
الله تعالیٰ قد عطف اولی الامر منکم علی الرسول والمعطوف
والمعطوف علیہ فی الحکم مساویان۔ فاین الشرک فی
ھذا الکلام مفیم۔ اِن ھذا الا بفہمک السقیم۔ وامرنا
ان نسئل عنہم عما لا نعلم بقولہ فاسئلوا اھل الذکر ان
کنتم لا تعلمون۔ وھدانا ان نرد المسائل الیہم ونثق
باستنباطہم بقولہ ولو ردّوہ الی الرسول والی اولی الامر
منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔ وَاَخبرنا بان الایمة
منّا یہدوننا بقولہ وجعلنا منہم ایمة یہدون بامرنا۔
فکیف لا یجب اتباعہم علینا۔ وکما لا یجوز لنا الطعن شیئا

جاءت به الانبیاء مع اختلاف شرایعهم۔ فکذلک لایجوز الطعن
فیما استنبطه الائمة المجتهدون بطریق الاجتهاد والاستحسان
مع اختلاف استنباتهم۔ لانهم ما استدلوا وما استنبطوا
الا من الحدیث القرآن۔ اما اذا لم یجدوا فیهما وفی
اقضیة الصحابه رضی عنهم الرب المستعان حکما من
الاحکام او رکنا من الارکان۔ فقاسوا ما قاسوا باتحاد
العلة والبرهان۔ فصار هذا القیاس اصلا رابعا لنا بنص
الحدیث والقرآن۔ اما القرآن۔ فاعتبروا یا اولی الابصار
وغیر ذلک من الآیات التی الفتها فی کتابی تذکرة المذاهب
لمطالعة الاخوان۔ اما الحدیث فعن ابن عباس رض قال اتی
رجل النبی صلعم فقال ان اختی نذرت ان تحج وانها ماتت
فقال النبی صلعم لوکان علیها دین اکنت قاضیه قال
نعم قال فاقض دین الله فهو احق بالقضاء اخرجه البخاری
عن ابن مسعود رض ما رآه المؤمنون حسنا فهو عند الله
حسن وغیر ذلک من الاحادیث التی جمعتها فی التذکرة
فارجعوا الیها ان شئتم یا ایها الخلان۔ فهذه الائمة
الاربعة هم العلماء الذین قیل فی شانهم علماء امتی
کانبیاء بنی اسرائیل فاؤلئک هم الابناء للشارع علی
شریعته من بعده فلا اعتراض علیهم فیما بینوه للخلق

واستنبطوه من الشريعة لاسيما الامام الاعظم رح
فلا ينبغي لاحد الاعتراض عليه لكونه من اجل الائمة
واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم سندا الى الرسول
صلعم ومشاهدا لبعض الصحابة واكابر التابعين رضي
الله عنهم اجمعين - وكيف يجوز لامثالنا الاعتراض
عليه ولقد اجمع السلف والخلف على جلالة وعلمه و
فضله وورعه وزهده وعفته وعصمته وسخاوته
وعبادته وكثرة مراقبه لله تعالى وخوفه منه فمن قال
غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على
ائمة الهدى المقبولين بفهمه السقيم - اولعناد الذى
فى قلبه المقيم - بل يجب على كل مكلف ان يشكر الله
تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة رح فى الدنيا -
الم تركيف فعل باستنباط احكام الشريعة الغراء - و
بانضباط اركان الطريقة البيضاء - وباماطة الاذى
سبيل المعرفة العليا - الم تركيف استحكم الله تعالى به
الشرع المبين - فهدى به الخلائق كلهم اجمعين - فانه
بوّبه مبوّبا - وفصله مفصلا - وهذبه مهذبا - ورتّبه
مرتبا ونقّحه تنقيحا - وعلّله تعليلا - وميزه تميزا - وليسّره
تيسيرا - الّعرف مثله من الائمة فى الدنيا - فلن تجد ...

نظیرہ فیھا فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنسیٰ فضله بل اعمل بقوله تعالیٰ فلا تنسوا الفضل بینکم۔ واذا عرفت انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالیٰ اتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم۔ فظهر من هنا ان من انکر مسائل الامام المستنبطة من الکتاب والسنة واقضیة الصحابة رضـ فهو کافر۔ لانه انکر الشریعة۔ ومن کل انکر الشریعة فهو کافر۔ فمن انکر المسائل فهو کافر۔ وکذلك من لعن او طعن فی الامام الهمام فهو لیس بمؤمن۔ لانه طعن او لعن المؤمن الذی اکمل المؤمنین۔ واجلهم فی الدین۔ وکل من طعن او لعن المؤمن فهو لیس بمؤمن فطاعن الامام او لاعنه او فاحشة لیس بمؤمن۔ کیف لا وقد قال رسول صلعم لیس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی کذا فی التیسیر۔ وایضا۔ لا یرمی رجل رجلا بالفسق والکفر الا ردت علیه ان لم یکن صاحبه کذلك اخرجه البخاری۔ وکذلك من سبّ الامام فهو فاسق۔ لانه سب المسلم۔ وکل من سبّ المسلم۔ فهو فاسق۔ فمن سبّ الامام فهو فاسق۔ کیف لا وقد قال رسول صلعم سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔ اخرجه الخمسه کذا فی التیسیر۔ وقد قال الله تعالیٰ والذین یؤذون المؤمنین

والمؤمنات لغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتاناً واثماً مبیناً۔
وکذالک من ضار الامام فهو ملعون۔ لانه ضار مؤمناً۔
وکل من ضار مؤمناً فهو ملعون۔ فمن ضار الامام فهو
ملعون۔ کیف لا وقد قال رسول صلعم ملعون من ضار
مؤمناً او مکر به اخرجه الترمذی کذا فی التیسیر۔ وقد قال الله تعالی
الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم
عذاب الیم فی الدنیا والآخرة۔ وکذلک من لم
یوقر الامام فهو لیس فی اهل الاسلام۔ لانه لم یوقر کبیرنا
وکل من لم یوقر کبیرنا فهو لیس من اهل الاسلام۔ فمن لم
یوقر الامام فهو لیس من اهل الاسلام۔ کیف لا وقد
قال رسول صلعم لیس منّا من لم یرحم صغیرنا ولم
یوقر کبیرنا۔ اخرجه الترمذی۔ لذلک وقره الامام الشافعی رح
فی زیارة قبره فی البغداد۔ فارضاهما الله تعالی عن العباد
فی الدنیا والآخرة۔ هکذا کلها فی کتابی التذکرة۔ فما
یقال لهرچند بن دیوان چند المؤلف للظفر المبین۔ فی رد
مغالطات المقلدین۔ الذی۔ اسلم خدعاً للمسلمین۔ کما
اسلم عبدالله بن سبا الیهودی خدعاً للمؤمنین۔ فاستفت
عن نفسک۔ ولا تستفت عن غیرک۔ فهو کفایة لک۔ الم
تر کیف فعل لبشناعة الامام فیه فقال تارةً ان الامام

ما تلقى فى تتبع عمره الا سبعة عشرة حديثا - و شنع عليه
تشنيعا فاحشا - تقليدًا المتاخرين المتعصبين المعاندين -
فيا عجبا مع ذلك ينكر التقليد لامام الائمة المجتهدين - و
قال تارة ان الامام قد خالف الحديث والقرآن - فى مسائل
فلان فلان وعدہ بالبيان - واحتج عليه بالاحاديث التى
وافقت لما تهواه نفسه من الصحاح واعرض عما نطبق منها
باقوال الامام الهمام صاحب الفلاح - تنفيرًا للمقلدين
الصالحين عن عمل الفقه للائمة المجتهدين المقبولين -
وقال تارة ان الامام قد خالف فى هذه المسئلة الفلانية
حديث الصحيحين - لعله الحمقاء والسفهاء ان الصحيحين قد
كانا من قبل الامام ارضاه الله تعالى عن جميع المؤمنين المقلدين
فى الدارين - لعله لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفتح اللام
ان صاحبى الصحاح بالنسبة الى الامام الاعظم - كطالب
العلم لا بل كاحاد الرعية من السلطان الاعظم - كيف
لا وقد قال الامام سفيان الثورى انا بمقابله الى حنيفه
كالعصفور عند الباز - وايضًا قال مخاطبا له انت سيد العلماء
الا تعلم ان المسلم الشافعى تلميذ البخارى - والبخارى الشافعى
تلميذ للامام احمد حنبل - واحمد تلميذ الامام الشافعى -
والشافعى تلميذ للامام محمد - ومحمد تلميذ الامام الاعظم

رحمهم الله تعالیٰ کلهم اجمعین - فاعرف منازلهم ومدارجهم واحفظ مناقبهم مع درجاتهم - فلا نقل انّ ادلّه الامام ضعیفة - ولا بادرایه بالفاظ قبیحة - تقلیدًا للمتعصبین نحشر مع الخاسرین - امّا الصحاح وان کانت اصح الکتب بالنسبة الیٰ بعدها - لکنها لا تعتبر بمقابلة الاحادیث التی استدل بها الامام الهمام من قبلها - لکونه اقربهم الی الرسولؐ - فلذلك تلقت الامة الاستدلال له بالقبول فلا ینبغی لاحد ان یطعن فی الامام بروایات الصحاح التی بعد المائتین وثلثة مأنه قد دوّنت - ولا شك ان فیها اقوال المعاندین والمتعصبین والمنافقین والمنکرین قد خلت فلذلك قال ابن الحجر فی نخبة الفکر ان الخبر اما یکون له طرق بلا عدد معین او مع حصر بما فوق الاثنین او بهما او بواحد - فالاوّل هو المتواتر وهو المفید للعلم الیقینی لشروطه والثانی هو المشهور والثالث العزیز ولیس شرطا للصحیح خلافا لمن زعمه والرابع الغریب وکلها سوے الاوّل احاد وفیها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال علی البحث عن احوال رواتها دون الاوّل الخ - الا تعلم ان اسمعیل بن علیه الذی قال للقرآن مخلوق واهلك بحکمه تلمیذه الخلیفة المامون خلقا کثیرا - وجماعة غفیرًا وابا بکر بن

شبیہ رح الذی وضع فی کتابہ باباً للرد علی الامام ابی حنیفہ رح
واخاہ عثمان بن شبیہ وغیرھم مثلھم من رواۃ البخاری
والمسلم وغیرھما رح وقد کانوا متعصبین منکرین علی الامام
الاعظم فلذلک قال صاحب البرھان فی شرح مواھب
الرحمان۔ وقد اعرض (تا) مع شدۃ حرص البخاری علی
معارضۃ الامام ابی حنیفہ بالاحادیث مہما امکنہ بدلیل
ما اشحن بہ صحیحہ انتہی۔ فالحقیقہ او العداقۃ من تلک
الرواۃ المتعصبین النازلین من الامام۔ بتداول الزمان و
الایام۔ قد فقدت۔ لان الایۃ السابقون السابقون
اولئک المقربون فی جنۃ النعیم ثلۃ من الاولین وقلیل
من الاخرین۔ والاحادیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم
ثم الذین یلونھم ثم سیجئی قوم ستسبق شہادۃ احدھم
یمینہ ویمینہ شہادتہ اخرجہ البخاری وایضاً اوصیکم باصحابی۔
(الی) ثم یفشو الکذب رواہ الترمذی وفی روایۃ ثم یظھر الکذب
وغیر ذالک التی فی التذکرۃ فی فقدان صحۃ الصحاح
قد سیقت۔ لکنھا علی فضل الامام۔ لکونہ اقرب الی الرسول
قد شہدت۔ فاین الاعتماد علی کل الصحاح۔ وکیف یرد بہا
الاحادیث التی استدل بہا الامام الصاحب للفلاح۔ ولا
شک ان اعتبار الروایات باعتبار الرواۃ واعتبارھم باعتبار

اقرب زمانهم الى الرسول صلعم مع قوت ايمانهم وعلمهم وعدلهم وورعهم وزهدهم وقد ثبت ان الامام الاعظم رح اقربهم سنداً الى الرسول صلعم واقدمهم قدوتا للمذاهب واكملهم ايمانا واجلهم اسلاما واعلمهم علما وافضلهم فضلا واورعهم ورعا وازهدهم زهدا فانصف في قلبك واستفت عن نفسك الغرف مثله في هذه الامور المعروفة - من رواة الصحاح النازلين عنه في الدرجة البعيدة - التى قد شهدت على كذبها الاحاديث المذكورة - فينبغى لنا العمل بالاحاديث التى استدل بها الامام - ولوضعفها المتاخرون تقليداً لاكثر المتعصبين على ذلك الامام الهمام - اولم ونيتهم التغيرات فيها لبعد الزمان وتداول الايام - ولولم يوجدن كلها في الصحاح - لان صاحبيها قالوا انهم تركوا الاكثر من الاحاديث الصحاح - فتاملوا في هذا الكلام فانه ادق الدقائق - واحسن الحقائق - وقد ذل فيه اقدام اكثر الخلائق - فنبهتكم عليه يا ايها الاخوان - بنصرة الله المستعان - فان حصنتم وتدبرتم يا ايها الخلان - فكلما تجدون في كتب اهل الكشف والعرفان هكذا في الكتب الشرعية والله تعالى اعلم بالصدق والصواب. واليه المرجع والمآب -

بل قالا انهما تركا الاكثر

سوال دوم - جب شریعت شارع کی واحد ہی اور حق بھی واحد ہی متعدد نہین - تب یہ چار مذہب کا جس سے تعدد شریعت و حق کا لازم آتا ہی حق ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہی -

جواب ہان صاحب جب شریعت شارع کی واحد ہی اور حق بھی واحد ہی تب زبور و توراۃ و انجیل و فرقان کا جس سے تعدد شریعت و حق کا لازم آتا ہی - حق ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہی - اور ہر ہر نبی کی علحدہ علحدہ شریعت بھی کیونکر حق ہو سکتی ہی - اور صحاح ستہ کا بھی جس سے اختلافات روایات سے تعدد حق کا لازم آتا ہی - صحاح و حق ہونا کیونکر ہو سکتا ہی - اور حضرت حسن رض کا صلح اور حسین رض کا جنگ بھی جو باہم متضاد ہین کیونکر حق ہو سکتے ہین اور ہر جگہ **مین** حق کا کلیۃً واحد ہونا کون نص سے ثابت ہی ذرا بتلا تو دیجیے بعد اسکے حق کا واحد ہونے اور متعدد نہونے کا دعوی بھریے - نہین تو ہٹ دھرمی و نادانی سے جو زبان سے نکلے سو کہا کیجیے - حتّٰی کہ اگر آسمان کو زمین کہا کیجیے کوئی کیا کرے - **ہان** نادان جب کسی کتاب مین اس عبارت کو الحق فی موضع الخلاف واحد - دیکھ پاتے ہین - تو اسکو کالوحی من السماء سمجھکر بھڑک گئے ہین - جیسا دیہاتی گنوار کلکتہ دیکھ کر بھڑک گئے ہین - اور یہی بہشت یہی بہشت کہکر اچھلتے ہین - اسی طرح سے نادان اسطرح کی عبارت سے اچھلتے ہین اور کم علمیت و عدم وسعت نظر کے سبب سے اسکے مضمون کو نہین دریافت کر سکتے ہین - حالانکہ وہ عبارت مخصوص بالموضع ہی یعنی جس موضع مین شرعًا و عقلاً و عرفًا تعدد حق کا ہونا محال ہی وہان البتہ حق واحد ہی ہوتا ہی جیسا

باوجود اختلاف کرنے مشرکین کے اللہ مین وحدانیت وحدہ لاشریک لہ
کی شرعًا و عقلًا و عرفًا ثابت ہے۔ شرعًا لقولہ تعالیٰ لوکان فیہما الہۃ
لفسدتا۔ عقلًا بقول الجمہور کُل منصوع یدل علی الصانع۔
عرفًا بقول کُل الناس ان اللہ تعالیٰ واحد۔ اور جیسا ابنیت ابن کے
واحد ہوتی ہے۔ متعدد نہین ہوسکتی ہے۔ یعنی دو چار آدمی کا ایک لڑکا
نہین ہوسکتا ہے۔ اور بعض موضع مین حق متعدد بھی ہوتا ہے۔ جسکو مین نے
تذکرۃ المذاہب کے مناظرے مین نصوص کثیرہ سے شرح وبسط کے ساتھ
ثابت کردیا ہے۔ سوائے اسکے یہانپر ایک نظیر عام فہم کے لیے اور لکھتا ہون۔
وہ یہ ہے کہ اگر زید دعوی کرے کہ وہ تنہا منعم خان کا بیٹا ہے کُل ترکہ اسکا
اسکو ملے۔ علی ہذا القیاس عمرو بکر و خالد بھی وہی دعوی کرے۔ تو اسطرح
کا موضع خلاف مین ہر چار کا منعم خان کا بیٹا ہونا ثابت ہوسکتا ہے شرعًا و عقلًا و
عرفًا محال نہین اسطرح سے ہر چار مذہب کا حق ہونا ثابت ہے شرعًا و عقلًا و عرفًا محال
نہین۔ شرعًا لقولہ تعالیٰ لانفرق بین احد من رسلہ حالانکہ زبور توراۃ انجیل و فرقان متفاوت
و متعدد ہین۔ اور کُل کا حق ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ ولقول النبی صلعم اختلاف امتی رحمۃ و عقلًا بدلیل
حقیت اختلافات شرائع مین قبلنا استنباطات آئمہ اربعہ خیر القرونی کی
حقیت ثابت ہے۔ عرفًا ہمیشہ سے یہ چار مذہب کی حقیت معروف و مشہور
ہوتی چلی آتی ہے۔ خذ ھذا لانہ من فتوحات اللہ الواحد۔ فلا
عبرۃ فیہ لاحد۔

سوال سوم۔ اگر ہر چار مذہب حق ہین۔ تو ایک پر عمل کرنا کیسا۔ ذرا

بتلا تو دیجیے۔ نہین تو حق کا متجزی ہونا قبول کر لیجے۔

جواب اگر ہر چار کتاب زبور توراۃ انجیل و فرقان حق ہے۔ تو ایک پر عمل کرنا کیسا ذرا بتلا تو دیجیے۔ نہین تو حق کا متجزی ہونا قبول کر لیجے۔ ۵

بے کمالیہائے تادان از سخن پیدا شود ۔ بستہ بے مغز چون لب واکند رسوا شود

اگر اس کتاب کی فصل دوم کے دقیقہ[۹۳] مین اور فصل سوم کے چوتھے[۱۲۹] جواب مین نظر فرماوینگے۔ اور کچھ کیفیت پاوینگے۔

سوال چہارم ۔ اگر کوئی مسائل فقہ پر عمل کرے تو کیونکر کرے۔ اسمین تو فقط اختلاف ہی اختلاف ہے کسکو سچا کسکو جھوٹا جانے۔ ذرا بتلایے تو۔ نہین تو یہ۔ وہ مثل ہے جیسا سات دائی کی تدبیر سے لڑکا مرے۔ ویسا فقیہون کے اختلاف مسائل کے عمل کرنے سے لوگ ایمان کھوئے۔

جواب اگر کوئی عمل بکتب الاحادیث کرے تو کیونکر کرے۔ اسمین تو فقط اختلاف ہی اختلاف ہے۔ کس حدیث کو صحیح اور کسکو غیر صحیح جانے۔ ذرا بتلائیے تو نہین تو یہ وہ مثل ہے جیسا سات دائی کی تدبیر سے لڑکا مرے۔ ایسا محدثین کے اختلافات سے عاملین بالحدیث کا ایمان جاوے۔ کیونکہ اسمین ابن جوزی و شوکانی و مثلہما کو بنی قرار دینا پڑے۔ نہین تو صحیح و غیر صحیح کا امتیاز معلوم نہووے۔ جب اسطرح کے امتیاز کا نام شریعت ٹھہرے۔ پھر اسکی حقیقت کو کیا پوچھنا۔ تذکرۃ المذاہب کے ۶۶۵ (تا ۶۷۴) صفحہ مین نظر کیجیے اچھی طرح سے اسکی کیفیت کھل جاویگی۔ **دفع دخل** اگر کھو کہ اگر احادیث مین بھی مثل مسائل فقہیہ کے اختلافات واقع ہین۔ تو کیون انکو تمنے ذکر نہ کیا۔

ذکر کر دیا ہوتا۔ جواب مین کہونگا عیان راچہ بیان۔ کیا تمنے ہمارے
تذکرۃ المذاہب کی اُن حدیثون کو۔ اور اس کتاب کی اُن حدیثون کو جو
تم لوگون کے سوالات اور احادیث کے جواب اور معارضے مین لایا ہون۔
اور رسالت مآب صلعم کی رحلت و ولادت مین۔ جن احادیث متضادہ کو
پیش کر چکا ہون نہین دیکھا۔ اُنمین تو باہم مخالفت کُلّی اور معارضت جلی
موجود ہے۔ پھر اُنکو مکرر نقل کرکے کتاب کو طول دینے سے فائدہ کیا تھا۔
خیر تاہم یہان پر بھی چند احادیث متخالفہ اور روایات متناقضہ کو ناظرین
کی عبرت و غیرت کے لیے۔ اور سامعین کی فہم و فراست کے واسطے۔ بلکہ تم لوگون
کی جہالت دفع کرنے کے لیے۔ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہون اسلیے ذیل مین درج
کرے دیتا ہون۔

احادیث متخالفہ صحیح بخاری رح۔ عن ابن عباس[۵۱] انه قال
اقبلت راكبا على حمار اتانٍ وانا يومئذ قد ناهزت الاحتلام
ورسول الله صلعم يصلى بالناس بمنى الى غير جدار
فمررتُ بين يدى بعض الصف فنزلتُ وارسلتُ الاتان
ترتع ودخلتُ فى الصف فلم ينكر على احدٌ۔ عن عائشه[۵۲]
ذُكر عندها ما يقطع الصلوٰة الكلبُ والحمارُ والمرأةُ
فقالت شبهتمونا بالحُمُر والكلاب والله لقد رأيت
النبى صلعم يصلى وانى على السرير بينه وبين القبلة مضطجعة
فتبدو لى الحاجة فاكره ان اجلس فاوذى النبى صلعم

فَانْسَلَّ من عند رجلیه ۳؎ ۔ عن عایشہ رض زوج النبی صلعم قالت لقد کان رسول صلعم یقوم فیصلی من اللیل وانی لمعترضة بینه و بین القبلة علی فراش اهله ۴؎ ۔

دیکھو ان روایتوں میں نمازی کے سامنے سے گزرنا اور حضرت عائشہ صدیقہ رض کا معترضہ ہونا ثابت ہے ۔ **خلافھا** ۔ عن ابی صالح (تا) قال رأیت ابا سعید الخدری فی یوم جمعة یصلی الی شئ یسترہ من الناس فاراد شاب من بنی ابی معیط ان یجتاز بین یدیه فدفع ابو سعید فی صدرہ فنظر الشاب فلم یجد مساغا الا بین یدیه فعاد لیجتاز فدفعه ابو سعید اشد من الاولی فنال من ابی سعید ثم دخل علی مروان فشکا الیه ما لقی من ابی سعید ودخل ابو سعید خلفه علی مروان فقال مالک ولابن اخیک یا ابا سعید قال سمعت النبی صلعم یقول اذا صلی احدکم الی شئ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیه فلیدفعه فان ابی فلیقاتله فانما هو شیطان ۲۳؎ ۔ قال رسول صلعم لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه لکان ان یقف اربعین خیرا له من ان یمر بین یدیه الخ ۲۳؎

پھر دیکھو ان روایتوں میں نمازی کے سامنے سے کسی کو گزرنا درست نہیں بلکہ گزرنیوالے کو قتل کرنا لازم ہے ۔ **ایضا فیه** عن ابن عباس قال توضأ

النبی صلعم مرۃً مرۃً ص٢٧ - دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا ایک ایک مرۃ وضو کرنا ثابت ہی - **خلافہ** - عن ابن زید ان النبی صلعم توضأ مرتین مرتین ص٢٧ - دیکھو اس روایت سے دو دو بار وضو کرنا انکا ثابت ہی **ایضاً فیہ** عن ابن عمر ان رسول صلعم قال الشؤم فے المرأۃ والدار والفرس ص٧٦٣ - دیکھو اس روایت مین شؤمیت ثابت ہی **خلافہ** - عن ابی عمر قال ذکروا الشؤم عند النبی صلعم فقال النبی صلعم ان کان الشؤم فے شئ فے الدار والمراۃ والفرس ص٧٦٣ - پھر دیکھو اسمین وہی ابن عمر سے شؤمیت کا ممنوع ہونا ثابت ہی - **ایضاً فیہ** عن ابن عباس اذا زنا بہا (ای ام امراتہ) لا تحرم علیہ امراتہ ص٧٦٥ - دیکھو اس روایت مین کہ اپنی خوشدامن سے زنا کرنے سے بھی بی بی حرام نہین ہوتی ہی - **خلافہ** عن ابی نصر عن ابن عباس حرمہ (تا) روی عن عمران بن حصین وجابر بن یزید والحسن وبعض اہل العراق تحرم الخ ص٧٦٥ دیکھو پھر اس روایت مین مع الاختلاف حرمت ثابت ہی - **ایضاً فیہ** - عن الحسن عن غیر واحد مرفوعاً - افطر الحاجم والمحجوم ص٢٦ - دیکھو اس حدیث مین حاجم اور محجوم کو افطار کرنا چاہیے - **خلافہ** عن ابن عباس ان النبی صلعم احتجم وھو محرم وھو صائم ص٢٦ - دیکھو پھر اس حدیث مین کہ رسول خدا صلعم نے حالت احرام اور صوم مین حجامت کیا -

روایات متخالفہ صحیح مسلم رح - باب الوضوء مما مست النار
عن ابن ثابت رض قال سمعت رسول صلعم یقول الوضوء مما مست
النار ص۲۲۰ - دیکھو ان باب کی روایتوں سے مما مست النار سے وضو لازم ہے
خلافہ باب نسخ الوضوء مما مست النار - عن ابن عباس رض ان
رسول اللہ صلعم اکل کتف شاۃ ثم صلی ولم یتوضاء -
وفی روایتہ ولم یمس ماء ص۲۲۰ - پھر دیکھو اس باب کی روایتوں
سے مما مست النار سے وضو نہین لازم آتا ہے - منسوخ ہونا ثابت ہے -
تاہم غیر مقلدین شور وشغب کرتے ہین - ایضاً فیہ قال رسول صلعم
کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم ص۱۰۹ - دیکھو اس
روایت مین حضرت عیسی علیہ السلام کا مقتدی بننا ثابت ہے خلافہ
قال رسول صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم ص۱۰۹
پھر دیکھو اس روایت مین برعکس اول عیسی عم کا امامت کرنا ثابت ہے -
اور باب الفتن کی ایک روایت سے بھی حضرت عیسی عم کی امامت ثابت
ہے - ایضاً فیہ - قال رسول صلعم یقطع الصلوٰۃ المراۃ و
الحمار والکلب ص۲۹۸ - دیکھو اس روایت مین کتا گدھے اور عورت
نمازی کے سامنے آنے سے نماز باطل ہوتی ہے - خلافہ عن عائشۃ رض
ان النبی صلعم کان یصلی من اللیل وانا معترضۃ بینہ و
بین القبلۃ کاعتراض الجنازۃ ص۲۹۵ - دیکھو پھر اس روایت سے
نماز باطل نہونا ثابت ہے - ایضاً فیہ باب ما یقال بعد التسلیم من الصلوٰۃ

عن ثوبان رض قال کان رسول صلعم اذا انصرف من صلوته
استغفر ثلاثا وقال اللهم انت السلام ومنک السلام
تبارکت ذا الجلال والاکرام۔ وفی روایۃ یا ذا الجلال والاکرام
ص ۲۳۳۔ دیکھو اس روایت میں بعد سلام پھیرنے کے فقط یہ دعائے خفیف
پڑھنا ثابت ہے۔ خلافہ کان بن الزبیر رض یقول فی دبر کل
صلوۃ حین یسلم لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر لا حول ولا قوۃ
الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ و
الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ
الدین ولو کرہ الکافرون۔ وقال کان رسول صلعم
یھلل بھن دبر کل صلوۃ ط ۲۳۹۔ پھر اس روایت میں نبی صلعم کا
ہر نماز کے بعد لمبی دعا پڑھنا ثابت ہے۔ ایضاً فیہ عن[۲۵] ابی ھریرۃ رض
ان رسول اللہ صلعم قال لا تقوم الساعۃ حتی تنزل
الروم (تا) اذا قیمت الصلوۃ فینزل عیسی بن مریم عم
فامھم فاذا راہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء
فلو ترکہ لانذاب حتی یھلک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ
فیریھم دمہ فی حربتہ ص ۳۹۲۔ دیکھو اس روایت میں اللہ
جل شانہ کا اپنے ہاتھ سے دجال کو قتل کرنا ثابت ہے۔ خلافہ۔
ذکر[۲۶] رسول صلعم الدجال (تا) قلنا یا رسول اللہ صلعم

وما لبثه فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنة ویوم کشہر ویوم کجمعة وسائر ایامه کایامکم قلنا یا رسول الله فذالک الیوم الذی کسنة اکتفینا فیه صلوٰة یوم قال لا اقدروا له قدرہ (تا) اذا بعث الله المسیح بن مریم فینزل (تا) فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله الخ ص ۴۰۱

پھر دیکھو اس روایت سے دجال کو حضرت عیسیٰ ع کا قتل کرنا ثابت ہے۔

الضافیہ ۹۲ قال رسول صلعم اذا رأیتم الجنازة فقوموا لها حتی تخلفکم او توضع ص ۵۳۲ ۔ قال رسول ۹۳ صلعم اذا تبعتم جنازة فلا تجلسوا حتی توضع ص ۵۳۳ ۔ دیکھو ان حدیثوں مین کہ جنازہ دیکھنے سے کھڑا ہونا چاہیے اور متبعین کو قبل رکھنے جنازہ کے نہ بیٹھنا چاہیے۔

خلافہ ۹۴ عن علی رض قال رأینا رسول الله صلعم قام فقمنا وقعد فقعدنا یعنی فی الجنازة ص ۵۳۶ دیکھو پھر اس حدیث مین بیٹھنا ثابت ہے۔ بلکہ مسلم نے نسخ القیام للجنازة کا باب باندھا۔ اور بخاری رح نے اس باب کو اس باب مین اصلا ذکر نہ کیا۔ بلکہ برعکس باب من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع عن مناکب الرجال فان قعد امر بالقیام۔ باب باندھا۔ اور اسمین یہ روایت کی کہ کسی جنازہ مین حضرت ابوہریرہ رض مروان بن الحکم کا ہاتھ پکڑ کر قبل رکھنے جنازہ کے بیٹھ گئے تھے۔ پھر حضرت ابوسعید رض آکر مروان کا ہاتھ پکڑا اور قم کہا الخ۔ ص ۱۷۵ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بطور نمونہ اور چاشنی ایک مثال باہم مخالفت صحیحین کی بابت لائے۔ یعنی اگر مسلم کے

اِس باب نسخ القیام کی حدیثون کو اعتبار کیجیے - تو بخاری کی حدیثون کا اعتبار نہ کیجیے - کہ اِنھون نے فقط منسوخ حدیثون کو جمع کیا سمجھ لیجیے - اگر بخاری کی حدیثون کو اعتبار کیجیے تو مسلم کی اس ناسخ حدیثون کو منسوخ سمجھیے -

روایات متخالفہ ابن ماجہ رح - ۵۳۱ عن حذیفہ رض ان رسول اللہ صلعم اتی سباطۃ قوم فبال علیھا قائما ص۲۶ - دیکھو اس روایت مین رسول خدا صلعم کا کھڑا ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہی **خلافہ** عن عائشہ رض ۵۳۲ قالت من حدثک ان رسول صلعم بال قائما فلا تصدقہ انا رأیتہ یبول قاعدا ص۲۶ - پھر دیکھو کہ اِس روایت مین کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا ثابت ہی اور روایت اوپر کی تکذیب بھی ثابت ہی - نیز - عن عمر رض قال رانی رسول اللہ صلعم وانا ابول قائما فقال یا عمر لا تبل قائما فما بلت قائما ابدا - دیکھو اس روایت سے کھڑا ہو کر پیشاب کرنا منہی عنہ ٹھہرا -

ایضاً فیہ - ۵۳۴ عن جابر رض قال نہی رسول اللہ صلعم ان نستقبل القبلۃ ببول فرایتہ قبل ان یقبض بعام یستقبلہا ص۲۸ - دیکھو اِس ایک روایت مین تناقض ہی -

ایضاً فیہ باب الرخصۃ بفضل وضوء المرأۃ - ۵۳۵ عن ابن عباس رض قال اغتسل بعض ازواج النبی صلعم فی جفنہ فجاء النبی صلعم لیغتسل او یتوضاء فقالت یا رسول اللہ صلعم

انی کنت جنبا فقال الماء لا یجنب ص۳۱ - دیکھو اِس باب کی روایتون سے عورت کے مستعملہ پانی سے وضو کرنا درست ہی۔ خلافہ۔
باب النہی عنہ۔ عن عمرو ان رسول صلعم نہی ان یتوضاء [۳۶]
الرجل لفضل وضوء المرأۃ ص۳۱ - دیکھو پھر اِس روایت مین وضو کرنا عورت کے بافضل پانی سے ممنوع ہی۔ الیضًا فیہ عن عبداللہ [۳۵]
ان رسول اللہ صلعم نام حتی نفخ ثم قام فصلی ص۳۷ -
دیکھو اِس حدیث مین نیند سے وضو کا نہین جانا ثابت ہی۔ خلافہ۔
عن علی رض ان رسول اللہ صلعم قال العین وکاء السہ [۳۸]
فمن نام فلیتوضاء ص۳۷ - پھر دیکھو اِس حدیث مین نیند سے وضو لازم ہی۔ الیضًا فیہ۔ عن بسرہ بنت صفوان قالت [۳۹]
قال رسول اللہ صلعم اذا مسّ احدکم ذکرہ فلیتوضاء
ص۳۷ - دیکھو اِس حدیث مین مسّ ذکر سے وضو لازم ہی۔ خلافہ [۴۰]
عن ابی امامہ قال سئل رسول اللہ صلعم عن مس الذکر
فقال انّما ھو جزء منک ص۳۷ - پھر دیکھو اِس حدیث مین ذکر کو مثل جزو بدن کا ہونا ثابت ہی جس سے وضو نہین جاتا ہی۔ الیضًا فیہ [۴۱]
باب ماجاء فی التیمم ضربۃ واحدۃ ص۴۳ - دیکھو اِس باب مین تیمم کے لیے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا کفایت ہی۔ خلافہ باب فی التیمم ضربتین [۴۲]
ص۴۳ - پھر دیکھو اِس باب مین دو مرتبہ ہاتھ مارنا چاہیے لکھا۔ الیضًا فیہ
عن عائشہ رض قالت ان رسول اللہ صلعم کانت لہ الی اھلہ [۴۳]

حاجة قضاها ثم ينام كهيئة لا يمس ماء ص۴۳ - دیکھو اِس حدیث
مین رسول خدا صلعم کا بلا مس ماء حالت جنب مین بہیئت کذائی نیند جانا ثابت
ہی خلافہ - عن عائشه قالت کان رسول الله صلعم اذا
اراد ان ینام و هو جنب توضأ وضوء للصلوٰة ص۴۳ - پھر دیکھو
اِس حدیث مین نقیض مضمون اِس حدیث اوّل کا ثابت ہی طرفہ تر تو یہ ہی
کہ دونون روایت حضرت عائشہ رض کی طرف منسوب ہین - ایضًا فیہ -
عن ابن عمر رض قال رأیت رسول الله صلعم (تا) ولا یرفع
بین السجدتین ص۶۲ - دیکھو اِس حدیث مین رفعیدین بین السجدتین
ثابت نہین خلافہ عن ابی هریره رض قال رأیت رسول
صلعم یرفع یدیه فی الصلوٰة (تا) حین یرکع وحین یسجد
ص۶۲ - پھر دیکھو اِس حدیث مین برخلاف حدیث اوّل سجدہ کے وقت مین
بھی رفعیدین ثابت ہی اور نیز فی روایۃ اذا قام من السجدتین فعل
مثل ذلك - حالانکہ غیر مقلدین اِن روایتون پر عمل نہین کرتے ہین باوجودیکہ
جزء حدیث رفعدین کا ہی - ایضًا فیہ ان رسول الله صلعم
کان یسلم عن یمینه وعن یساره ص۶۶ - دیکھو اِس حدیث مین
رسول خدا صلعم کا دونون طرف سلام پھیرنا ثابت ہی - خلافہ ان
رسول صلعم کان یسلم تسلیمة واحدة فلقاء وجهه
اور نیز عن ابن الاکوع قال رأیت رسول صلعم صلی فسلم
مرة واحدة - ص۶۶ - پھر دیکھو ان حدیثون سے ایکمرتبہ سلام پھیرنا

ثابت ہی۔ **الیضًا فیہ** ۔ عن[۹۵۱] ابن عباس ان النبی صلعم نکح وھو محرم ص۱۴۲ ۔ دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا حالت احرام مین نکاح کرنا ثابت ہی ۔ **خلافہ** ۔ قال[۹۵۲] رسول صلعم المحرم لا ینکح ولا یُنکح ولا یخطب ص۱۴۲ ۔ پھر دیکھو اس حدیث کی طرف کہ حالت احرام مین نکاح اور خطبہ کرنے تک بھی منع ہی ۔ **الیضًا فیہ** ۔ عن[۹۵۳] ابی ھریرۃ اِنّ رسول صلعم قال اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ ص۸ ۔ دیکھو اس حدیث سے یہ ثابت ہی کہ جب نماز کی تکبیر ہوتی ہی اُسوقت سوا ے نماز فرضیہ کے اَور کوئی نماز درست نہین ۔ **خلافہ** ۔ عن[۹۵۴] علی رض قال کان النبی صلعم یصلی الرکعتین عند الاقامۃ ص۸ ۔ پھر دیکھو اس حدیث سے اقامت کے وقت مین بھی نماز پڑھنا درست ہی ۔

اطلاع چونکہ اِسوقت میرے پاس ابو داؤد و ترمذی و نسائی موجود نہین اسلیے اُنکے اختلافات کو مستقلاً ذکر نہین کرسکا ۔ لیکن تیسیر الاصول اور مشکوٰۃ کے اختلافات سے کل صحاح کے اختلافات بخوبی معلوم ہوجابینگے

روایات متخالفہ تیسیر الاصول ۔ عن[۹۵۵] ابن عمر رض انہ قال لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیأ من القرآن اخرجہ الترمذی ص۳۰۰ ۔ دیکھو اس روایت مین حیض والی عورت اور صاحب جنب کو قرآت پڑھنا منع آیا ہی ۔ **خلافہ** عن[۹۵۶] ابن عباس رض انہ لم یر بالقرأۃ للجنب باسا ۔ اخرجہ رزین قلب[۹۵۷] وعلقہ البخاری ص۲۹۵ ۔

دیکھو پھر اس روایت مین صاحب جنب کو قرآن پڑھنا درست آیا۔ ایضاً فیہ
عن عائشہ رض ان رسول صلعم قبل امرأۃ من نسائہ ثم
خرج الی الصلوٰۃ ولم یتوضاء اخرجہ اصحاب السنن ص ۲۸۸ -
دیکھو اس روایت مین عورت کو بوسہ دینے سے وضو نہین جاتا ہے -
خلافہ عن ابن عمر رض انہ کان یقول قبلۃ الرجل امرأتہ
وجسہا بیدہ من الملابسۃ فمن قبل امرأۃ او جسہا
بیدہ فعلیہ الوضوء ومثلہ عن ابن مسعود اخرجہ مالک ص ۲۸۸ -
پھر دیکھو اس روایت مین کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضوء لازم آتا ہے -
ایضاً فیہ عن عطاء قال صلے النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علی ابنہ ابراھیم وھو ابن سبعین لیلۃ اخرجہ ابو داود ص ۲۴۸
دیکھو اس روایت مین کہ رسول خدا صلعم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم پر
(جو ستر دن کے تھے) جنازہ کی نماز پڑھی خلافہ عن عائشہ رض
قالت مات ابراھیم بن النبی صلعم وھو ابن ثمانیۃ عشر
شہراً فلم یصل علیہ - اخرجہ ابو داود ص ۲۴۸ - پھر دیکھو اس روایت
مین کہ برخلاف اول آنحضرت صلعم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم پر
(جو اٹھارہ مہینے کے تھے) جنازہ کی نماز نہین پڑھی - کیا خوب اسمین اٹھارہ
مہینے اور ستر دن کی مخالفت یکطرف اور نماز جنازہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے
کی مخالفت یکطرف اور دونون روایت ابو داود سے ہونی یکطرف۔
ایضاً فیہ - عن عائشہ رض قالت صلوتان لم یترکہما رسول

سرًّا ولا علانیۃً فی سفرٍ ولا حضرٍ رکعتان قبل الصبح ورکعتان بعد العصر اخرجہ الخمسۃ الا ترمذی ص ۲۴۱۔ دیکھو اس روایت میں عصر کے بعد بھی دو رکعت نماز سنت پڑھنا ثابت ہے۔ **خلافہ** ۹۶۳ عن علی رض قال رسول صلعم یصلی فی اثر کل صلوٰۃ مکتوبۃ رکعتین الا الفجر والعصر اخرجہ ابوداؤد ص ۲۴۱ پھر دیکھو کہ اس روایت میں عصر کے بعد نماز نہیں پڑھنا ثابت ہے۔ **ایضًا فیہ** ۹۶۴ عن ابن عمر رض قال صلیت مع رسول صلعم رکعتین قبل الظہر الخ ص ۲۴۱۔ دیکھو اس روایت میں کہ قبل ظہر کے سنت دو رکعت ہیں۔ **خلافہ** ۹۶۵ عن عائشہ رض قالت قال النبی صلعم من ثابر علی ثنتی عشرۃ رکعۃ من السنۃ بنی اللہ لہ بیتًا فی الجنۃ اربع رکعات قبل الظہر الخ ص ۲۴۱۔ دیکھو اس روایت میں قبل ظہر کے سنت چار رکعت ہیں۔ **ایضًا فیہ** ۹۶۶ عن ابن عباس رض قال اقام النبی صلعم لتسع عشرۃ یقصر الصلوٰۃ وکنا اذا سافرنا فاقمنا لتسع عشرۃ قصرنا وان زدنا اتممنا اخرجہ الخمسۃ الا مسلمًا وفی اخری لابی داؤد وسبع عشرۃ ۹۶۷ وفی اخری للنسائی اقام بمکۃ عام الفتح خمس عشرۃ یقصر الصلوٰۃ ۹۶۸ عن عمران بن حصین رض قال شہدت عام الفتح مع النبی صلعم بمکۃ فاقام بمکۃ ثمانی عشرۃ لیلۃ لا یصلی الا رکعتین ویقول یا اہل البلد صلوا اربعًا فانا سفر اخرجہ ابوداؤد۔ ۹۶۹ عن جابر رض قال اقام النبی صلعم بتبوک عشرین یومًا یقصر الصلوٰۃ

اخرجہ ابوداؤد صـ ۲۳۹ ۔ دیکھو ان پانچ روایتون مین کسقدر اختلاف واقع ہی کہ کسی مین ۱۹ دن کسی مین ۱۵ دن کسی مین ۱۸ دن کسی مین ۲۰ دن قصر کی مدت مقرر ہوئی ۔ طرفہ یہ ہی کہ ابوداؤد اور نسائی دونون مخالف روایت لائے ۔ علی ہذا القیاس ابن عباس رض اور عمران رض اور جابر رض ہر تینون نے باہم مخالفت بیان کیا ۔ **ایضاً فیہ** عن ۹۷۱ ابن عمر رض سالہ رجل فقال انی اصلے فی بیتی ثم ادرک الصلوٰۃ مع الامام افاصلی معہ فقال نعم قال الرجل فایہما اجعل صلواتی فقال وذلک الیک انما ذلک الی اللہ یجعل ایتہما شاء اخرجہ مالک صـ ۲۳۶ ۔ دیکھو اس روایت مین کہ یکمرتبہ نماز پڑھنے کے بعد پھر جماعت مین شامل ہوکر نماز پڑہ سکتا ہی **خلافہ** ۔ عن ۹۷۲ ابی عمر رض قال قال رسول اللہ صلعم لا تصلوا صلوتین فی یوم مرتین اخرجہ ابوداؤد والنسائی صـ ۲۳۶ دیکھو پھر اسی ابن عمر سے یہ روایت ہی کہ ایک دن مین ایک نماز کو دوبارہ مت پڑھو **ایضاً فیہ** عن ۹۷۳ ابن عباس رض قال کان رسول اللہ صلعم یفتتح قراءتہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ الترمذی صـ ۲۱۷ ۔ دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا نماز مین بسم اللہ پڑھنا ثابت ہی **خلافہ** عن ۹۷۴ انس رض قال صلیت مع رسول صلعم وابی بکر وعمر وعثمان رض فلم اسمع احد امنہم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ الخمسہ صـ ۲۱۷ ۔ دیکھو پھر اس روایت مین بسم اللہ کا نہ پڑھنا ثابت ہی ۔ **ایضاً فیہ** عن ۹۷۵ عائشہ رض قالت

قال رسول صلعم اذا اقیمت وحضر العشاء فابدؤ وبالعشاء اخرجہ الشیخان ص۲۰۸ ۔ دیکھو اس روایت سے عشاء کی نماز جو امامت کی گئی چھوڑ کر کھانا کھانے کو مامور ہونا ثابت ہی **خلافہ** ۹۲۶ عن جابر رض قال قال رسول صلعم لا تؤخروا الصلوٰۃ لطعام ولا لغیرہ اخرجہ ابوداؤد ص۲۰۹ دیکھو پھر اس روایت مین تاخیر کرنا نماز کا کھانے کے لیے منع ہی ۔

روایات متخالفہ مشکوٰۃ ۹۵ عن وائل بن حجر قال رائیت رسول صلعم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ واذا نہض رفع یدیہ قبل رکبتیہ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی ص۱۱۳ ۔ دیکھو اس روایت مین سجدہ کے وقت کا نون زانو کو ہاتھ رکھنے کے آگے رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ کو زانو اٹھانے کے آگے اٹھانا آیا ہی **خلافہ** ۹۳ عن ابی ھریرہ رض قال قال رسول صلعم اذا سجد احدکم فلا یبرک کما یبرک البعیر ولیضع یدیہ قبل رکبتیہ رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی ص۱۱۳ ۔ پھر دیکھو اس روایت مین وہی محدثین مذکورین نے سجدے کے وقت ہاتھ کو زانو کے آگے رکھنا روایت کیا ۔ اگرچہ خطابی نے اوّل کو اثبت اور ثانی کو منسوخ لکھا ۔ لیکن محدثین مذکورین نے قبل وجود خطابی کے دونون روایت کو صحیح جانکر لکھا ۔ پھر اتنے دنون کے بعد خطابی کے اس خطاب سے کیا ہوتا ہی ۔۔

ایضاً فیہ ۹۷ عن ابی ہریرہ قال قال رسول صلعم اذا جلس

بین شعبہا الاربع ثم جہدہا فقد وجب الغسل وان لم ینزل متفق علیہ ص۱۸۴ ۔ دیکھو اس روایت مین کہ بمجرد دخول غسل واجب ہی انزال کی ضرورت نہین خلافہ ۹۸۰ عن ابی سعید قال قال رسول صلعم انما الماء من الماء رواہ المسلم ص۱۸۴ ۔ پھر دیکھو اس روایت مین کہ وجوب غسل کے لیے انزال ضرور ہی۔ اگرچہ امام محی السنۃ رح نے اسکو منسوخ لکھا۔ لیکن قبل انکے مسلم رح نے صحت کی روایت کی ایضا فیہ ۹۸۱ عن ابن علیم قال اتانا کتاب رسول صلعم ان لا تنتفعوا من المیتۃ باھاب ولا عصب رواہ الترمذی والبوداؤد والنسائی وابن ماجہ ص۲۰۴ ۔ دیکھو اس روایت کو مین مردے کے چمڑے اور چربی سے نفع لینا نادرست ہی خلافہ ۹۸۲ عن عائشہ رض ان رسول صلعم امر ان یستمتع بجلود المیتۃ اذا دبغت رواہ مالک والبوداؤد ص۲۰۴ ۔ پھر دیکھو اس روایت مین کہ دباغت سے استمتاع درست ہی۔ ۹۸۳ عن میمونہ قالت (تا) لواخذ تم اھابہا قالوا انہا میتۃ فقال رسول صلعم یطھر الماء والقرظ رواہ احمد وابو داؤد ص۲۰۴ ۔ دیکھو اسمین مردے کے چمڑے سے نفع لینا درست آیا۔ ۹۸۴ عن ابن عباس قال سمعت رسول صلعم یقول اذا دبغ الاھاب فقد طھر رواہ مسلم ص۲۰۴ ۔ دیکھو اسمین دباغت سے پاک ہوتا ہی۔ ۹۸۵ عن سودہ رض زوج النبی قالت ماتت لنا شاۃ فدبغنا مسکہا ثم مازلنا بنبذ فیہ حتی صار شنا رواہ البخاری ص۲۰۴ ۔ دیکھو اس سے بھی دباغت سے پاک ہونا ثابت ہی۔

ایضًا فیه عن[۹۶] سلیمان بن یسار قال سالت عائشه عن المنی یصیب الثوب فقالت کنت اغسله من ثوب رسول صلعم فیخرج الی الصلوٰۃ واثر الغسل فی ثوبه متفق علیه ص۲۰۱ - دیکھو اسمین منی کو کپڑے پر سے دھونا آیا ہی **خلافه** عن عائشه قالت کنت افرك المنی من ثوب رسول صلعم رواه مسلم - (تا) ثم یصلی فیه ص۲۰۱ - پھر اِس روایت مین کہ منی کو مل ڈالنے سے اپڑے کا پاک ہونا ثابت ہی

ایضًا فیه فی[۹۸] روایۃ ابن عباس رای محمد ربه ص۴۶۵ - دیکھو اِس روایت سے رویت خداوندتعالیٰ کی ثابت ہی **خلافه** فی[۹۹] روایۃ عائشه رضی من اخبرك ان محمدًا رای ربه (تا) فقد اعظم الفریۃ ولکنه رای جبرائیل الخ ص۴۶۶ - پھر دیکھو اِس رویت کو بہتان عظیم لکھا - علی ہٰذالقیاس اِسطرح کی روایتین بہت ہین کہان تک لکھون - اور کتاب کو طول کرتا جاؤن -

بس ھذہ کفایۃ لمن له الدرایۃ -

الفاظ ہماری اِس ۸۹ روایتون کی نظر سے اہلِ علم کو بصارت ہوگی اور اہل فضل کی فضیلت بڑھیگی - اور مؤمنین کی عبرت وخبرت کی ترقی ہوگی کئی وجہون سے - **وجہ اول** ہمنے فقط بنظر سرسری بخاری کا چند تناقض بخاری سے اور مسلم کا چند تناقض مسلم سے اور ابن ماجه کا چند تناقض ابن ماجه سے - وغیر ذالک ثابت کیا - اگر اچھی طرح سے کل کو جمع کرتا تو کتنا بڑا دفتر ہوتا - **وجہ دوم** اگر بخاری کا تناقض مسلم وغیرہ سے علی ہٰذالقیاس

مسلم کا تناقص ابن ماجہ و بخاری۔ غیرہما سے ثابت کرنا دفتر اور بڑا ہوجاتا۔
وجہ سوم ۳ - اگر کُل مکررات روایات کو ہر ہر کتاب سے جمع کرتا اور بھی بہشتی دفتر ہوجاتی۔

وجہ چہارم ۴ - ہمنے بخاری کی جن جن روایتون مین تناقص ثابت کیا پھر اُنکو مسلم کے تناقضات مین نہین لیا مگر روایت سُترہ کی کہ اسمین کسقدر خوبی ہے علیٰ ہذا القیاس مسلم کی جن جن روایتون مین تناقص ثابت کیا پھر اُنکو ابن ماجہ کے تناقضات مین گرفت نہین کیا۔ حالانکہ یہ کُل تناقضات اسمین بھی تھین الغرض ایسی رعایت پر لکھا گیا جسمین کتاب دراز نہوا اور ہر ہر کے تناقضات مختصر طور پر معلوم ہون۔ حتّٰی کہ غیر مقلدین کی احادیث کے مقابلہ کی احادیث کو بھی جنکو اس کتاب مین اور تذکرہ مین مندرج کیا نہین لایا۔ مگر دو ایک بروایت مختلف۔ اب آپ غور اور فکر کرسکتے ہین کہ حدیث کی کتابون مین کتنے اختلافات واقع ہین۔ ای سائل اب اپنے سوال سے شرمانا چاہیے ندامت اُٹھایے پھر ایسے سوال نہ کیجیے۔

وجہ پنجم ۵ - مقلدین کی بڑی بشارت کی جگہ ہے کہ ان روایات متخالفہ کی ایک طرف کی روایات مسائل فقہیہ حنفیہ کے ساتھ مطابقت کرتے ہین۔ باوجود اسکے جُہّال غیر مقلدین ایک طرف کی حدیثین دیکھ کر شور و شغب مچاتے ہین۔ اور انا الاغبری کا دعوی بھر کر اشتہار دیکر جہالت اپنی ثابت کرتے ہین۔ اور عوام کا لبہائم کو راہِ راست ہدایت سے راہ کج ضلالت کی طرف لیجاتے ہین۔ اِس غرض سے کہ اُنپر تسلط حاصل کرکے وجہ معاش کی صورت نکالین۔

جیسا انہوں نے اکثر دیہاتوں مین جاجاکر مدرسہ محمدیہ کے نام سے یہ دام پھیلایا۔
کہ اِس مدرسہ کے انجام و انصرام کے لیے ہر مؤمنون کو چاہیے ہر روز ایک ایک
مٹھی چاول اور قربانی کے چمڑے اور زکوٰۃ و صدقہ و فطرے کا روپیہ جمع کر کے
مدرسہ کے خرچ کے لیے دیا کرے تاکہ ثواب پاوے اور لوگ بھی اِس ٹیکس کو
ثواب جانکر دیا کرتے ہین۔ اِسی صورت سے یہ اپنے پیٹ بھرتے ہین ۔
اور اگر کہین مالدار عورت ملگئی تب تو انواع و اقسام حیلے سے اُسکو اپنے
قبضے مین لاکر نکاح کر لیتے ہین۔ اِسی طرح سے دوسرے کی کمائی کھاتے ہین۔
پھر انکا دنیاوی عروج۔ بذریعہ اِس فروج کے ہوتا ہے۔ ۵

بہ چنگ آر و با دیگران نوش کُن ۔ نہ بر فضلۂ دیگران گوش کُن
بخور تا توانی زبازوے خویش ۔ کہ سعیت بود در ترازوے خویش
چو مردان بہ بر رنج و راحت رسان ۔ مخنث خورد دست رنج کسان

وجہ ششم۔ طرفہ تر معاملہ تو یہ ہے کہ یہ صحاح ستہ و غیرہا کل غیر حنفی کی کتابین
ہین۔ جب اِن کتابون مین بھی حنفی کے مطابق روایتین ملتی ہین تو خیال کیجیے
کہ یہ حنفیت کی حقیت مین کتنی بڑی دلیل ہے۔ اور حنفی لوگ کیسی کمالیت کے
ساتھ عمل بالحدیث کرتے ہین۔ کہ مخالفین کی کتابون سے بھی اُنکا عمل بالحدیث
کرنا ثابت ہوتا ہے۔ پھر یہ مٹھوا اپنی جہالت کے پنجرے مین بیٹھکر کیون ٹین ٹین
کرتے ہین کہ ہم عمل بالحدیث کرتے ہین حنفی لوگ نہین کرتے ہین۔

دفع دخل اگر کہو کہ اِن حدیثون مین تاویلات ہین اور ناسخ و منسوخ
و مورد و منزل و اسناد کا لحاظ ہے۔ **کہونگا**۔ حضرت متاخرین کی اسناد پر ستی

کو نو بالائے طاق رکھ چھوڑیے۔ نہین تو صحاح کی صحت کو مٹا دیجیے جسمین تناقض
لازم نہ آوے۔ ہان جہان جہان تاویلات وغیرہا ہوسکتی ہین وہان وہان
تاویلات وغیرہا کا لحاظ البتہ ہے۔ سو آئمہ اربعہ خصوصًا امام الآئمہ امام ابو حنیفہ رح
نے قبل زد وبنات صحاح کے خوب ہی کر رکھا ہے۔ دوسرے کی تاویلات وروایات
کی طرف ہم محتاج نہین۔ فلا درہ من قال ۵ کفے النعمان
فخرا ما رواہ۔ من الاخبار من غرر الصحابۃ۔ سوا اسکے
ہم متاخرین سے ناسخ ومنسوخ کہنے کو کیونکر اعتبار کرین۔ جب اس ملوے
مین بخاری اور مسلم کے درمیان اختلافات واقع ہین۔ کیونکہ بخاری مین فقط
باب القیام للجنازہ لکھا۔ اور مسلم مین باب القیام للجنازہ لکھا۔ پھر باب
نسخ القیام للجنازہ بھی لکھا۔ اب کسکا اعتبار کیجیے اور کسکا نہ کیجیے کما مرّ
ذکرہ ایضًا۔ علیٰ ہذا القیاس بخاری رح نے اپنی بخاری مین لکھا کہ ابن عباس رض
نے جنازہ کی نماز مین سورہ فاتحہ پڑھا۔ پھر امام مالک رح نے (جو بخاری کے
استاذ کے استاذ ہین) اپنے موطا مین لکھا کہ ابن عمر رض نے جنازہ
کی نماز مین قرآن نہین پڑھا۔ علیٰ ہذا القیاس بخاری مین عیدین کی تکبیر پہلی
رکعت مین قبل قرأت کے سات اور دوسری رکعت مین قبل قرأت کے پانچ لکھا۔
پھر ابوداؤد مین چار تکبیر لکھا۔ علیٰ ہذا القیاس صحیحین مین ہے کہ حضرت نے
بلال رض کو اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہنے کو حکم فرمایا۔ پھر
بیہقی وغیرہ مین ہے کہ اذان واقامت دونون دو دو بار ہے۔ علیٰ ہذا القیاس
بیہقی کی ایک روایت مین ہے کہ نابالغ لڑکا امامت نہین کریگا۔ پھر دوسری

روایت مین ہی کہ ابن سلمہ نے سات یا چھہ برس کی عمر مین اپنی قوم کی امامت کی۔ علی ہذا القیاس امام مالک اور بیہقی کی روایت مین ہی کہ مفقود کی بی بی بعد چار برس کے بعد گذرنے چار مہینے دس دن عدت کے نکاح کریگی پھر بیہقی کی دوسری روایت مین ہی کہ مفقود کی بی بی نکاح نہین کریگی اگر نکاح کرے تب بھی وہ مفقود ہی کی بی بی رہیگی۔ اور دار قطنی مین روایت ہی کہ مفقود کی بی بی مفقود کی بی بی رہیگی جب تک اسکی خبر معلوم ہووے۔ اور عبد الرزاق کی روایت مین ہی کہ حضرت علی رض اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ مفقود کی بی بی ہمیشہ منتظر رہیگی۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہی کہ جب تک خبر مفقود کی معلوم نہوئے تب تک وہ اسکی بی بی ہی اب کسکو ناسخ اور کسکو منسوخ جانئے ذرا بتلا تو دیجیے۔ بعد اسکے مسائل فقہ کے اختلافات پر اعتراض کیجیے۔ خذ ہذا۔

سوال پنجم۔ تمہارے مقلدین کی فقہ کی کتابون مین چار سے زیادہ نکاح کرنے کو حرام لکھا۔ حالانکہ آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع سے چار سے زیادہ نکاح کرنا بھی درست ہی کہ معنی لفظ ما کا اسمین تعمیم کے لیے۔ اور مثنی و ثلث و رباع قید اتفاقیہ حالت عرفیہ کا بیان ہی۔ قید احترازیہ عن ما فوق الاربعۃ نہین۔ جیسا قاضی شوکانی نے اپنی وبل الغمام مین اس بات کو اچھی شرح و بسط کے ساتھ لکھا۔ پھر برخلاف حکم قرآن کے عمل بالفقہ کرنا باطل ہی کہ اسمین حلال کو حرام جاننا لازم آتا ہی وہ کفر ہی۔

جواب ہان قاضی شوکانی نے بتقلید روافض اسطرح کی فصلون کو اپنی کتابون مین وصل کرکے بہت سے شوکہ (یعنی کانٹے) شریعت کی راہ مین بودیے۔ انکین

انمین سے یہ ایک ہی۔ اور آپکی طرح اکثر شہوت پرستون نے ان خارستان کو گلستان سمجھ لیا۔ کہ خواہش نفسانی سے چار سے زیادہ نکاح کرنے کی لذت کو غنیمت جانا۔ اسلیے شوکانی کو امام و مقتدا بنالیا۔ اور شوکانی نے بھی اس مقتدا ہونے کی خواہش سے ایسے ایسے مسائل خبیثہ استنباط و استخراج کر رکھے تھے۔ جسمین لوگ انکی طرف جھکین اور انکو امام و پیشوا بناوین۔ سو انکا مطلب اب نکلا۔ وہ بخوبی ان شہوت پرستون کا امام بنا۔ کیون نہو جب ایک متعہ کی لذت سے سیکڑون سُنّی شیعہ بنسکے۔ تو شوکانی کے ذریعہ سے اگر سیکڑون کثرت نکاح کی لذت پاوین کیون انکو امام نہ بناوین۔ فنعم ما قال اللہ تعالیٰ۔ مَن کان فی الضلالۃ فلیمدد له الرحمٰن مدًّا۔ ومَن یضلل اللہ فلا ھادی له۔ واضله اللہ علی علم وختم علی سمعه وقلبه وجعل علی بصره غشاوۃ فمن یهدیه من بعد اللہ۔ وزیّن لهم الشیطان اعمالهم۔ وغیر ذلک خیر جو ہو سو ہو اب مین اسکا جواب کئی طرح پر دیتا ہون اور دوستون کے پیش نظر کرتا ہون۔ اوّل۔

تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی۔ کیون جی تمھارے محدثین کی حدیث کی کتابون مین بھی تو چار سے زیادہ نکاح کرنے کو حرام لکھا۔ حالانکہ بقول تمھارے قاضی شوکانی آیت فانکحوا الخ سے چار سے زیادہ نکاح کرنا بھی درست ہی کہ معنی لفظ ما کا اسمین تعمیم کے لیے ہی پھر برخلاف حکم قرآن اسطرح کی سربرات مین عمل بالحدیث کرنا بھی تو باطل ہی کہ اسمین بھی حلال کو حرام جاننا لازم آتا ہی جو کفر ہی۔ دعوی جو آپکا تھا وہ برعکس ہوگیا۔ حضرت اس سے فقہ پر

عیب لگاتا تو نہین بلکہ حدیث پربھی عیب لگاتا ہی - کیونکہ اسمین فقہ اور حدیث متفق ہی سبحان اللہ مسائل فقہیہ کیسا منطبق ہی - احادیث نبویہ کے ساتھ ذرا خیال توکیجیے اور آنکھ پھاڑکر تو دیکھیے - معہذا اسپر عیب لگانا زندیقون کا ہی کام - بظاہر شریعت کا نام - بہت ہی بد ہی اس عمل کا انجام - لکل من الخواص والعوام صلّی وصام لامر کان یطلبہ - لما قضی الامر لا صلّی و صاما - اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ ان لوگون کو عمل بالحدیث کرنا مطلب نہین بلکہ اسلام مین خلل ڈالنا مطلب ہی - نہین تو احادیث مفصل الدلیل پر عمل کرتے - اور انکے انطباق سے فقہ پر عیب نہ لگاتے ف یہان پر چند حدیث بطور نمونہ ذکر کرتا ہون - اور ناظرین سے داد انصاف کی چاہتا ہون -

ایک انمین سے یہ ہی عن ابن عباس انہ کان الرجل من قریش یتزوج العشر من النساء والاکثر فاذا صار معدما من مؤن نسائہ مال الی مال یتیمہ فی حجرہ فالفقہ فقیل لھم لا تزیدوا علی اربع الخ کذا فی المظہری ص ۲ - دوسری یہ ہی - قال البغوی روی ان قیس ابن الحارث کانت تحتہ ثمان نسوۃ فلمّا نزلت ھذہ الایۃ قال لہ رسول اللہ صلعم طلّق اربعًا وامسک اربعًا کذا فی المظہری ص - تیسری یہ ہی - عن ابن سلمۃ الثقفی اسلم ولہ عشر نسوۃ فی الجاھلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی صلعم امسک اربعًا وفارق سائرھنّ رواہ الشافعی واحمد والترمذی وابن ماجہ کذا فی المظہری ص ۱۹ - چوتھی یہ ہی - عن نوفل بن معاویہ قال اسلمت

وتحتی خمس لنسوۃ فسالت النبی صلعم فقال فارق واحدۃ
وامسك اربعًا كذا فی المظهری ۱۹ص - پانچویں یہ ہے - عن قیس ابن الحارث
قال اسلمت وعندی ثمان لنسوۃ فاتیت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقلت لہ ذلك فقال اختر منهن اربعًا - اخرجہ ابن ماجہ ص۱۴۱
چھٹویں ۶ - عن ابن عمر قال اسلم غیلان بن سلمة وتحتہ عشر
لنسوۃ فقال لہ النبی صلعم خذ منهن اربعًا اخرجہ ابن ماجہ ص۱۴۱ -
ساتویں یہ ہے - عن عائشہ (تا) یقول اترکوهن ان خفتم فقد
احللت لکم اربعًا - کذا فی التفسیر ۴۹ص - آٹھویں یہ ہے - اخبرنا مالك
اخبرنا ابن شهاب قال بلغنا ان رسول صلعم قال لرجل
من ثقیف وکان عندہ عشر لنسوۃ حین اسلم الثقفی
فقال لہ امسك منهن اربعا وفارق سائرهن کذا فی الموطاء
المحمد رح ص۲۴۲ - نویں یہ ہے ۵۹ص - عن عکرمہ قال ان الرجل یتزوج الاربع و
الخمس والست والعشر فیقول الرجل ما یمنعنی ان اتزوج
کما تزوج فلان فیاخذ مال یتیمہ فیتزوج بہ فنهوا ان
یتزوجوا فوق الاربع اخرجہ ابن جریر - دسویں یہ ہے ص۱ - عن ابن جبیر
قال بعث اللہ محمدا صلعم والناس علی جاهلتهم الا
ان یومروا الشئی ولهوا عن شئی فکانوا لیسألون عن الیتامی
ولم یکن للنساء عددوالا ذکر فانزل اللہ هذہ فقصرهم
علی الاربع اخرجہ سعید بن منصور - عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر و

ابن ابی حاتم - گیارھوین یہ ہے - عن مجاہد فی تفسیر قولہ تعالیٰ - قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم قال لا یجاوز الرجل اربع نسوۃ اخرجہ عبد بن حمید وغیرہم المذکورین - بارھوین یہ ہے - امر النبی صلعم لغیلان لما اسلم وتحتہ عشر نسوۃ بان یختار منہن اربعا ویفارق سائرھن - اخرجہ الترمذی - اور مثل اسکے امام شافعی اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے باختلاف الفاظ اور طرق ابن عمر وغیرہ سے اخراج کیا - طوالت کی وجہ سے ہر ایک کی روایت کو ترک کیا - اگرچہ ابن عبد البر نے بعض کو معلول کہا - اور شوکانی نے اس قول ابن عبد البر کو کالوحی من السماء سمجھ کر بہت کچھ لکھا - لیکن انصاف کی رو سے حق کس جانب کو ہے بصارت پیدا کر کے تمیز کر لیجیے - بے تمیزون کی طرح متاخرین منشر القرونی کے اقوال پر عمل نہ فرمائیے - بلکہ قولہ تعالیٰ - حتی یمیز الخبیث من الطیب کو تلاوت کیجیے ؎ بے بصیرت را نہ باشد در حق و باطل تمیز - کور یکسان داند عصاے سحر و اعجاز کلیم - کیا جی اُس شوکانی کا قول جسنے ۱۲۵۵ھ یا ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا - یا ابن عبد البر من المتاخرین کا قول اُن بزرگان دین مذکورین متقدمین کی روایت کے مقابلے و معارضے مین معتبر ہو سکتا ہے - تم ہی بمضمون استفت عن نفسک اپنے دل سے دریافت کر لو ؎ تمہین کہو تو کہ ہے اسمین کسکی راے صواب ؎ معاند کو حکم ٹھہرانا یہ جرأت ہماری ہے - اگر ہو سکتا ہے کہو تو یہی میرا مدعا ثابت ہے - اگر نہین ہو سکتا ہے

کہو تو بھی میرا مطلب حاصل ہے۔ کیونکہ صورت ثانیہ مین تو ثابت ہی ثابت ہے
عیان را حاجت بیان چہ۔ اور صورت اوّل یعنی اگر کہو کہ ہوسکتا ہے تو کُل
صحاح کو متاخرین کے جرح و قدح سے خاک مین ملا دیجیے۔ بلکہ ابن عبدالبر و
شوکانی کو نبی فرض کر لیجیے۔ العیاذ باللہ۔ جب یہ حالت آپکی تقریر کی ٹھہری۔
اور یہ گت آپکی تحریر کی نکلی۔ تو ہدایت گئی گذری۔ ضلالت آنکلی۔ کیونکہ صحاح
وغیرہ کی حقیت جب ان متاخرین کی تصحیح پر موقوف رہی۔ پھر صحاح صحاح
کیونکر باقی رہی۔ جب صحاح کی یہ حالت ہوئی۔ پھر کبھی صحاح وغیرہ کی حدیثون پر
تکیہ نہ کرنا۔ اور عمل بالحدیث کا دعویٰ نہ بھرنا۔ ع درعمل ہم کامل نہ عمال
را رسوا مکن۔ دوم۔ جب اتنی حدیثون سے حرمت نکاح ما فوق الاربعۃ
کی ثابت ہوئی۔ پھر اسکی حلت اس مہمل استدلال شوکانی وغیرہ سے کیونکر
ثابت ہوسکتی ہے۔ کیا آپ لوگون نے یہان پر عمل بالحدیث کو بالاے طاق رکھ
چھوڑا۔ یا شوکانی کو حقیقی شارع ناسخ جانکر احادیث نبویہ مذکورہ کو منسوخ
کردیا۔ سوم۔ اجی صاحب تم لوگ تو حدیث السنۃ قاضیۃ پر بڑے نازان
رہا کرتے ہو۔ حتّٰی کہ قرآن کی آیت پر ترجیح دیا کرتے ہو۔ پھر یہان اُسپر کیون
عمل نہین کرتے ہو۔ شاید قاضی شوکانی نے بسبب قاضی القضات ہونے کے
(کہ حقیقت مین یہ صفت حقیقی خداوند تعالیٰ کی ہے) حدیث السنۃ قاضیۃ
کے قضائے کو منسوخ کر دیا۔ چہارم۔ جو شخص لفظ ما کی عمومیت سے ما فوق الاربعہ
کا نکاح درست جانتا ہے۔ تو اُسی عمومیت سے محرمات سے بھی بخوبی نکاح کرکے
صحبت کی لذت اٹھا سکتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اگر کہو کہ محرمات دوسری آیت سے

مخصوص ہوگئے ہین۔ کہو نگا کہ ما فوق الاربعہ بھی احادیث مذکورین اور مثنیٰ و
ثلث ورُبع سے مخصوص ہوگئے ہین۔ اور نیز کہونگا کہ جب عمومیت مَا
کا عموم علیٰ وجہ الکمال باقی نہ رہا بلکہ من وجہ بآیت محرمات اسمین خصوصیت آگئی
تب اسی طرح سے مثنیٰ وثلاث و رباع سے رباع تلک کی حلت کی خصوصیت
اسمین آگئی خذ ہذا۔ اور سنئے جب ما کی عمومیت سے ما فوق الاربعہ
حلال ہوجاے۔ اور مثنیٰ وثلث و رباع کی قید کا کچھ اعتبار نہ رہے۔
تو بطریق اول اُسی ما کے معنی کی عمومیت سے جو حقیقت مین غیر ذوی العقول
کے لیے موضوع ہے۔ گاے بکری کا نکاح بھی حلال ہوجاویگا۔ اور من النساء
کی قید کا کچھ اعتبار نہ رہیگا۔ العیاذ باللہ۔ اجی صاحب جسطرح سے من النساء
کی قید سے غیر ذوالعقولیت کو ذوی العقولیت لازم آئی۔ اُسی طرح سے مثنیٰ
وثلث و رباع کی قید سے ما فوق الاربعہ کو حرمت لازم آئی خذ ہذا۔
پنجم۔ کیون حضرت آپ لوگ تو ہمیشہ ظاہر پر عمل کرتے ہین۔ اور اپنے کو
ظاہریہ کہلاتے ہین۔ پھر یہان پر معنی عمومیت کو کیون مُراد لیتے ہین۔ ظاہر
معنی معدو د مثنیٰ وثلث و رباع پر کیون عمل نہین کرتے ہین۔ کیا شہوت پرستی
کا نام شرع سمجھ لیا گیا ہے۔ ششم۔ کیون حضرت جب باوجود موجود
ہونے مثنیٰ وثلاث و رباع اور احادیث مذکورین کی اس آیت مین
لفظ ما کی عمومیت پر عمل ہوسکا۔ تب قرأت فاتحہ خلف الامام کے مادے
مین فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی ما کی عمومیت پر کیون عمل نہین ہوسکا
حالانکہ وہان قرأت فاتحہ کے مادے مین فقط ایک حدیث لا صلوٰۃ

الّا بفاتحۃ الکتاب ہے اور اس حدیث کا معارض سیکڑون حدیثین موجود ہین (جنکو ہین نے اس کتاب کی فصل دوم کے ۱۷ صفحہ مین۔ اور تذکرۃ المذاہب کے تبصرہ سوم کے ۲۳۶ صفحہ مین لکھا) اور یہان سیکڑون حدیث ما فوق الاربعہ کی حرمت مین موجود ہین۔ اور کوئی حدیث معارض انکا نہین معہذا یہان عمومیت کو دخل دینا اور وہان نہ دینا کسقدر غباوت وجہالت ونفسانیت وضلالت ہے ذرا خیال کیجیے ۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ لاحول ولا قوۃ ایسی شہوت پرستی سے خدا اپنا ڈاٹوے ہفتم۔ اجی صاحب یہ مثنیٰ وثلاث ورباع کی قید اتفاقیہ نہین احترازیہ ہے کیونکہ یے الفاظ ترکیب مین حال واقع ہین لفظ لنساء یا ماطاب لکم سے اور حال قید عامل کی ہڑھتا ہے۔ اور کیفیت ذوالحال کو بیان کرتا ہے۔ اور ذوالحال یہان پر لنساء ہے تب ان الفاظ مثنے وثلاث ورباع لنساء کی اس کیفیت کو جو متکیف بعدد معہود ومعدود ہے بیان کیا جب ہی لنساء کی حلت کی کیفیت معدودیت کے ساتھ مقید ومختص ہوگئی توبلا شبہ مافوق المعدودات مین حرمت آگئی کہ یہ قید مخصوص ما فوق الاربعہ مین نہین پائی گئی۔ اور جیسا فاقتلہ سارقا مین قتل حالت سرقہ کے ساتھ مختص ہے ویسا فانکحو مین بھی حلت نکاح حالت مثنی وثلاث ورباع کے ساتھ مختص ہے۔ خذ ہذا۔ اسلیے تفسیر احمدی ص ۱۶۷ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ لکن لا یخفے علیك علی حسب ما ذکروا ان قولہ مثنے وثلث ورباع حال من النساء او من ما طاب والتقریر فانکحوا ماطاب لکم

معدودات هذه العدد والحال یکون قیدًا للعامل فیکون
الآیة نصًا فے بیان العدد علے کل حال۔ (تا) فکان غیر
هذه المعدودات حرامًا تامل۔ وعلی ہذا القیاس تفسیر مظہری صفحہ
میں یہ عبارت مندرج ہے۔ ان الآیة ما سبقت الا لبیان العدد
المحلل لا لبیان نفس الحل لانه عرف من غیرها قبل نزولها
کتابًا وسنةً فکان ذکره هنا مقید بالعدد لیس الا لبیان
قصر الحل علیه او هے الحل المقید بالعدد لا مطلقا کیف
وهو حال مما طاب فیکون قیدا فے العامل وهو الاحلال
المفهوم من فانکحوا۔ وایضًا۔ عدم جواز ما فوق الاربع من
النساء ثبت بحدیث ابن عمر ان غیلان بن سلمة الثقفے اسلم
وله عشر نسوة فے الجاهلیة فاسلمن معه فقال النبے
صلعم امسک اربعًا وفارق سائرهن رواه الشافعی واحمد وابن
ماجه (تا) وعلے حصر الحل فے اربع العقد الاجماع وقول
بعض الناس فے مقابلة الاجماع باطل ولم یذهب
الی التعمیم احد من اهل البدع ایضًا فانه حصر الخوارج
فے ثمان عشرة والروافض فے تسع۔ ہشتم۔ اگر یہ آیت واسطے
بیان عدد کے منصوص نہوے۔ تو قوله تعالیٰ۔ لا تقربوا الصلوٰة و
انتم سکاریٰ سے قربت صلوٰة منهی عنہ ہوے۔ کیونکہ جیسا وانتم
سکاریٰ حال لا تقربوا کا واقع ہے ویسا مثنیٰ وثلاث ورباع بھی

ماطاب لکم من النساء سے حال واقع ہوا ہے۔ اگر یہ حال قید عامل کا نہو گا۔ تو وہ حال بھی قید لاتقربوا کا نہو گا۔ تب تو عدم قربت صلوٰۃ کی عمومیت سے نماز کا منہی عنہ ٹھہرنا لازم آویگا۔ العیاذ باللہ۔ یعنی جیسی عدم قربت صلوٰۃ کی ثابت ہے اُس حالت مین جس حالت مین شراب کی نشاء مین مصلّی مست رہے ویسی اباحت نکاح ماطاب لکم من النساء کی ثابت ہے اُس حالت مین جس حالت مین ناکح کو دو دو تین تین چار چار بی بی سے زیادہ نہوے۔ اور جس طرح سے مطلق حرمت شراب کا ثبوت اِس آیت لاتقربوا الخ سے ثابت نہوکر دوسری آیت سے ثابت ہوا۔ اِسی طرح سے حرمت نکاح محرمات کا ثبوت بھی اِس آیت سے ثابت نہوکر دوسری آیت سے ثابت ہوا خذ ہذا۔ نہم۔ اجی صاحب اس آیت کی شان نزول مافوق الاربعہ کے نکاح کی حرمت کے واسطے بہت ہی کافی۔ اور لفظ ما کی عمومیت مطلقہ کے دفعیہ کے لیے نہایت ہی شافی۔ کیونکہ شان نزول اِسکا یہ ہے کہ ایام جاہلیت مین لوگ نو دس عورت اپنے نکاح مین رکھتے تھے چنانچہ حضرت قیس بن الحارث رضہ کے تحت مین آٹھ عورتین تھین اسلئے خدا تعالیٰ نے لوگون کو اُس سے بچانے کے واسطے اور چار پر اختتام کرنے کے لیے فانکحوا ماطاب الخ فرمایا۔ جیسا تفسیر عباسی مین ہے وکانوا یتزوّجون من النساء ما شاؤا التسعًا او عشرًا وکان تحت قیس بن الحارث ثمان نسوۃ فنھاھم اللہ عن ذلک۔ وحرم علیھم مافوق الاربعۃ فقال فانکحوا ماطاب لکم فتزوّجوا ما احلّ لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع۔ اور جیسا تفسیر مظہری مین ہے

ولنا ان الآیة نزلت فے قیس (تا) فلما نزلت ھذہ الآیة قال له رسول صلعم طلق اربعًا وامسك اربعًا (تا) فکان من النبی صلعم بیانا للآئة وھو اعلم بمراد اللہ تعالیٰ۔ وثانیھم۔ اگر اس آیت سے مافوق الاربعہ یعنی سیکڑون نکاح ہر امت کے واسطے حلال ہوتے۔ تو خداوند تعالیٰ جناب رسالت مآب صلعم کی شان مین لا یحل لك النساء من بعد ہرگز نہ فرماتا۔ کہ امت کو نکاح کے مادے مین نبی پر فضیلت دینا لازم آتا۔ کیونکہ اس سے جناب آنحضرت صلعم کو نو بی بی سے زیادہ نکاح کرنا حرام ہونا ثابت ہے۔ اسلیے تفسیر جلالین[۲۶۹] مین یون لکھا ہے لا یحل بالتاء والیاء لك النساء من بعد بعد التسع اللاتی اخترتك۔ اور علیٰ ہذا القیاس تفسیر عباسی مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ لا یحل لك النساء تزویج النساء من بعد ھذہ الصفة ویقال من بعد نسائك التسع وکانت عندہ التسع نسوۃ الخ۔ اور علیٰ ہذا القیاس تفسیر بیضاوی[۱۸۵] مین یون لکھا ہے۔ لا یحل لك النساء بالیاء لان تانیث الجمع غیر حقیقے وقرأ البصریون بالتاء من بعد بعد التسع وھو فے حقه کالاربعه فے حقنا الخ۔ بالفرض اگر نو سے زیادہ حلال ہونا بھی ثابت ہوے۔ تو بھی امت کے نکاح کو انکے نکاح پر قیاس نہین کیا جاسکتا ہے کہ وہ مخصوصات النبی مین سے ہے کما سیجیئ ذکرہ۔ یازدہم اجی صاحب فقط سیاق وسباق عبارت سے بھی مافوق الاربعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا کثرت نکاح کی رد مین مثنیٰ وثلاث ورباع پر ختم کرنا۔ اور بعد

اسکے فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ کو ذکر کرنا۔ صاف اسپر دال ہی کہ ما فوق الاربعہ حرام ہی۔ **دفع دخل** اور اولی اجنحۃ مثنے وثلاث ورباع کو اسپر قیاس کرنا۔ قیاس مع الفارق پر عمل کرنا ہی۔ کیونکہ آیت اولی اجنحۃ کے بعد مثل فان خفتم ان لا تعدلوا الخ کوئی جملہ مذکور نہین۔ اور کوئی حدیث اس اجنحہ کی زیادتی پر معارض ومزاحم بھی نہین بلکہ قرآن وحدیث موافق ہین۔ اور آیت فانکحوا الخ مین زیادتی نکاح کی مزاحمت ومعارضت پر حدیثین مذکور ہین مذکور ہین۔ یعنی ما فوق الاربعہ کی حرمت پر حدیثین وارد ہین۔ فکیف یقاس ھذہ الایۃ علی تلک الایۃ۔ سواے اسکے جملہ شرطیہ فان خفتم الخ بزور اس بات پر شہادت دیتی ہی کہ لوگ اگر چار سے بیشی نکاح کرین۔ تو عدالت شرعیہ پر قادر نہین ہونگے اسلیے خداوندتعالی نے رباع تلک کہکے اسکے بعد یہ جملہ شرطیہ کو بیان کیا جس سے لوگ اِس حدیث کے وعید سے بچے۔

قال رسول اللہ صلعم من کانت لہ امرأتان یمیل مع احدہما علی الاخری جاء یوم القیمۃ واحد شقیہ ساقط اخرجہ ابن ماجہ

سواے اسکے یون بھی یہ بات عقل سے بعید اور انصاف سے دور ہی کہ ایک مرد سیکڑون عورتون کو نکاح کرکے لذت اُٹھادین اور عورتین بیچاریان سیکڑون دنون کے بعد بھی اپنے شوہر کے وصل سے فیصل ہوتی رہین کیا یہ انصاف ہی۔ بلکہ مقتضی الی الفساد والزنا ہی ہرگز یہ امر شرعی نہین ہوسکتا ہی۔ الا ما قد سلف۔ اور چار تک کی تخمین جو اللہ اور رسول نے کیا البتہ

وہ حسن ہی اِس جہت سے کہ عورتین بسبب حیض و نفاس و وِلادت وحمل و استحاضہ وغیر ذالک ہر وقت قابل صحبت مرد باقی نہین رہتی ہین - اِسلیے چار تک جائز رکھا - اور اِس سے کثرت مین عدم عدالت کی خرابی اور عورتون کے حق مین بسبب عدم وصل مرادی ظلم و تعدی متصور ہی - اسلیے شرائع مین قبلنا اِس مادّے کے اِس شریعت بیضا مین منسوخ ہو گئے -

دوازدہم [۱۲] - اجی صاحب اگر غور کر کے دیکھو یہ مثنیٰ و ثلاث و رباع چندان مانع عمومیت لفظ ما کا بھی نہین - کیونکہ اِس ما کی عمومیت اِس آیت مین حسب محاورہ من وجہ ثابت ہی کہ ایک سے لے کے چار تک نکاح کی عمومیت ثابت ہی جیسا لوگ اپنے دشمنون کو مارنے مین بولتے ہین جسکو پاؤ اسکو مارو - مثلاً اِس سے یہ لازم نہین آتا ہی - کہ سارے جہان کے لوگون مین سے جسکو وہ پاوے مارنا لازم آوے - بلکہ جسقدر کو مارنا متکلم کا مافی الضمیر حسب مقتضاے حال ہی اُسی قدر کی عمومیت مخاطب کے لیے ثابت ہی - اور **ناظاہر نہین** - کہ ہر ہر جگہ مخاطب حسب فہم مخاطب کے خطاب کرتا ہی - اور یہان مخاطب بالوحی رسول کریم صلعم ہین اُنھون نے منشاے خطابہ کو خوب سمجھ کر ما فوق الاربعہ کو حرام کر دیا - پھر دیگران را کہ میرسد -

سیزدہم [۱۳] - اگر اِس آیت سے ما فوق الاربعہ حلال ہوئے - تو رسول خدا صلعم کو ظالم و بے انصاف ہونا لازم آوے - کیونکہ اُنھون نے جب کسی کو کثیر الازواج پایا - تب اُسکو چار چار بی بی رکھکر باقیون کو چھوڑنے کا حکم فرمایا - (کمالم فتنہ) کیا رسول صلعم نے اِس جواز شو کا نیہ کو نہین سمجھا تھا -

العیاذ باللہ۔ **چہار دہم**[۱۴]۔ اجی صاحب تم اگر میری بات کا قاضی شوکانی کے مقابلہ مین اعتبار نہین کر سکتے ہو نہ کرو۔ لیکن مفسرین کی تفسیرون کا تو اعتبار کروگے اُنھون نے ما فوق الاربع کو حرام لکھا۔ کما مرّ ذکرہٗ۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ابن ماجہ کی حدیث کا تو اعتبار کروگے۔ اُنھون نے حدیث مذکور مین فقال النبیؐ خذ منھم اربعًا لکھا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ضرور رئیس المحدثین امام بخاری کا تو اعتبار کروگے اُنھون نے اپنی صحیح بخاری مین باب لا تزوج الا کثر من اربع لقوله تعالیٰ مثنیٰ وثلاث ورباع لکھا۔ پھر دوسری جگہ مین ابن عباس سے یہ روایت کیا۔ قال ابن عباس مازاد علیٰ اربع فھو حرام کامہ وابنته واخته۔ الخ۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو اُنکے استاذ امام احمد بن حنبل رح کا تو اعتبار کروگے۔ اُنھون نے اپنے مسند مین حدیث فقال النبیؐ اختر منھن اربعًا کو لایا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ابن ابی شیبہ کا (جو عمدہ ترین مشائخون سے صحاح کے ہین) اعتبار کروگے اُنھون نے بھی حدیث اختر منھن اربعًا کو روایت کیا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو بخاری کے اُستاذ کے اُستاذ امام شافعی رح کا تو اعتبار کروگے اُنھون نے بھی حدیث عن نوفل بن معاویہ قال اسلمت وتحتی خمس نسوة فقال النبیؐ صلعم امسك اربعًا وفارق الاخریٰ کو روایت کیا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو انکے استاذ امام محمد رح کا تو اعتبار کروگے۔ اُنھون نے اپنے موطا مین اپنے استاذ امام مالک رح سے حدیث امسك منھن اربعًا وفارق سائرھن کو لکھا۔ اگر انکا بھی اعتبار

نہ کرو تو اجماع کا تو اعتبار کرو گے اجماع تو حلت اربع کے حصر پر منعقد ہو چکا ۔
چنانچہ تفسیر مظہری مین ہے۔ وعلیہ حصر الحل فی اربع انعقد الاجماع
وقول بعض الناس فی مقابلۃ الاجماع باطل ولم یذہب الی
التعمیم احد من اہل البدع ایضا فانہ حصر الخوارج فی
ثمان عشر والروافض فی تسع ۔ اگر اجماع کا بھی اعتبار نہ کرو تو سنت
کا تو اعتبار کرو گے ۔ سنت سے تو مافوق الاربع حرام ہو چکا ۔ باوجود ان باتوں
کے مافوق الاربع کو حلال جاننا ۔ احادیث نبویہ مذکورہ کو تکذیب کرنا ۔ اور انکی
تکذیب کرنا یقینا ایمان سے ہاتھ دھونا ہے ۔ پھر ایسے لوگوں سے گفتگو کرنا کیسا
ای حضرت اس منھ سے پھر عمل بالحدیث کا دعوی بھرنا کیسا ۔
پانزدہم ۔ اجی صاحب طرفہ معاملہ تو یہ ہے کہ تمہارے قاضی شوکانی بھی تو اپنی کتاب
درر بہیہ مین اس عبارت ویحرم علی الرجل (تا) ومازاد علی العدد المباح للحر والعبد مافوق الاربع
کو حرام لکھا ۔ پھر بقول تمہارے وبل الغمام مین حلال لکھا ۔ تو تناقض قطعی
ثابت ہو گئی ۔ اسی طرح کے تناقضات پر نازان ہو کر عمل کرنا اور اسکی دلیل لانا
شہوت پرستی نہین تو کیا ۔ شانزدہم ۔ نا ظاہر نہین ہے کہ جہان کہین اختلاف
وفتنہ واقع ہوئے ۔ تو وہان دیکھنا چاہیے ۔ کہ جمہور کسطرف ہے ۔ جس طرف
جمہور ہے اسی طرف کو اختیار کرنا چاہیے ۔ لقول النبی صلعم عن انس بن
مالک یقول سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان امتی لا یجتمع
علی ضلالۃ فاذا رائیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم
اخرجہ ابن ماجہ ۔ ولقول النبی صلعم عن انس ابن مالک

فقال قال رسول الله صلعم ان بنی اسرائیل (تا) وان امتی ستفرق
علی ستین وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ
اخرجہ ابن ماجہ [ص ۲۹۶]۔ ولقول النبی صلعم الزموا الجماعۃ۔ وعلیکم بالجماعۃ
اتبعوا السواد الاعظم۔ اور قول شاذہ کے اختیار کرنے سے جہنم میں جاوین
لقول النبی صلعم من شذ شذ فی النار۔ بلکہ جو شخص جماعت کو توڑنا
چاہے اسکو قتل کرین لقول النبی صلعم من اتاکم وامرکم جمیع علی
رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ
اخرجہ مسلم۔ اجی صاحب اگر جمہور کی مخالفت پر باپ بھی حکم کرے تو بھی عمل
نہ کرنا چاہیے۔ پھر قاضی شوکانی کو کون پوچھے۔ لقولہ تعالیٰ۔ وان جاھداک
لتشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما۔

مقدمہ [۱۷]۔ متفق علیہ بات ہے کہ مضمون اذا اجتمع الحلال والحرام
غلب الحرام۔ جہان کہین حلت و حرمت مین معارضہ واقع ہوے تو حرمت
کو ترجیح ہوے۔ اسلیے مسلم الثبوت [۱۴۹] مین مع شرح بحر العلوم یہ عبارت لکھی ہوئی ہے
اذا اشتبہت المنکوحۃ بالاجنبیۃ اذا دخل امرتان فی بیت
وقد زوج احدیھما الوکیل ولا یعرف الزوج بعینھا وقد مات
الوکیل حرمت المنکوحۃ لان الکف عن الحرام وھی وطی الاجنبیۃ
واجب وھو بالکف عنھما جمیعا للاشتباہ ومن ھھنا اشتہر ان
الحلال والحرام لا یجتمعان الا وقد غلب الحرام۔

مقدمہ [۱۸]۔ اگرچہ بعض روافض نے اس مثنی وثلاث ورباع سے باعتبار مجموع

کے یعنی ۲+۳+۴ = ۹ نو تک مراد لیا- اوراسپر رسول خدا صلعم کے نو نکاح کو دلیل لایا- اور خوارج نے باعتبار مجموعہ تکرار یہ کے یعنی ۲+۲ = ۴ اور ۳+۳ = ۶ اور ۴+۴ = ۸ = ۱۸ اٹھارہ تلک مراد لیا- اور اکثر شہوت پرستون نے بمضمون کل شئ الی اصلہ اِسکی طرف مائل کیا- لیکن اس غیر مذہبی باتون سے ہوتا کیا- اور بگڑتا کیا- سوا اسکے باعتبار ضرب کے- اور ایک احتمال ۲۹ تک کا ہی کیونکہ ۲×۲ = ۴ اور ۳×۳ = ۹ اور ۴+۴ = ۱۶ = ۲۹ حاصل ہوتا ہی بہرکیف بطلان انکا کئی وجہون سے ظاہر ہی- ایک تو یہ ہی کہ جب بقول تمھارے لفظ ما عام ہی مافوق الاربعۃ کو شامل ہی تب مافوق التسع اور مافوق ثمان عشرہ اور مافوق تسع عشرہ کو بھی شامل ہی پھر تمھارا نو یا اٹھارہ یا انتیس مراد لینا کیونکر صحیح ہوا جبتک سب کا مراد لینا صحیح ہو- نو یا مراد لینا کیونکر صحیح نہو- دوسری یہ ہی کہ یہان جمعیت وغیرہ کا اعتبار کرنا- عدم محاورہ دانی پر اقرار کرنا ہی کہ یہ مقابلہ الجمع بالجمع سے انقسام الاحاد علی الاحاد لازم آتا ہی- نہ جمعیت مراد ہوتا ہی کما فی تفسیر المظہری فان مقابلۃ الجمع بالجمع یقتضی انقسام الاحاد علی الاحاد- تیسرے یہ ہی کہ نو نکاح رسول صلعم کا مخصوص بالرسول صلعم ہی اُسپر نکاح امت کو قیاس نہین کیا جا سکتا ہی- کیونکہ اگر ہر بات مین فعل نبی پر قیاس کرنا درست ہوتا تو خدا وند تعالی انکی شان مین مہر وہبہ وغیرہ ذلک کے مادے مین خالصۃ لک من دون المؤمنین- ازواجہ امہات المؤمنین- ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا- وغیرہ ذلک نفرماتا- نہ خود رسول خدا صلعم حدیث عمرو بن العاص مین اجل ولکنی لست کاحد منکم فرماتا- پوری حدیث یہ ہی عن

عمرو بن العاص قال حدثت ان رسول صلعم قال ان صلوٰۃ الرجل
قاعدا علی نصف الصلوٰۃ قال فاتیتہ فوجدتہ یصلی جالسا فوضعت
یدی علی راسہ فقال مالک یا عبداللہ بن عمرو قلت حدثت یا
رسول صلعم انک قلت صلوٰۃ الرجل قاعدا علی نصف
الصلوٰۃ وانت تصلی قاعدا قال اجل ولکنی لست کاحد منکم
اخرجہ مسلم و مالک والترمذی والنسائی کذا فی التیسیر ص۲۱۶ - چوتھی یہ ہے کہ بالفرض
اگر یہ آیت کل احتمالات مذکورہ کا شامل بھی ہو تو بھی مافوق الاربعہ حرام ہے
اسلیے کہ قول النبی صلعم مثل حدیث غسیلہ کے اس آیت کا بیان پڑا -
وھو اعلم بمراد اللہ تعالیٰ فلیف التخلف عنہ -
تنبیہ ای مومنو - غیر مقلدین کی حرکت سے عبرت و خبرت پکڑو - ای مسلمانون لامذہبون
کی شرارت سے خبردار اور متنبہ ہو جاؤ - کہ بمضمون آیہ ویریدون ان تضلوا
السبیل یہ لوگ فقط دھوکا دینے اور گمراہ کرنے کی نیت سے عمل بالحدیث کا
دعوی کرتے ہین - اور بمضمون آیتہ یرضونکم بافواھھم وتابی قلوبھم الخ
زبان سے خوش کرنے کے لیے بہت کچھ کہتے ہین - حقیقت مین عمل بالحدیث والقرآن
کا غرض نہین رکھتے ہین - کیونکہ قرآن و حدیث و عمل صحابہ و قول صحابہ و قول ائمہ اربعہ مجتہدین
و قول ائمہ محدثین و غیرہم کلھم اجمعین جو بالفقہ منطبق ہے ایک طرف - اور قول
شوکانی و مثلہ کا ایکطرف باوجود اسکے ان لوگون نے قول شوکانی پر عمل کیا -
اور قرآن و حدیث و غیرہا کا اتباع نہ کیا - پھر عمل بالحدیث والقرآن کا دعوی
انکا کیونکر صحیح ہوا خذہذا - ای غیر مقلدو - بڑی عبرت و خبرت کی جگہ ہے -

اہل مذہب بہت ہی بصارت و ہدایت کا محل ہی دیکھو غور کرو کہ قرآن و حدیث و فعل صحابہ و قول صحابہ و قول آئمہ مجتہدین و آئمہ محدثین کلھم اجمعین کا ایک طرف۔ اور قاضی شوکانی کا قول ایک طرف۔ اجی تم اب کس طرف ہو جانچو اپنے نفس کو۔ پھر کبھی عمل بالحدیث کے دعوی سے دھوکا نہ دو غیر کو۔ اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اور حق المقدور حق کو نہ چھپاؤ۔ لقولہ تعالیٰ لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ اجی صاحب جب تم غیرون کو عمل بالحدیث کرنے کو نصیحت کرتے ہو۔ پھر اپنے کو اس سے محروم رکھکر کیون فضیحت اُٹھاتے ہو۔ اور اتأمرون الناس بالبرّ و تنسون انفسکم کو کیون تلاوت نہین کرتے ہو۔

سوال ششم۔ ظہر و عصر کی نماز کے جمع کرنے مین اور مغرب و عشا کے جمع مین صحیح مسلم مین صریح یہ حدیث آئی ہی۔ عن ابن عباس رض قال رسول صلعم الظہر والعصر جمیعًا والمغرب والعشاء جمیعا فی غیر خوف ولا سفر اخرجہ مسلم مخ۔ پھر حنفیون کا منع کرنا جمع کرنے کو حدیث مذکورہ کی صریح مخالفت کرتا ہی۔

جواب مثلہ۔ بغیر عذر کے دو نماز کے جمع کرنے مین جو گناہ کبیرہ ہی وہی ابن عباس رض سے ترمذی مین صریح یہ حدیث مروی ہی۔ عن ابن عباس رض عن النبی صلعم قال من جمع الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر۔ **قال** ابو عیسی وحنش ہذا ہو ابو علی الرحبی وہو قیس وہو ضعیف عند اہل الحدیث ضعفہ احمد وغیرہ والعمل علی ہذا

عند اہل العلم ان لا یجمع بین الصلوتین الا فی السفر او بعرفۃ ورخص بعض اہل العلم من التابعین فی الجمع بین الصلوتین للمریض وبہ یقول احمد و اسحق و قال بعض اہل العلم یجمع بین الصلوتین فی المطر وبہ یقول الشافعی و احمد و اسحق ولم یر الشافعی للمریض ان یجمع بین الصلوتین اخرجہ الترمذی ص ۲۷ ۔ پھر تم لوگوں کا بلا عذر جمع کرنے کو درست کہنا اس حدیث کی صریح مخالفت کرنا ہے ۔ اور کسی بین کیا نفع و ضرر ہے عوام کالبہائم کی طرح اصلا دریافت نہ کرنا ۔ کیونکہ بر تقدیر جواز کے عمل بالمباح ہے اسمین نفع و ثواب متصور نہین ۔ و بر تقدیر عدم جواز کے گناہ کبیرہ مین گرفتار ہو کر معذب ہوتا ہے اسمین ضرر متیقن ہے ۔ اور ترمذی کی روایت قول النبی صلعم ہے اور مسلم کی روایت قول ابن عباس رض ہے ۔ اور تم لوگون کے عقائد مین قول صحابہ رض حجت نہین ہوتا ہے پھر قول نبی ص کے مقابلہ مین قول بعض صحابہ کا کیونکر حجت ہووے

قافترق الفرق فرقا جلیا ۔ **دفع دخل** اگرچہ ۔ وہو ضعیف عند اہل الحدیث ضعفہ احمد وغیرہ ۔ بظاہر یہ حدیث ضعیف معلوم ہوتی ہے ۔ اما فی الحقیقت اسکے نیچے کی عبارت سے اور اور مفصل الذیل کی روایتون سے بہت ہی قوی ہونا اس حدیث کا متحقق ہے ۔ کیونکہ کوئی اہل حدیث بلا عذر دو نماز کو جمع کرنے کی طرف نہین گیا ۔ حتی کہ وہی احمد رح نے جنہنے اس روایت کو باعتبار اسناد کے ضعیف کہا ۔ خود انہون نے بیماری اور مطر اور سفر کو اسی روایت مین جمع کرنے کا سبب گردانا ۔ پھر بلا عذر جمع کرنے کا حکم نیست و نابود ہو گیا باقی کہان رہا ۔ اور مسلم کی روایت سے بلا عذر جمع درست ہونا ثابت ہے

طرفہ تو یہ ہی کہ دونون روایت مسلم اور ترمذی جو باہم متضادہ ہین ابن عباس رضہ ہی سے مروی ہین - اب کسکو صحیح کسکو غیر صحیح جانئے - ذرا بتلا تو دیجیے - یا تعارض کے قاعدے سے دونون کو ساقط الاعتبار کیجیے - یا از راہ انصاف کے قول النبی صلعم کو قول صحابہ پر ترجیح دیجیے - اور کبھی اسطرح کا سوال زبان پر نہ لائیے کیا حضرت یہ عقل تجویز کرتی ہی کہ حضرت ابن عباس رضہ نے ایسی دو روایت متضادہ کو روایت کیا - ہرگز نہین - ہان یہ معاندین اسلام کی کارگذاریان ہین کہ یہ لوگ کمین مین بیٹھ رہتے ہین - جب فرصت و قابو پاتے ہین - بمضمون -

ولیکن قلم در کف دشمن است - بہت کچھ رطب و یابس بزرگان دین کی طرف منسوب کر رکھتے ہین - اور متعصبین متاخرین ان باتون پر بہک جاتے ہین - اجی صاحب مسلم کی روایت کے ضعف اور عدم اعتبار اور ترمذی کی روایت کی ترجیح و تقویت سیکڑون طرح سے ثابت کرسکتا ہون - ایک اُنمین سے یہ ہی کہ ترمذی اپنے سُنن کے باب العلل مین لکھتے ہین کہ ہماری جتنی حدیثین اس کتاب مین ہین وے سب معمول بہ ہین مگر دو حدیث ایک انکی یہ حدیث ابن عباس رضہ ان النبی صلعم جمع بین الظہر والعصر بالمدینۃ والمغرب والعشاء من غیر خوف ولا سفر ولا مطر الخ - جب ترمذی ایسے بزرگ نے اس روایت کو غیر معمول بہ ٹھہرایا - پھر وہ معمول بہ کیونکر ہوگی - دوسرا یہ ہی کہ اس روایت کی عدم صحت کی دلیل بخاری وغیرہ کا نہ لینا بس کرتا ہی - تیسرا یہ ہی کہ یہ روایت رافضیون کی سی ہی - عجب نہین کہ مسلم رضہ نے حالت صغر سن مین کسی رافضی تقیہ کُن سے اسکو سُن لیا یا انکے راوی نے سُن لیا - چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین اسطرح کی کیفیت بہت لکھی ہوئی ہی

دیکھو چوتھا - یہ ہی کہ اس روایت کو نہ امام اعظم رحمہ نے لیا نہ امام مالک رحمہ نے لیا نہ امام شافعی رحمہ نے لیا نہ امام احمد نے لیا - اہل سنت کے کسی امام نے نہیں لیا پھر اسپر عمل کیونکر ہو سکتا ہی اور ان بزرگون نے جس سے جمع کو درست رکھا عذر کے ساتھ درست رکھا نہ بلا عذر کے ساتھ پانچوان یہ ہی کہ اس روایت کو اعتبار کرو - تو باب النھی عن تاخیر الصلوٰۃ عن وقتھا - کو جو صحیح مسلم وغیرہ مین ہی - اور اسی باب کی کسی روایت مین یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا کسی مین یمیتون الصلوٰۃ عن وقتھا ہی - کیا کیجیگا جب وقتھا تاخیر مین بیمیتون ہی - تب وقت نکلجانے سے کیا لفظ استعمال کیجیگا - چھٹوان یہ ہی کہ اگر بلا عذر کی روایت کو صحیح جانو - تو کل حدیثین صحاح کی جو باب المواقیت مین ہین انکو غیر صحیح مانو - بلکہ مزخرفات سمجھ لو - [illegible] ساتوان یہ ہی کہ ابن مسعود رضہ کی اس روایت نے جسکو سوائے ترمذی کے سبھون نے لیا - مسلم کی روایت مذکورہ کو منسوخ ولاشی کر دیا - وہ روایت یہ ہی عن ابن مسعود رضہ قال ما رأیت رسول صلعم صلی صلوٰۃ لغیر میقاتھا الا صلوٰتین جمع بین المغرب والعشاء بالمزدلفۃ وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا اخرجہ الخمسۃ الا الترمذی کذا فی التیسیر صفحہ ۲۴۰ -

تنبیہ - یہ روایت سب روایتون پر بھاری و معتبر ہی کئی وجھون سے - ایک تو یہ ہی کہ اسکو صاحبان صحاح کے عمدہ ترین مشایخون کے استاذ امام اعظم رحمہ نے لیا - دوسری یہ ہی کہ اسکو پانچ صاحبون صحاح نے لیا - تیسری یہ ہی کہ جب یہ روایت غیر حنفیون کی کتابون مین بھی ساتھ صحت اور اتفاق کل محدثین کی پائی گئی - تب یہ واجب العمل ٹھہری - جب یہ واجب العمل ٹھہری - تب مسلم کی روایت ہباءً منثورا کی طرح اڑ گئی - الحق یعلو ولا یعلی آٹھوان یہ ہی کہ اگر ابن عباس سے

مسلم کی یہ روایت صحت کی پہونچتی - تو پھر یہ روایت وہی مسلم و بخاری و ترمذی
و مالک و نسائی و ابو داؤد میں وہی ابن عباس رض سے ہوئی پائی - کہ باہم مخالفت
کلی ہے - عن ابن عباس رض قال صلی النبی بالمدینۃ سبعًا ثمانًا الظہر
والعصر والمغرب والعشاء قال ابو ایوب لعله فی لیلۃ مطیرۃ قال
عسی اخرجه السنۃ و زاد فی الروایۃ للشیخین قیل للراوی عن
ابن عباس اظنه اخر الظہر و عجل العصر و اخر المغرب و عجل العشاء
قال و انا اظن ذلك - و فی اخری لمسلم صلی الظہر و العصر جمیعا
والمغرب والعشاء جمیعا من غیر خوف ولا سفر و قال مالک
اری ذلك فی المطر کذا فی التیسیر ص ۲۴۰ - دیکھو اس روایت سے
ساری باتوں کا تصفیہ ہو گیا کہ جہاں کہیں جمع کی صورت نظر آئے - وہاں
کچھ نا کچھ سبب یا تاویل یا جمع صوری متحقق ہوئیں - پھر بلا عذر جمع
کرنے کی صورت کہاں پائی گئی - **نواں** - یہ ہے کہ مسلم وغیرہ میں ہے کہ
جب رسول خدا صلعم سفر کا ارادہ فرماتے - تو ظہر کی تاخیر اور عصر کی تعجیل
اس صورت پر کرتے کہ ظہر کی نماز سے فراغت کرنے تک عصر کے اول وقت
آجاتا - تب عصر کی بھی نماز پڑھ لیتے - اس جمع صوری کو - جمع حقیقی سمجھ کر
راویوں نے روایت کیا - اسطرح کی خطا فی الفہم نے یہ سب اختلافات
پیدا کر لیا - عن انس رض قال کان النبی صلعم اذا اراد ان یجمع
بین الصلوتین فی السفر اخر الظہر حتی یدخل اول وقت
العصر ثم یجمع بینهما - **ایضا فیه** عن انس رض عن النبی صلعم

انہ کان اذا عجل علیہ السفر یوخر الظہر الی اول وقت العصر یجمع بینہما و یوخر المغرب حتے یجمع بینہا و بین العشاء حین تغیب الشفق اخرجہما مسلم صـ۲۴۵ ۔ دیکھیے اسطرح کی روایتوں سے ابن مسعود کی روایت کی تقویت ہوتی جاتی ہے ۔ اور مسلم کی روایت مذکورہ بالا کی تضعیف ۔ **دسوان** ۔ یہ ہے کہ اگر دو نماز کو جمع کرنا درست ہوتا ۔ تو رسول صلعم یوم الخندق میں کفار کے سبب سے عصر کی نماز نہ پڑھنے پانے کی جہت سے کفار کو بد دعا نہیں کرتے ۔ عن علی رض ان رسول صلعم قال یوم الخندق حبسونا عن صلوٰۃ الوسطی صلوٰۃ العصر ملاء اللہ بیوتہم و قبورہم نارا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ صـ۲۴۰ ۔ ایضاً فی ابی داؤد صـ۵۹ ۔ **گیارھوان** یہ ہے کہ اگر دو نماز کا جمع کرنا جائز ہوتا تو یہ آیت حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا ۔ نازل نہیں ہوتی ۔ **بارھوان** یہ ہے کہ اگر جمع کرنا درست ہوتا ۔ تو رسول خدا صلعم اس روایت میں وہی علیہم صلاۃ نفرماتے عن عبادہ بن صامت قال قال رسول اللہ صلعم یکون علیکم امراء من بعدی یؤخرون الصلوٰۃ فہی لکم وہی علیہم فصلوا معہم ما صلوا القبلۃ ۔ کذا فی المشکوٰۃ صـ۲۳ ۔ **تیرھوان** یہ ہے کہ اگر جمع کرنا دو نماز کا درست ہوتا تو نبی صلعم اس روایت میں فصلوا الصلوٰۃ لوقتہا نفرماتے کہ صلوا امر ہے اور موجب امر کا وجوب ہے اور جمع میں سلب معنی وجوب کا لازم ہے ۔ عن عبادۃ بن صامت رض

قال قال رسول صلعم۔ انها سیکون علیکم ابعدی امراء اشغلهم اشیاء عن الصلوٰۃ لوقتها حتے یذھب وقتها فصلّوا الصلوٰۃ لوقتها الخ اخرجہ ابو داؤد ص۔ چودھوان یہ ہے کہ قال رسول اللہ صلعم قال اللہ عزّ وجلّ انّی فرضت علی امّتك خمس صلوات وعھدت عندی عھدا انّه من جاء یحافظ علیھنّ لوقتھنّ ادخلته الجنّة ومن لم یحافظ علیھن فلا عھد له عندی (تا) ہذا سے ہے مر الحدیث اخرجہ ابو داؤد ص۔ دیکھو اس روایت مین خداوند تعالی کیا فرماتا ہے اور فلا عھد له عندی کے وعید سے ڈرو۔ ایماندار بن جاؤ۔ تدقیقانہ طرز کو چھوڑ دو۔ غیر صحیح حدیثون کو چن چن کر اسپر عمل کرنے اور کرانے سے حدیث ضلّوا واضلّوا کا مصداق نہ بن جاؤ۔ کم ذات کی طرح بزرگون پر طعنہ مت مارو ؎ کم ذات بزرگ شود رنج دہد دوست را۔ آنار چو پختہ شود پارہ کند پوست را۔ پندرھوان یہ ہے کہ اگر وہ روایت مسلم کی صحیح ہو۔ تو یہ روایتین منسوخ ہون۔ حالانکہ کسی نے انکو منسوخ نہین کیا۔ عن ابن عمر رضہ ان رسول صلعم قال الذی تفوته صلوٰۃ العصر کانّما وتر اھله وماله۔ اخرجہ مالک فے الموطاء ص۔ ایضًا فی ابو داؤد ص۔ ایضًا فے البخاری ص۔ وایضًا فے العقود الجواہر وغیرہ ص۔ وتر اھله وماله کے معنی حبط عمل کا ہونا یا گھر وبار لٹ جانا وغیرہ ہے۔ کذا فے البخاری والزرقانی۔

عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب رض انصرف من صلوٰۃ العصر فلقی رجلا لم یشهد العصر فقال ما حبسك عن صلوٰۃ العصر فذکر الرجل عذرا فقال له عمر طففت اخرجه مالك فی موطاه ص۔ معنی طففت کے کم کرنا یا گھٹانا یا ناقص کرنا ہے جیسا زرقانی وغیرہ مین ہے۔ عن ابی ملیح قال کنا مع بریدہ فی غزوۃ فی یوم ذی غیم فقال بکروا۔ (اسرعوا) بصلوٰۃ العصر فان النبی صلعم قال من ترك صلوٰۃ العصر فقد حبط عمله اخرجه البخاری ص۔ وایضا فی ابن ماجه۔ وایضا فی عقود الجواہر ص۔ سولھوان[۱۶] یہ ہے کہ اگر دو نماز کو جمع کرنا حکم رسول صلعم کا ہوتا تو پھر رسول صلعم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہرگز یون نفرماتے کہ اے علی تین چیز کو تاخیر مت کرو۔ ایک تو نماز جب وقت آجاوے۔ دوسرا جنازہ جب حاضر ہوجاوے۔ تیسرا زن بیوہ کا نکاح جب کفو ملجاوے۔ عن علی رض ان النبی صلعم قال له یا علی ثلث لا تؤخرها الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لها کفوا اخرجه الترمذی ص۔ سترھوان[۱۷]۔ یہ ہے کہ جب دو وقت کی نماز کو جمع کرکے پڑھنا بھی تمھارے مذہب مین درست ہے۔ تو پھر ظہر کی نماز کو دو مثل تک پڑھنے مین ناجائز سمجھکر کیون شور وشغب کرتے ہو۔ اور امام اعظم رض کی شان مین طعنہ زن ہو کیا یہ بے شرمی نہین۔ کچھ بھی تو شرما جاؤ۔ بالکل بے حیا مت بنو۔ بلکہ الحیاء شعبة من الایمان کو دیکھو۔ کیون خواہ نخواہ عمل بالحدیث

کا دم بھرتے ہو۔ حالانکہ زندیقوں کا کام کرتے ہو۔ کیا ان حدیثوں کو حدیث نہیں جانتے ہو۔ فقط اکیلی روایت مسلم کو حسب خواہش نفس اپنے کے باکی حدیث سمجھتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اجی خدا کے واسطے عبداللہ بن سبائی کا رخنہ اسلام میں مت ڈالو۔ آخر ایک دن مرنا ہے خدا کو منھ دکھانا ہے۔

سوال ہفتم - اجی صاحب تم تو غضب کے ہر مسئلوں کی حقیقت صحاح وغیرہ سے ثابت کرنے کا دعویٰ کرتے ہو۔ بھلا عیدین کی چھ تکبیرین کو تو صحاح وغیرہ سے ثابت کر کے دکھلاؤ تب جانو کیونکہ صحاح وغیرہ میں تو کہیں چھ تکبیر کا ذکر تک بھی نہیں۔ ہاں کسی روایتوں میں تیرہ اور کسی میں بارہ اور کسی میں سات وغیر ذلک ہیں۔ پھر تمھارے حنفیوں نے چھ تکبیر کہاں سے نکال لی۔

الجواب اجی صاحب تمھاری حالت تو کمثل الحمار یحمل اسفارا کی طرح ہے۔ دور کیوں جاؤ۔ تمھاری روایتوں کے اندر چھ ہی کی روایت ہے وہی روایت میں چھ کی ہے۔ لیکن مجتہدین وعلی الصدر مشکوۃ تمھاری نظروں سے چھپی۔ اجی ایک ایک تکبیر افتتاح کی اور دو تکبیر رکوع کی باقی چھ ہی تکبیرین وہ عید کی۔ وہ روایت یہ ہے عن ابن مسعود انه قال فی التکبیر فی العیدین تسع تکبیرات فی الرکعة الاولی خمس تکبیرات قبل القراۃ وفی الرکعة الثانیة یبدا بالقرأۃ ثم یکبر اربعا مع تکبیرۃ الرکوع وقد روی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلعم نحو هذا وهو قول اهل الکوفة

و به یقول سفیان الثوری اخرجه الترمذی ص۳۳ - دیکھو اس روایت کو کہ پہلی رکعت میں پانچ تکبیرین ہیں ایک تو تکبیر تحریمہ کی اور ایک رکوع کی باقی بچین تین - اور دوسری رکعت میں چار تکبیرین ہین انمین سے ایک رکوع کی باقی تین - یہ ملکر چھ تکبیرین عید کی ہین - دیکھو اور غور کرو کہ اس روایت پر عمل اہل کوفہ کا عمل ہے عن مکحول (نا) ان سعید بن العاص سال ابا موسی الاشعری و حذیفہ بن الیمان کیف کان رسول اللہ صلعم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسی کان یکبر اربعا تکبیرۃ علی الجنازۃ فقال حذیفۃ صدق فقال ابو موسی کذلک کنت اکبر فی البصرۃ حیث کنت علیہم والیا اخرجہ ابو داود دیکھو اس روایت کو کہ ہر دو رکعت مین چار چار تکبیرین مثل تکبیرات جنازہ کے ہین - انمین سے دو تکبیرین رکوع کی ہین باقی چھ تکبیرین عید کی - **اور دیکھو** کہ جس وقت حضرت ابو موسی الاشعری بصرے مین والی تھے اسوقت ہزارون صحابہ کے روبرو چھ تکبیر کے ساتھ عید کی نماز پڑھاتے تھے -

سواے اسکے قبل پیدائش کل صاحبان صحاح کے امام محمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے موطا مین یہ عبارت لکھی اختلف الناس فی التکبیر فی العیدین فما اخذت بہ فھو حسن وافضل ذلک وما روی ابن مسعود انہ کان یکبر فی کل عید تسعا خمسا واربعا فیھن تکبیرۃ الافتتاح وتکبیرۃ الرکوع ویوالی بین القراءتین

ویؤخر ھا فی الاولی ویقدمھا فی الثانیۃ وھو قول ابیحنیفہ رح
انتھی - (روی) ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن ابن مسعود رض
قال کان رسول صلعم یکبر فی الفطر والاضحی اربعا تکبیرۃ
علی الجنازۃ ھکذا رواہ محمد بن الحسن فی الاثار کذا فی عقود الجواہر ۱۰۳
ایضا فیہ روی عبد الرزاق فی مصنفہ عن الثوری عن ابی اسحق عن علقمہ
والاسود سال سعید بن العاص حذیفۃ رض وابا موسی عن تکبیر
العیدین فقال حذیفۃ رض سل ابن مسعود رض فسالہ فقال
یکبر اربعا ثم یقرأ ثم یکبر فیرکع ثم یقوم فی الثانیۃ فیقرأ ثم
یکبر اربعا فقط
ایضا فیہ - عن سعید بن المسیب قال قال عمر بن الخطاب رض کبرنا
مع رسول صلعم اربعا قال قام عمر باربع یعنی تکبیر العیدین
والجنائز ۱۰۴ فقط اگر کھو کہ باقی روایتون کا کیا جواب دیتے ہو۔
کھونگا وے روایتین بسبب باہم تناقضات اور تعارضات اپنے
کے ضعیف ٹھہر گئین - اور ان روایتون مین بسبب عمل ہونے کل اہالی
کوفہ اور جمیع اہالی بصرہ کے بڑی تقویت ہوئی خذ ھذا۔
سؤال ہشتم - صحاح کی روایتون سے صاف وتر کی نماز ایک
رکعت ثابت ہوتی ہی حنفی تین رکعت کہتے ہین اسکی کیا دلیل ہی۔
الجواب - اگرچہ ہمکو امام اعظم تابعی خیر القرونی کے قول (جو کتاب وسنت
سے استنباط ہی) پاتے ہوئے - شر القرونی کی تالیفات کی طرف

احتیاج نہین۔ لیکن تمھاری تسکین کے لیے وتر کی تین رکعت کے ثبوت مین چند روایت صحاح وغیرہ سے بھی لاتا ہون۔ اور ناظرین کے پیش نظر کرتا ہون اجی صاحب کو لھو کے بیل کی سی آنکھون مین تعصب کی پٹی لگا کر ضلالت کے دائرہ مین کیون گھومتے ہو۔ ذرا پٹی کھولکر دیکھو توسہی۔ بمضمون الحق یعلو ولا یعلے۔ تمھاری صحاح مین بھی تو تین رکعت کی روایتین ہین۔ حالانکہ معاندین ومنافقین بلکہ صحاح کے اکثر مشایخون نے بھی بہتیرہی کوششین کین کہ امام اعظم رح کی مستدل روایتون کو دنیا سے مٹا دین۔ مگر خدا جسکو نہ مٹاوے کون اسکو مٹا سکے۔ قوله تعالی لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون۔ وہ روایتین یہ ہین۔ عن ابن عمر رض قال قال رسول صلعم صلوۃ اللیل مثنی مثنی فاذا اردت ان ینصرف فارکع رکعۃ توتر لک ما صلیت قال القاسم ورائنا اناسا منذ ادرکنا یوترون بثلاث وان کلا لواسع وارجو ان لا یکون لشیٔ منه باس اخرجه البخاری ص ۱۳۵۔ دیکھو اس روایت مین کہ قاسم فرماتے ہین کہ ہمنے جب سے ہوش سنبھالا تب سے لوگون کو تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا۔ عن ابن عباس رض (تا) ثم اوتر بثلاث الخ اخرجه المسلم ص ۲۶۵۔ دیکھو اس روایت مین وتر کی تین رکعت ہین۔ عن ابن عمر رض حدثهم ان رجلا نادی رسول صلعم وهو فے المسجد فقال یا رسول صلعم کیف اوتر صلوۃ اللیل فقال رسول صلعم من صلی فلیصل مثنی مثنی فان احس

ان یصبح سجد سجدۃ ما وترت له ما صلے اخرجہ مسلم ۲۵ص۔
دیکھو اس حدیث مین کہ نماز کو دو دو رکعت ہونی چاہیے۔ عن علی رض قال
کان رسول صلعم یوتر بثلاث یقراء فیهن تسع سور من المفصل
یقراء فے کل رکعة بثلاث سورۃ اخرهن قل هو الله احد
(تا) روأ ان یوتر الرجل بثلاث (تا) قال سفیان والذی
استحب ان یوتر بثلاث رکعات وهو قول ابن المبارك
واهل الکوفة اخرجہ الترمذی ۶۳ص۔ دیکھو اس حدیث مین کہ اسمین تین
رکعت وتر کا ہونا حضرت علی رضی اللہ سے مروی ہے اور اہل کوفہ کا عمل اسپر ہے
عن جریج قال سالت عائشة بای شئی کان یوتر رسول صلعم
قالت کان یقراء فے الاولی بسبح اسم ربك الاعلی وفے الثانیة
بقل یا ایها الکافرون۔ وفے الثالثة بقل هو الله احد
والمعوذتین اخرجہ الترمذی ۶۴ص۔ دیکھو اس حدیث سے صاف تین رکعت
وتر کی متحقق ہے۔ عن ابی ابن کعب قال کان رسول صلعم یوتر بسبح
اسم ربك الاعلی وقل للذین کفروا۔ (ای قل ایها الکافرون)
والله لواحد الصمد (ای قل ہو اللہ احد) اخرجہ ابو داؤد ۲۰۲ص۔
دیکھو اس روایت سے بھی تین رکعت ثابت ہے۔ عن ابی سلمه (تا) انه
سال عائشه زوج النبی صلعم کیف کان صلوٰۃ رسول صلعم
فے رمضان فقالت (تا) یصلے اربعًا فلا تسال عن حسنهن
وطولهن ثم یصلی اربعًا فلا تسال عن حسنهن وطولهن ثم

صلی ثلثا الخ اخرجہ امام مالک ولہ دیکھو اس سے بھی تین رکعت ثابت ہے
عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلعم صلوۃ اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ
اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر — عن ابن مسعود رض ان النبی صلعم کان
یوتر بثلث رکعات الخ کذا فی العقود الجواہر اس عقود الجواہر کو دیکھو بہت
کچھ کیفیت کھل جائے گی سوائے اسکے مسند حصفکی میں ہے — عن حذیفہ
بن الحرب الیمانی وعن ابن عمر عبد الرحمان ابنزی قال کان رسول اللہ
یقرأ فی وترہ سبح اسم ربک الاعلی فی الاولیٰ وقل یا ایہا الکفرون فی الثانیۃ
قل ہو اللہ احد فی الثالثۃ + وفی روایۃ کان یوتر بثلاث رکعات رواہ امام
ابو حنیفہ رح عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم لا فصل فی الوتر
کذا فی مسند الحصفکی + عن عایشہ رض قالت کان رسول اللہ صلعم یوتر
بثلاث لا یسلم الا فی اخرہن رواہ الحاکم — وعن عایشہ رض قالت کان
النبی صلعم لا یسلم فی رکعتی الوتر رواہ النسائی — عن الحسن قد اجمع
المسلمون علی ان الوتر فی ثلاث لا یسلم الا فی اخرہن رواہ ابن ابی شیبہ
فی مصنفہ — عن ابن عباس رض قال کان رسول اللہ صلعم یوتر بثلاث الخ
رواہ الطحاوی ہکذا فی شرح مسند الحصفکی للملا علی القاری +
اور ابن عبد البر نے اپنے استیعاب میں یہہ نقل لکھی ہی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود
نے اپنے والدہ کو رسول اللہ صلعم کے گھر میں بھیجا یا بھیجا میں وتر کی نماز کا
حال دریافت کریں وہ تشریف لے گئیں اور رسول اللہ صلعم کے پاس سکونت
اختیار کی اور رسول اللہ صلعم نے نماز پڑہی جسقدر انکی مرضی تھی جب رات آخر

ہو گئی اور وتر پڑھنے کا ارادہ فرمایا + تب سبح اسم ربک الاعلیٰ پہلی رکعت میں
پڑہا اور ثانی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون پہر جلوس فرمایا پہر بلا سلام پڑہنے کے
لئے کھڑے ہو گئے پہر قل ہو اللہ احد پڑہا - جب قل ہو اللہ سے فراغت کی تکبیر
فرما کر قنوت وغیرہ پڑہی پہر تکبیر کہکر رکوع میں گئے + ہکذا ایضاً فی ملا علی القاری +
اب دیکھو ان حدیثوں سے اور اس نقل سے کسقدر حال نماز وتر کا منکشف ہو گیا
اور ایک خوبی اسمیں یہہ ہے کہ ابن عبد البر مالکی غیر حنفی نے جو یہہ نقل لکھی وتر کی نماز
ثابت کرنیکے لئے نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور اون کے والدہ ماجد
کی شرافت اتحاد اور محبت کو رسول اللہ صلعم سے ثابت کرنے کے لئے لکھی ہے +
اس سے امر حق ظاہر ہو گیا **سوال نہم** زن مفقود کو چار برس کے بعد تفریق
کر کے نکاح نہ دینے کی کیا دلیل ہے - حنفیوں کے پاس ذرا ابتلا تو دیجئے +

الجواب قرآن و حدیث دلیل ہے بتلائی دیتا ہوں **اما القرآن** فقولہ
تعالیٰ - والمحصنات من النساء ذوات الازواج احصنهن التزویج والازواج
کذا فی البیضاوی حرمت علیکم المحصنات ای ذوات الازواج من النساء
ان ینکحوهن قبل مفارقة ازواجهن کذا فی الجلالین والمحصنات من النساء
المراد من المحصنات ہہنا ذوات الازواج لانهن احصنهن فروجهن بالتزویج
کذا فی الاحمدی والمحصنات ذوات الازواج من النساء حرام علیکم
کذا فی العباسی - یعنی شوہر دار عورتوں کا نکاح حرام ہے اور زن مفقود کا
شوہر دار ہونا بالیقین ثابت ہے کہ خود ترکیب اضافی (کہ در امراة المفقود
موجود ہے) اس بات پر شہادت دی رہی ہے - تب وہ محصنہ ٹہری محصنہ کا

دفع دخل اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی قضا (جو چار برس کے بعد عورت مفقود کو حکم نکاح کا فرمایا تھا) دلیل نہین ہوسکتی ہے - جب اونہون نے خود اس مسئلہ مین اور دو مسئلون مین اپنی قضا سے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کے قول کی طرف رجوع فرمایا - چنانچہ اس بات کو عبد الرحمن بن ابی لیلے نے ذکر کیا ثلث قضیات رجع فیہا عمرؓ الی قول علیؓ امرأۃ المفقود وامرأۃ ابی کنف و امرأۃ التی تزوجت فی عدتھا - ذکرہ عبد الرحمن ابن ابی لیلے

اجی صاحب جب حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے قول سے رجوع فرمایا اس وجہ سے کہ نص سے یہہ تعین چار برس کی ثابت نہین ہوتی ہے تب اس قول کی سند باقی نہ رہی - تب یہہ قول نہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کے قول کا معارضہ ہوسکتا ہے نہ اسکو زائد علی الکتاب کہنا درست ہوسکتا ہے - اگر کہو کہ جب چار برس کی تعین نص سے ثابت ہونا ثابت نہین تب نوّے - سو - ایک سو بیس برس وغیر ذلک کے

تعین کو از انص سے ثابت ہی بتلا تو دیجیے کہونگا حدیث مذکورین کی حتے یا تیہا البیان۔ حتے لیسبین سے یہ تعینات مستنبط ہوتے ہین۔ کہ جب غالبًا زندگی لوگون کی اس سے زیادہ نہین ہوتی ہی۔ تب گویا اس مدت نے اسکی موت کا بیان کردیا۔ اور یہ حدیث (اگرچہ کلیہ نہین اکثریہ ہی) اسکی تائید مین آگئی۔ قال رسول اللہ صلعم فے اخر عمرہ لاصحابہ ارائتکم لیلتکم ہذہ فان علی راس مائۃ سنۃ منہا لایبقے علی وجہ الارض ممن ہو الیوم علیہا احد رواہ البخاری و مسلم من حدیث ابن عمر رض کذا فی الاصابہ۔ اور صاحب اصابہ نے اسی بنا پر یہ عبارت لکھی المعاصرۃ فتعتبر بمضے مائۃ سنۃ وعشر سستین۔ پھر اگر کہو کہ عدم نکاح سے زن مفقود کا حرج منصور ہی کہونگا کہ یہ حرج بھی حدیث مذکور کی فلتصبر سے مندفع ہی۔ کہ اور مصیبتون مین جسطرح سے صبر لازم ہی اُسی طرح سے اسمین بھی صبر لازم ہی۔ فتامل۔ فانہ ادق الدقائق واحق الحقائق۔

نقابے ہست ہر سطر من این کتیب | فروہشتہ بر عارض دلفریب
معانی است در زیر حرف سیاہ | چو در پردہ معشوق در میغ ماہ
محقق ہمان بیند اندر ابل | کہ در خوبرویان چین و چگل

نکاح بعد چار برس کے کیونکر صحیح ہوگا اما الحدیث
فقولہ علیہ الصلوۃ والسلام فی امراۃ المفقود انہا امرأتہ حتی
یاتیہا البیان رواہ الدارقطنی فی سننہ وقول علی رضی اللہ
تعالے عنہ فیہا ہی امرأتہ ابتلیت فلتصبر حتی یستبین
موت او طلاق رواہ عبد الرزاق۔ وعن ابن جریج۔
قال بلغنا ان ابن مسعود وافق علیا علی ان امرأۃ المفقود تنتظرہ ابدا
رواہ عبد الرزاق۔ وعن ابی قلابہ وجابر بن زید والشعبی والنخعی
کلہم قالوا لیس لہا ان تزوج حتی تستبین موتہ اخرجہ ابن ابی شیبہ
عن علی رضی اللہ تعالے عنہ انہ قال امرأۃ المفقود لاتزوج
فاذا قدم وقد تزوجت فہی امرأتہ ان شاء طلق وان شاء امسک
رواہ البیہقی کذا فی الشعرانی دیکھو ان حدیثوں سے صاف صریح
ظاہر و باہر ہے کہ مفقود کی بی بی مفقود ہی کی بی بی رہیگی
جب تک اسکی موت یا طلاق کی خبر نہ ملے تب تک زن
مفقود والمحصنات کی حرمت مین شامل و داخل رہیگی
پھر باوجود موجود ہونے ان الظن لایغنی من الحق شیئا
محض ظن وگمان سے چار برس کے بعد موت فرض
کرلینا کیسی مخالفت نصوص مذکورہ کی کرنا ہے۔ اپنے دل
ہی سے پوچھ لیجئے

معاند کو حکم ٹہرانا یہہ جرءت ہماری ہے

خاتمہ

در مختصر بیان توبہ سرگروہ غیر مقلدین مولوی نذیر حسین میاں صاحب وغیرہ

بڑی بشارت ہو کل اہل اسلام کو۔ اور بہت ہی راحت ہو جمیع اہل ایمان کو۔ کہ

مولوی نذیر حسین میاں صاحب نے (یعنی جسنے لطائف الحیل سے عمل الحدیث

کے تکیہ پر عبد اللہ بن سبا یہودی کی طرح اہل اسلام کے درمیان مین تفرقہ ڈالا

اور تقلید شخصی کا نام ضلالت اور تلہی کا نام ہدایت رکھا۔ اور جمیع مقلدین

کرام کو۔ اور کل مجتہدین منتسبین عظام کو۔ بدلیل قولہ تعالی اتخذوا

احبارھم الخ وغیر ذلک مشرک لکھا اور بقولہ تعالی نؤمن ببعض ونکفر

ببعض واتخذ وبین ذلک سبیلا۔ جس آیت وحدیث کو اپنا

موافق پایا اسپر عمل کیا اور کروایا۔ اور جسکو نہ پایا ترک کیا اور کروایا۔

اور بعض آئمہ کے قول سے بعض کو الزام دیکر کل آئمہ کو خاطی جانکر حسب

خواہش نفسی۔ اور رغبت دلی اپنے کے جدید مذہب تلہی۔ استنباط کرنے

کا طریقہ نکالا۔ اور بمضمون حدیث قال رسول اللہ صلعم لیشربن ناس

من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا الخ اخرجہ ابن ماجہ اسکا نام

محمدی رکھا۔ اور ابظاہر صحاح ستہ کو مدار شریعت مقرر کیا۔ حالانکہ بباطن

صاحبان صحاح کو بھی سبب تقلید آئمہ اربعہ متقدمین کی وہی اتخذوا

الخ سے مشرک سمجھ رکھا تاہم بمضمون لا بحب علی بل ببغض معاویہ

بناے شریعت کو اُن اقوال پر دار مدار رکھکر کیسا کچھ رنگ جمایا۔ اُسی سے

لوگوں کو خوب ہی دھوکا دیا بے شک اسمین ابن سبا کا استاد بنا

منم استاذ را استاد گردم -) اس سال مکہ معظمہ مین ان قصوروں کے
سبب سے شریف مکہ کی خدمت شریف مین محبوس و ماخوذ ہوکر توبہ نامہ لکھدیا
جسکے سبب سے حبس سے خلاص پایا - اور وہ توبہ نامہ مکہ معظمہ کے مطبع میریہ مین
چھپکر حاجیون کے ذریعے سے ہر ہر اطراف و اکناف مین شائع و ذائع ہو گیا
یہانتک متفرق تاریخون مین چند حاجی دوستون نے میرے ایک دو قطعہ اسکے
ہاتھ مین اپنے اپنے لیلیکر شادان و فرحان میری ملاقات کو دوڑے - اور دور
دور سے ہشاش بشاش ہوکر یہ کہا کہ حرمین شریفین سے تمھارے لیے
یہ بڑا تحفہ لایا ہون - مین نے اسے دیکھ کر الحمد للہ کہکر بے شک آپ صاحب
بہت ہی بڑا تحفہ لائے کہا - پھر انکی زبانون سے اور میان صاحب کے
ہمراہی حاجیون کی زبانون سے کل کیفیت و جمیع حقیقت میان صاحب
کی بمبئی سے لیکر مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے تلک کی دریافت کر لی یعنی
بمبئی مین علماے مقلدین کے مناظرہ سے بھاگ بھاگ کر خونی اسامی کی
طرح در بستہ مقفل ہوکر چھپ رہنا - معہذا مقلدین کا گھرون مین انکے
پہنچ جانا - اور انکی عقائد ضالہ کو انکی کتابون سے استخراج کرکے انکے
پاس پیش کرنا - اور انکا اسوقت اُن عقائد کو فقط زبانی بُرا کہنا - مگر
لکھکر نہ دینا - اور اس کشمکش سے ڈپٹی امداد علی صاحب کی توسط سے
رہائی پانا - پھر خفیۃً جہاز پر سوار ہونا - اور علماے مذکورین کا برابر
پیچھا لینا - حتّٰی کہ انکے اُن عقائد ضالہ مذکورہ کو مکہ معظمہ کے شریف صاحب
کی خدمت شریف مین پیش کرنا - اور حسب الحکم شریف ممدوح کے سپاہ

اگر انکو گرفتار کر لیجانا - اور انکے مریدون کا تتر بتر ہوکر فرار ہونا - اور گرفتاری کے وقت انا حنفی انا حنفی کے اقرار سے رہائی پانا - اور اُنکا حسب فتوی مفتیان مکہ معظمہ کے حبس مین محبوس رہنا - بعد چند دن کے اپنے مطوف صاحب کے ذریعہ سے ہزار ہا روپیہ صرف کر کے حضرت دولتلو سید عثمان نوری پاشا کی خدمت شریف مین جانا - اور اُنسے بڑی عجز و نیاز سے یہ کہنا (کہ حضرت جب کافر اپنے کفر سے توبہ کرے تو اُسکی توبہ قبول ہوتی ہی - پھر میری توبہ کیون قبول نہین ہوتی ہی) تب پاشا کا اُنسے توبہ نامہ لکھوا لینا - پھر جناب مولانا رحمت اللہ صاحب وغیرہ کی ضمانت پر مدینہ منورہ جانے کا پروانہ ملنا - اور وہابیت سے کل عقائد کے انفصال کو انکی مراجعت پر موقوف رکھنا - اور انکا اس خوف سے بلا مراجعت مکہ معظمہ رابغ سے جدہ آکر جہاز پر سوار ہوکر بھاگنا - وغیر ذلک دریافت کر لیا - بعد اسکے جناب مولوی حافظ احمد صاحب مطوف مکہ معظمہ و جناب حسن داؤد صاحب معلم و مطوف مکہ معظمہ و دیگر چند مطوفین وغیرہم نے حرمین شریفین سے میرے یہان تشریف لائے اور ہر ایک نے سارا ماجرا میان صاحب وغیرہ کا مجھ سے اور کل مدرسین وغیرہ کو کہ سُنایا - اسی طرح سے جوق جوق کل حاجیون نے اپنے اپنے ملکون مین جا جا کر لوگون کو کہ سُنایا - سوا اسکے اخبار نویسون نے بھی اپنے اپنے اخبارون مین ان خبرون کو چھاپکر مشتہر کر دیا - الغرض یہ خبر ایسی حد تواتر کو پہونچگئی - کہ کوئی حدیث صحاح کی بھی اس درجہ کو نہین پہونچی - کہ کثرت حاجیون کے سبب سے یہ خبر اظہر من الشمس و ابین من الامس ہوگئی - برخلاف

احادیث صحاح کے چند راویوں نے منفرداً منفرداً بعد ڈھائی تین سو برس کے
صاحبان صحاح تلک پہونچائے۔ اِسلیئے اُنمین بسبب مرور شہور و عبور دہور
و متوسطات موفور کے بہت کچھ رطب و یابس کی گنجائش ہوئی۔ کما مرّ ذکرہ۔
اور اس خبر مین باعث موجود ہونے ہر مخبرین و مورد و غیرذلک کے رطب و
یابس کی مداخلت نہین ہونے پائی۔ اگرچہ چند سال کے بعد یہ تواتریت بھی
مثل متواترات امام صاحب کے گم ہوجائیگی۔ حتیٰ کہ اُس زمانہ کے لوگ اِس خبر
یقینی کو بھی معاندین کی تحریرات کے مقابلہ مین موضوع و ضعیف ٹھہراوینگے
جیسا اِس زمانہ کے علماے غیرمقلدین امام صاحب کی اُن احادیث متواترات
کو جو انکے وقت مین حقیت اِسکی ثابت تھی اَب اِن صحاح کے مقابلہ مین (جنمین
معاندین کے اقوال بھی مندرج ہین) ضعیف و موضوع ٹھہراتے ہین۔ سچ ہے تغیر
زمان۔ اور تبدیلات مکان۔ اور انقلاب دوران۔ اور اختلاف آوان سے
کچھ کا کچھ ہوجاتا ہے۔ لیکن اِسکی حقیت اِسوقت ایسی ثابت ہوگئی۔ کہ
اگر میانصاحب بھی حلفاً انکار کرین تو بھی اُنکا انکار دارالعدالت شرع مین
مسموع نہین ہوگا۔ کہ گویا امر بدیہی کا انکار کرنا ہے کیا کوئی آسمان کو زمین
یا آگ مین گرمی نہین ہے کہدنیے یا شپرہ کی آفتاب مین روشنی نہین ہے بولنے سے
مان لیا جائیگا۔ اور آفتاب کا سیاہ ہونا ثابت ہوجائیگا۔ ہرگز نہین ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم | چشمہ آفتاب را چہ گناہ ؎
نور گیتی فروز چشمہ خور | زشت باشد بچشم موشک کور

جیسا مولوی محمد حسین لاہوری نے اِن خبرون کو سُن سُن کر کھسیانی

بلی بوربانوچتی ہی) کی طرح اپنے کو نوچ ناچ کر بمضمون موتو بغیظکم۔
غضب و خشم سے مشتعل ہو کر بے نامی ایک کارڈ راجپوتانہ سے بنام مہتمم اخبار
نور الانوار لکھا۔ جس سے انکے اسلام کی خوبی بخوبی معلوم ہو گئی۔ بلکہ اس
تحریر نے انکے ایمان کی خوب ہی خبر لی اور اہل اسلام سے عداوت دلی ونفاق
قلبی رکھنے کی خبر دی۔ لیکن مہتمم ممدوح نے بھی بہت ہی عمدگی کے ساتھ دندان
شکن جواب دیا۔ جسکو مین نے ناظرین کی نظر کے لیے بجنسہ نقل کیا۔ وہ یہ ہی۔
مراسلات نمونۂ عقائد مقلدین ہوا سے نفس۔ ۱۵ رجنوری کو ایک
کارڈ راجپوتانہ سے بنام مہتمم اخبار نور الانوار آیا۔ جسکا کاتب مجہول الاسم
والنسب ہی۔ نہایت جبن ونفاق سے اپنے نام کو چھپایا ہی آخر میں اسکے
لکھا ہی کہ (راقم ایک بندۂ خدا از راجپوتانہ بارشاد مولوی ابو سعید محمد حسین
صاحب لاہوری) اس خط مین اظہار اپنے عقیدے کا بہ نسبت حرمین محترمین
اور اہل حرمین کے کیا ہی جسکی تحریر سے زبان قلم و قلم زبان کانپتا ہی مگر واسطے
انتباہ خاص و عام اہل اسلام کے نقل اسکی بلفظہ درج ذیل ہی وہو ہذا
مہتمم صاحب اخبار نور الانوار کانپور۔ بعد سلام مسنون آنکہ مولوی سید محمد
نذیر حسین صاحب محدث دہلوی حج خانۂ کعبہ معظمہ و مدینہ طیبہ کا کرکے دار الحرب
سے دار الاسلام مین تشریف لائے ہین۔ اور جو کچھ آپنے نسبت جناب بابت ایذا
رسانی پلید تکہ جسکو شریف تکہ آپنے قرار دیا تھا۔ آپنے درج اخبار فرمایا تھا
وہ جھوٹ محض ثابت ہوا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ آپ کیون ایسی حرکت بیجا
کر کے اپنا نامۂ اعمال و نیز قلب کو سیاہ کرتے ہین۔ موت اور قیامت کا بھی

کچھ خوف ہے خدا و رسول بھی کچھ چیز ہین غیبت اور کذب دین مین کیسا ہی
اپنے دل مین سوچو اور ایماندار بن جاؤ اللہ ہدایت کرے۔ راقم ایک بندۂ خدا
از راجپوتانہ بارشاد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری۔ **نور الانوار**
اب ہم اس گمنام اور اُنکے مرشد محمد حسین صاحب لاہوری سے پوچھتے ہین کہ
دار الحرب سے حرمین محترمین مراد ہین۔ کما ہو الظاہر یا کوئی اور شہر۔ در
صورت اول یہ اتباع و تقلید رئیس الطائفہ عبد الوہاب نجدی کی ہے کہ اُسنے
بھی حرمین شریفین کو دار الحرب قرار دیکے اُنکے اہل پر خروج کیا تھا۔ پس
معلوم ہوا کہ تمھارے زعم مین مولوی نذیر حسین صاحب مع اپنے رفقا کے دار الاسلام
دہلی ملک نصاری سے دار الحرب حرمین شریفین مین بقصد خروج اُسکے اہل
پر گئے تھے۔ نہ بخالص نیت حج و زیارت لاحول ولا قوۃ۔ الغرض حرمین
معظمین کا دار الحرب ہونا کتاب و سنت سے ثابت کرنا اُنپر لازم ہے ورنہ حسب تحریر
اپنے مورد لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہونگے۔ اور در صورت شہر بمبئی و جبلپور
وغیرہ اور دہلی برابر ہین کہ سب ملک نصاری اور مسکن جملہ فرقۂ مشرکین و
یہود و نصاری و مسلمین و مقلدین و غیر مقلدین وغیرہم ہے۔ اور مسلم عالم
شریف مکۂ معظمہ کو پلید مکہ لکھنا آپکی خوبی اسلام کی دلیل ہے اثبات اسکا بھی تمھارے
ذمہ واجب ہے ورنہ مفتری کذاب ہوگئے اور اُسی کلمۂ لعن کے مورد ہوگئے۔ اور
نور الانوار مین جو حال مولوی نذیر حسین صاحب کے توبہ کرنے وغیرہ کا مندرج
ہے وہ بنقل خطوط معتمدین آمدہ مکۂ معظمہ اور شہادت حجاج معتبرین متعدد بسند
و حوالہ مرقوم ہے۔ چونکہ ناقل کے ذمہ یہ تصحیح نقل ہے فقط۔ جسکو اسمین شک

دو ہم ہو وہ مطبع نظامی مین تشریف لاوین اور بخوبی اپنی دلجمعی کرلین اور بدون
اسکے کسی کو مفتری وکذاب لکھنا خود اُس کلمہ کا مصداق ہونا ہی حال توبہ کرنے
مولوی صاحب مذکور کا اور اقرار کرنے اپنے حنفی ہونے کا مطبع میریہ واقع
مکہ معظمہ مین چھپ گیا ہی اب چھپ نہین سکتا خاص ایک شہر کی خبر اُسی شہر مین
جھوٹ بے اصل چھپے اور اُسپر کوئی مواخذہ نکرے خلاف عقل ہی یہ خبر اس تواتر
کو پہونچی ہی کہ انکار مولوی صاحب بھی اسکا معارض نہین ہوسکتا بلکہ تحریر اس
خط مذکور سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ مولویصاحب موصوف پر مکہ مکرمہ مین مواخذہ
دار وگیر ضرور ہوا ہی ورنہ مکہ معظمہ کو دار الحرب اور شریف مکہ کو پلید مکہ ہرگز نہ لکھتا
اسلیے کہ اُنکا اور کوئی قصور نہین بجز اسکے کہ مولوی صاحب ممدوح کے
عقائد فاسدہ سے توبہ کرالی - باینہمہ اقرار پھر جو یہ کاتب خط لکھتا ہی کہ (آپنے
جو درج اخبار فرمایا وہ جھوٹ محض ثابت ہوا) عجب خبط وکذب ہی بحکم
الکذب لاحافظہ پہلے ایک امر کا اقرار بدلیل اور پھر اُسی کا انکار بلا دلیل
کیسا ذلیل ہونا ہی - مگر بے حیا باش ہرچہ خواہی کن - نہ خوف خدا ہی نہ شرم دنیا -
عجب حال اس فرقہ لا مذہب مقلدین ہوائے نفس کا ہی کہ جب سے حال
توبہ کرنے اپنے پیر ومرشد کا سنا ہی آتش غضب او خشم سے ایسے مشتعل ہو گئے
ہین کہ ہوش وحواس جاتے رہے اور سمجھے کہ اگر انھون نے توبہ کی تو ہمکو بھی
اس عقائد فاسدہ سے توبہ کرنی پڑیگی دیا اپنے پیر ومجتہد سے انحراف کرنا
ہوگا لہذا بدون تحقیق وبلا سند چند اقوال متناقضہ اور تاویل وتسویل مخالفہ
قبل از مرگ واویلا کھنے شروع کیے جسکو دیکھکے ہر عاقل ہنستا ہی اکثر کا یہ قول ہی

کہ یہ سب جھوٹ وافترا ہی ہرگز مولوی صاحب سے مواخذہ نہین ہوا اور نہ انھون
نے توبہ کی بلکہ شریف مکہ معظمہ نے اُنکی تعظیم وتکریم کی بعض کہتے ہین یہ توبہ اُنکی
بطور تقیہ تھی نہ صدق دل سے بعض کہتے ہین یہ مواخذہ بطریق ابتلا وامتحان
موجب علوشان وافتخار مولوی صاحب ہوا بعض کا مقولہ ہی کہ مولوی صاحب
کی توبہ ہمپر حجت نہین جب ہم امام اعظم کا کہنا نہین مانتے تو مولوی صاحب مذکور
کس شمار مین ہین بعض ستے اِسکے سبب سے حرمین شریفین کو دار الحرب اور
شریف مکہ کو پلید ٹھہرایا اعاذنا اللہ تعالی عن ہذا الخرافات والکذبات حال آنکہ
یہ تمام اقوال متناقضہ بطور تخمین والکل ٹھہراتے ہین دلی سند و دلیل اسپر
بیان نہین کرتے اب ہم کہتے ہین کہ جناب مولوی صاحب ممدوح ان تاویلات
سے کسکو پسند واختیار فرماتے ہین اور کیا اظہار فرماتے ہین اللہ تعالی ہدایت فرمائے

اب فقیر بھی صاحب کا وڈسے کچھ پوچھتا ہے

کہ کیون صاحب مدینہ طیبہ کا بھی حج ہوتا ہی کیا۔ کہ آپنے۔ حج خانہ کعبہ معظمہ
و مدینہ طیبہ کا کرکے۔ لکھا۔ اگر ہوتا ہی تو اسکو قرآن وحدیث سے بیان فرمائے۔
طرفہ معاملہ تو یہ ہی کہ آپ لوگون نے زیارت مدینہ طیبہ تک کو بھی روا نہین رکھا ہی۔
بدعت کہتے ہین۔ پھر ثبوت حج کو کیونکر ثابت کرینگے۔ بالفرض اگر اسوقت
زیارت کی درستگی کا قائل بھی ہوجائیگا۔ اور مدینہ طیبہ کے قبل لفظ زیارت کو
مقدر کر لیجئیگا۔ تو لفظا کا کو (جو مخالف لفظ زیارت کا ہی کیا کیجیے گا تبین
پھر آپنے لکھا۔ دار الحرب سے دار الاسلام مین تشریف لے آئے۔ کیا دار الحرب
حج کرنا ہوتا ہی اگر ہوتا ہی تو آپکے پیرو مجتہد کا بڑا دار الحرب لندن وغیرہ مین جاکر

حج نہ کرکے۔ خواہ مکہ معظمہ مین جاکر شریف مکہ (جسکو آپنے پلید مکہ قرار دیا ہی)
کے حبس مین محبوس ہوکر توبہ نامہ لکھدینا کیا تھا۔ اُنکی بڑی خطا ہوئی۔ اُنکو
اُنکے توبہ سے توبہ کروا دیجئے۔ اور بڑے دار الحرب سے حج کروا لائیے۔ کیونکہ
آپ ہی نے اُنکو لوگون سے بچایا۔ اور مقلد سے غیر مقلدین بنوایا۔ اتنا ہی
کروا لیجیے۔ پھر آپنے لکھا۔ وہ جھوٹ محض ثابت ہوا۔ ہان فی زماننا سچ کا نام
جھوٹ اور جھوٹ کا نام سچ قرار پاگیا ہی۔ لقول النبی صلعم قال رسول صلعم
سیاتی علی الناس سنوات خداعات یصدق فیھا الکاذب
ویکذب فیھا الصادق اخرجہ ابن ماجہ۔ اجی صاحب اگر اس خبر کو (جو
ہزارون ولاکھون حاجی وغیرہم کی زبانی ثابت ہوگئی۔ اور اب تک تدارک
اسکا ممکن ہی کہ لوگ ہر مہینے مین حرمین شریفین سے آمد ورفت کرتے ہین
اور اسکی حقیت کو ظاہر کرتے ہین) جھوٹ کہیگا۔ تو اخبار احاد صحاح کو جو چند راویون
کی زبانی دو ڈھائی برس کے بعد ثابت ہی کیا کہیگا۔ کیونکر صحاح کو صحاح کہیگا۔
اور انہین احادیث نبوی کہکر مانیگا۔ ذرا بتلا تو دیجئے۔ نہین تو احکام شریعت
سے ہاتھ دھویے۔ پھر آپنے لکھا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ سبحان اللہ
ما اعظم شانہ کہ کاذب کی زبان سے کاذب پر لعنت بھیجتا ہی۔ پھر آپنے لکھا۔ اپنا
نامۂ اعمال اور نیز قلب کو سیاہ کرتے ہین۔ کیا خوب اپنے گناہ کی سزا دوسرے
پر دھرتے ہین۔ کیا آپنے ابھی شریف مکہ کو پلید مکہ اور حرمین شریفین کو دار الحرب
اور سچ کو جھوٹ لکھکے اپنے دل کو سیاہ نہ کیا۔ پھر آپنے لکھا۔ خدا و رسول بھی
کچھہ چیز ہین۔ اُلٹا چور کُتوالے ڈانٹے۔ آپ لوگ اگر خدا کو خدا جانتے اور رسول کو

رسول مانتے تو خدا کے ہاتھ و پاؤن و ناک و کان وغیرہ ذالک ثابت نہ کرتے
جیسے آپ لوگون کے آقا جناب نواب صدیق حسنخان صاحب بہادر نے اپنے رسالہ الاحتواء
علی مسئلۃ الاستواء) مین لکھا نہ رسول کی رسالت کے اختتام کا انکار کرتے۔ پھر
آپنے لکھا۔ غیبت وکذب دین مین کیا۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون
انفسکم۔ آپ تو خود غیبت کرتے ہین۔ پھر اپنے کو فضیحت دوسرے کو نصیحت کیسی
پھر آپنے لکھا۔ راقم ایک بندۂ خدا راجپوتانہ بارشاد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب
لاہوری۔ اس عبارت سے دو امر لازم آتے ہین ایک تو یہ ہی کہ اس خط کو
کسی راجپوت الاصل والنسل نے راجپوتانہ سے آپکے حکم کے موافق لکھا۔
کیونکہ اسطرح کا کلام خلاف شرع کسی مؤمن کی زبان سے نہین نکلتا ہی۔
دوسرا یہ ہی کہ آپنے خود لکھکر دوسرے کی طرف منسوب کر دیا۔ بہر تقدیر
استعجاب کی جگہ ہے کہ آپنے کیونکر ایسی حرکت کی یا اجازت دی خدا ہدایت
کرے۔ فقط۔ سوائے اسکے لاہوری صاحب نے اور اور لوگون نے اور اور
تحریرات متناقضہ و تقریرات متخالفہ مخی لوشون کی طرح مبہوت و مدہوش ہوکر
دستاویز کیا جسکو ہمنے طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا نہین تو انکی بھی خبر
لیتا۔ **الغرض** نتیجہ اس تحریر کا یہ ہی کہ جب سرگروہ غیر مقلدین میانصاحب
کا توبہ کرنا ثابت ہوگیا۔ تب کل غیر مقلدین کو بھی توبہ کرنا واجب ہوگیا کہ
اپنے امام و پیشوا کا اقتدا واجب ہی اور برابر کرکے آیا اسوقت نہ کرنا کیا۔
سوائے اسکے مین پوچھتا ہون کہ میانصاحب نے ضلالت سے توبہ کی
یا ہدایت سے۔ اگر ضلالت سے توبہ کی۔ تب کل انکے مریدین کو بھی چاہیے

ضلالت سے توبہ کرین - اور اگر ہدایت سے توبہ کی تو خسر الدنیا والاخرۃ
کا مصداق بنے - تو سبکو چاہیے انکی اتباع سے منہ موڑین - اور جو کتابین
انکی عدم تقلید شخصی مین تالیف وتصنیف ہو کر شائع ہوئین کل کو جلا دین -
بھولکر بھی اسکی حجت مقلدین کے مقابلہ مین نہ لادین - وہ توبہ نامہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - اما بعد فان السید
المولوی محمد نذیر حسین الدھلوی والحاج المولوی
سلیمان بن الحاج اسحاق الجوناکدی من مرشدی الفرقۃ
الضالۃ الوھابیۃ من غیر المقلدین وصلا الی مکۃ المکرمۃ فلما
ظھر حالھما اُحضِرَ فی المحکمۃ العلیۃ واُستُتیبا فتابا عن
العقیدۃ الضالۃ الجدیدۃ والطریقۃ الخبیثۃ الوھابیۃ
بین یدی حضرۃ المشیر المفخم والدستور المکرم والوزیر المعظم
والی ولایۃ الحجاز دولتلو السید عثمان نوری باشا لازالت
شمس اجلالہ من افق الاقبال بازغۃ وکتبا بقلمھما ما
ترجمتہ ھذا وکذلک کل من کان عقیدتہ کعقیدتھما من
رفقائھما وممن اقام بمکۃ المکرمۃ وذلک فی السادس
والعشرین من ذی الحجۃ من عام ۱۳۰۰ -
ترجمتہ ما کتب المولوی نذیر حسین الدھلوی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلّیا امّا بعد فانّ العاجز السّید محمد نذیر حسین متبع السّنة والجماعة عقیدةً وفعلاً وانا اعلم ان خلافها من المذاهب کلما سوء سواء کان من الرافضیة والخارجیة والوهابیّة وانی افتی موافقًا للمذهب الحنفی وانا حنفی المذهب وتبت مما اخطات وصلّی الله علی سیّدنا محمّدٍ و علی اٰلہ و صحبہ اجمعین +

الراقم السّید محمّد نذیر حسین بقلمہ +

ترجمة ما کتب المولوی الحاج سلیمان الجوناکڈی +

الحاج سلیمان بن الحاج اسحاق الحنفی المذهب الآن تبت مما اخطائت واقول انّ مذهب الوهابیة باطل الف مرّة وانا علی مذهب الحنفی للامام الاعظم وبالله التوفیق وهو الرفیق

صحیح الحاج سلیمان جوناکڈی

نقل تحریر مولوی نذیر حسین دهلوی

بسم الله الرحمن الرحیم

حامداً و مصلّیاً اما بعد عاجز سید محمّد نذیر حسین متبع سنة والجماعة عقیدةً وفعلاً اور اوسکے خلاف جتنے مذاہب ہیں خواہ رافضی خواہ خارجی خواہ وہابی سبکو برا سمجھتا ہون اور موافق مذہب حنفی کے فتوی دیتا ہون

اور حنفی المذہب ہون و تبت تمّا اخطارت و صلی اللہ
تعالی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین
الراقم محمد سید نذیر حسین بقلم خود

نقل تحریر مولوی حاجی سلیمان جوناگڈہی

حاجی سلیمان ولد حاجی اسحاق حنفی المذہب اتجہ خطائم
از و توبہ بست مذہب وہابی باطل ست الف مرة مذہب
حنفی امام اعظم دارم وباللہ التوفیق وہو نعم الرفیق + دستخط
صحیح حاجی سلیمان جوناگڈہی

طبع فی المطبعة المیرتیة الکائنة بملة المحمیة

اعتراض اجی صاحب میان صاحب نی توبہ کھان کی بلکہ اُنھون نے تو
عرب کے آنکھون مین خاک ڈالکر اپنے کو خلاص کرکے نکل آئے
کسی نے اُن کی عبارت کو نہین سمجھا + کیا لوگ حج مین توبہ کرنیکو
نہین جاتے ہین ویسا ہی جاکر توبہ کر آئے اِس سے غیر مقلدیت سے
توبہ کرنا اور سنت جماعت کے اتباع سے مقلد بنا کیون کر ثابت ہوا +
بلکہ اُنھون نے تو کل مذاہب کو سوء لکھا + اور اپنا حنفی المذہب کو تقیتاً لکھکر
اپنے کو بند سے خلاص کیا جواب اِسکا کئی وجوہون سے دیتا ہون +
وجہ اوّل پہلے تم کو تو اِس توبہ نامہ سے انکار تھا الحمد للہ
اب اقرار ہوا + لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ جن منکرین نے قبل از مرگ واویلا

مچا کر کذب بہتان اخبار ونمین چہاپا تہا + اونکو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا
مصداق بنا پڑا وجہ دوم اوایل مین اس توبہ نامہ کا تخطیہ یون ہوتا تہا کہ المعزب
او رمیان صاحب ایسی بیہودہ عبارت کیا لکہینگے + ایک جاہل ہی نہین لکہے گا + یعنے
اسکی عدم فصاحت و بلاغت ظاہر ہوتی تہی + اب اسکی فصاحت و بلاغت نکلتی
ہے کسکو اعتبار کیجئے ذرا بتلا تو دیجئے + وجہ سوم عرب کے آنکہو نمین خاک
ڈالکر پاک نکل آنا کہنے سے اپنے انکہو نمین اک ڈالنا اور ایسا سنسے ہاتہہ دہو کر
پاک نکل آنا ثابت ہوگیا + کہ پہلے تم لوگون کے آنکہو نمین ہی خاک پڑی تہی تب
ہی تو اسکی فصاحت و بلاغت نہ دیکہی + من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع
فیہا دوسرا تمہارا میانصاحب اس آیت کا مصداق بنا قولہ تعالی و اذا لقوا
الذین امنوا قالوا امنا و اذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم
انما نحن مستہزؤن + حضرت یہہ طریقہ منافقونکا ہی کیا آپ اپنے میانصاحبکو
منافق بنانا چاہتے ہین لاحول ولا قوۃ وجہ چہارم کسی نے انکی عبارتکو نہین
سمجہا + حضرت اس سے تو پہلے تمہاری جہالت ثابت ہوتی ہے کہ تم نے ہی
پہلے نسمجہکر تخطیہ کیا تہا + المقر یؤخذ باقرارہ ع تم ہمکو ہی کہتے ہو کچہہ
اپنی بہی خبر ہے + وجہ پنجم میانصاحب نے توبہ کہان کی کہنے سے صاف
ظاہر ہوگیا کہ تمہاری آنکہہ پہوٹی ہی نہین تو تکبت تمامہ خطاآت پر نظر پڑتی + +
وجہ ششم ہلان لوگ مکہ معظمہ کے ملتزم شریف مین توبہ کرتے ہین اور اسکو
خانہ خدا سمجہتے ہین لیکن آپ کے میانصاحب شاید خانہ خدا سے بیزار ہوکر اس سے
اعراض کر کے حضرت دولتلو سید عثمان نوری پاشا خانہ کو توبہ خانہ سمجہکر وہان

جا کر توبہ کیا + نعوذ باللہ منہ + اجی صاحب یہہ تو گرٹہے سے نکل کر کنوے مین
گرنے کی نقل ہے + اِس تمام ویلات سے غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکا اقرار کرنا اچہا تہا
جس سے خسر الدنیا والآخرۃ سے نجات پاتا + کیون نہو حال مضلین کا یہہ ہے
وہ راست ہدایت کو چہوڑ کر راہ کج ضلالت پر چلتے ہن اور اپنی ضلالت سے اوس ناحق کو
حق تصور کر لیتے ہین + کیا کرے ع بات پشیمانیکی جو کچہہ ہی سو پیش آ ہی + التقدیر لا یدفع
ع تعلیم جہہ سود چون تقدیر سابق ست + وجہ ہفتم غیر مقلدیت سے توبہ نکرنیکا
اظہار کرنا عین عدم فہمی عبارت پر اقرار کرنا ہے کیونکہ اِس توبہ نامہ کی پہلی عبارت میں جو
فلما ظہر حالہما احضرنی الحکمۃ العالیۃ واستتیبا فتابا (تا)
وکتبا بقلمہما ما ترجمتہ ہذا ہے وسکو اور آپکے میانصاحب وغیرہ کی عبارتکو
تطبیق دینے سے سوائے غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکی اور کچہہ تاویل کی گنجائش
نہین ہو سکتی ہے بلکہ اوسکی ہی تصدیق ہوتی ہے + اِسکو تونو آموز ونکی
سمجہہ بہی خطا نکریگی + کیونکہ استتیبا (تا) عن العقیدۃ الضالۃ الجدیدۃ
والطریقۃ الخبیثۃ الوہابیۃ کے جواب مین میانصاحب نے نبتت وغیر ذالک
لکہا + وجہ ہشتم متبع السنۃ والجماعۃ عقیدۃ وفعلاً سے غیر
اتباع مذاہب اربعہ کا مراد لینا بہت ہی جہالت وبلادت ہے + کیونکہ جب
آپکے میانصاحب نے من المذاہب لکہا سو کی تفسیر کو بعقیدین الرافضیۃ والخارجیۃ
والوہابیۃ مقید کر دیا + تب مضمون تخصیص الشیٔ بالذکر یدل عدم
نفی ما عداہ کما ذکرہ الامام السرخسی رح + مذاہب اربعہ لفظ سے
مین شامل نرہا + معہذا اس سے غیر اتباع مذاہب اربعہ کا مراد لینا بلادت

نہین تو کیا + اگر آپکو عبارت سمجھنے کی قدرت نہین تو میانصاحب سے پوچ
لیجئے وہ تو خود موجود ہین اپنی عبارت کو خوب سمجھتے ہین + ضرور وہ بھی سیاق
وسباق سے عبارت کے جو مطلب نکلے وہی کہینگے نہ آپکی طرح بیٹھے مطلب مرادی
لے وینگے + اگر یون بھی تو کون اعتبار کریگے + سوای اسکے بالاتفاق
اتباع مذاہب اربعہ کا نام اتباع سُنت وجماعت ہی کیونکہ اتباع سُنت وجماعت
سوائے اِس چار مذہب کے متحقق نہین کما مرّ دلایلہٗ وجہ نہم انی افتی موافقا
للمذہب الحنفی وانا حنفی المذہب کو کیا کیجئیگا + کس پر اِس کذب بہتان
کا بوجھ دہرا جائیگا اگرچہ میانصاحب نے ظاہرداری کی + اور یہان جھوٹ لکھا تو
وہ بخوبی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق بنے نہین تو آپ حضرت
کیون خواہ نخواہ میانصاحب کو آیت واذا لقوا الذین الخ مذکور کا مصداق
بناتے ہین وجہ دہم تقیہ کی بات جو آپنے لکھی وہ تو قابل سماعت ہی
نہین اِس وجہ سے کہ وہ فعل رافضیونکا ہے اور آپکے میانصاحب نے
رافضیت سے صاف توبہ کیا + پہر کیون بیچارہ تائب کو رافضی بناتی ہو
گیا آپ حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کو بھولتے ہین ع
صاحب کا کچھہ دوس نہین علمہ گڑبڑ کرتے ہین + معہذا + اگر کبھی اس
عبارت کو تقیہ پر حمل کیجئے + تو انکو سنیون سے حدیث و قرآن کے نکال بیجھئے کیونکہ
یہہ تو مشرکین و کفار کے جس مین محبوس نہین ہوئے تھے + جسمین اجرائی کلمہ کفر
مین متحیر ہوکر بترک عزیمت رخصت کو (جسکو آپنے تقیہ قرار دے رکھا ہی)
اختیار کرنا درست ہوتا + یہان تو اظہار حق کے واسطے مؤمنین متشرعین اسی

مجاز (جسکی والیت اور منقبت بآیت وما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہٗ الا المتقون ثابت ہے) کہ جس مین محبوس ہوے تھے بخوبی اظہار حق کرسکتے + یون نکیا + اور کیون بمضمون قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٓئک ھم الکفرون اور قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم (تا) ھم الفاسقون اور قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم (تا) ھم الظالمون ط کافر و فاسق و ظالم بنا + اور اگر ملامت کا خیال تہا تو قولہ تعالیٰ و لا یخافون لومۃ لائم اسکے دفعیہ کے لئے کافی تہا + اور اگر ڈر کا خیال تہا + تو قولہ تعالیٰ ولا تخشوا الناس واخشون الخ اسکے ازالہ کے واسطے شافی تہا + منہی عنہ پر عمل کرنا کیا تہا بلکہ حدیث الصدق ینجی والکذب یھلک پر اعتقاد کرنا تہا کیون نہو اگر ایمان کامل رکھتے تو قولہ تعالےٰ اللّٰہ احق ان تخشوہ ان کنتم مؤمنین پر عمل کرتے اور بمضمون اللّٰہ ورسولہٗ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین خدا و رسول کی خوشنودی کو اولی جانتے + اور اگر اتباع قرآن و سنت کا کرتے تو قولہ تعالیٰ یآ ایھا الرسول بلغ الخ کا اتباع ضرور کرتے + اور اگر اون کے زعم مین تقلید شخصی باطل تہی باوجود اسکے اونہون نے اسکی حقیقت کا اقرار کیا + تو بخوبی قولہ تعالےٰ لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون کا مصداق بنا + اور اگر فقط حدیث پر بہی عمل کرتے تو بہی بمضمون حدیث الساکت عن الحق شیطان اخرس نبنتے + بلکہ اظہار حق پر کمر باندہتے + کیا اون کو فقط ہندوستان کے عوام کالبہائم والانعام

عمل بالحدیث والقرآن کے تکیہ پر گمراہ کرنے کی لیاقت تھی اور وہاں مکہ معظمہ میں علماء دین سے مناظرہ کیسا حیثیت ولیاقت جاتی رہی پھر اجتہاد کا دعوی کیسا اور عمل بالنص پر دم بھرنا کیسا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم +

تذییل در بعض فتاوی کہ بوقتِ اختتامِ طبع این کتاب بوقوع آمدہ بنظرِ نفعِ عام الحاقش کردہ شدہ +
این فتوی بجوابِ استفتای مستفتی نبیرۂ حاجی قاضی رمضان علی غفرلہ الباری جناب مولوی عبدالحق صاحب چھپروی ادام مجدہ العلی نوشتہ شدہ +

اطلاع

چون دلائل این فتوی باہم مشترک اند بنا بران بحثِ ہر سوال جواباتش نداده این رایکجا جمع کردہ شدہ لہذا بظاہر عدمِ تطبیق مفہوم گشتہ درحقیقت انطباق کلی یافتہ شدہ

ما قولهم رحمهم الله تعالیٰ

اندرینکه اگر کسے صحابه رضی الله عنهم را باعث باہم مشاجرات ومنازعات آنان سب وشتم نماید + یا حضرت علی کرم الله وجهه را بر شیخین رضی الله عنهما تفضیل و یا بر حضرت معاویه رضی الله عنه لعن و طعن کند + یا کسے سب کننده را از سب وشتم صحابه رضی الله عنهم توبه کردن گوید واو بجوابش گوید که من چه کرده ام که توبه بکنم + پس آن کس کافر خواهد شد یا فاسق یا ضال یا مبتدع یا فاعل گناه کبیره و بر همچنین کس سلام کردن روا است یا نه + واو را تعزیر کرده خواهد شد یا نه + و شهادتش مقبول خواهد شد یا مردود + واگر توبه کند توبه اش مقبول خواهد شد یا نه

بیّنوا وتوجروا

الجواب سب وشتم کننده رضی الله عنهم را کافر گفتن مسئله ایست مختلف فیه اما در فاسق وضال ومبتدع وگنهگار بگناه کبیره بودنش شکے وشبه نیست وسلام بر همچنین کس درست نیست + واو را تعزیر کرده خواهد شد وبانکار توبه کافر خواهد شد + واگر توبه کند بمذهب مختار بدلیل تعمیم مضمون قوله تعالیٰ هو الذي يقبل التوبة عن عباده توبه اش مقبول خواهد شد وشهادتش مردود لما في در المختار من سب الشيخين او طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسي وابو الليث وهو المختار للفتوى ولما في الاشباه والنظائر سب الشيخين

لكن خسرت تجارتهم + وما ظفرت بهاايديهم + كيف لا فانهم
حيناً يأمرون بنكاح الخالات + عسى ان يفتوا بنكاح الامهات
العياذ بالله + ومرة يجوزون الافطار لمن يطيق الصيام + ومرة
ينهون عن التراويح والقيام + وتارة يأمرون النسوان للخروج
الى الاعياد مع الرجال والمسلمين + بزي بثينة وهيئة حور
العين + وطوراً يحدثون الحديث بسوء الفهم وقلة التدبر
بالتبادر حتى لايعلمون فيه اية موضوع واية متواتر + ولا يخفى
عليكم يا ايها الخلان + انهم يتلون باثواب الغي والعناد
تلون الغيلان + حتى ان جاء احدهم الى المقلدين + يفوه خيفة
على نفسه انا وآباؤنا متبعون للائمة المجتهدين + واذا خلا
الى اعيانه يفوه انى ضاحك على المقلدين + هكذا شانهم كثير
وفير + الذى لا يحيط البيان فى سلك التقرير ولا فى سمط التحرير
نظم تباله من خادع مماذق + اصفر ذى وجهين كالمنافق
معهذا يزعمون انهم محمديون + الا انهم هم المفسدون ولكن لا
يشعرون + ويوماً يقولون ان التقليد الكلى او الجزئى بدعة
وضلالة + اقول هذه فرية بلا مرية + والا فيلزم على قولهم ان
السواد الاعظم من الامة المحمدية + اجتمعوا على البدعة
والضلالة + وان مائة الوف منهم من العلماء العظام
والاولياء الكرام + وغير المحصورين من الصلحاء الفخام +

الذين اتفقت كلمة جمهور اهل السنة والجماعة على اعظم درجتهم وصلابتهم وجلالتهم في امر الدين + كانوا اهل البدع والضالين + حاشا ثم حاشا ان يكون كذلك + كيف ذلك وقد قال النبي صلعم ان الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على الضلالة ويد الله على الجماعة من شذ شذ في النار + وروى الترمذي اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار + فيوما يقولون ان ابا حنيفة ما فاز في جميع عمره الا بسبعة عشر حديثا + ويزعمون انه مخالف للقران والحديث ويشنعون عليه شنعا فاحشا وخبيثا + ويل لمن يشنع على امامنا الاعظم الذي على فضائله ومناقبه اجتمع العرب والعجم الى يومنا بغير نكير منكر ما عدا هؤلاء الجهال لصم + وبشر ايضا بمحامده خير البرية + في الحديث الذي اخرجه ابو نعيم في الحلية حديث لو كان العلم معلقا بالثريا لتناوله رجل من ابناء فارس وهكذا اكثر من الاحاديث رويت عن ابن مسعود وابي هريرة وقيس واتفق عليه جمهور من العلماء للشريعة الغراء + لاشك فيه لانه لم يبلغ احد من ابناء فارس مبلغا في العلم وفي الطريقة الحنفية البيضاء + وقد روي عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار الى الصحابة رض ثم صار الى التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط انتهى + وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم خير امتي القرن الذي بعثت فيه ثم

الذی یلوته الزنفیا ایها الاخوان قوا انفسکم واولادکم وجارکم واخوانکم
من کید تلک الدعا والخوان شعر + تنزه عن مصادقة اللئام
والمم بالکرام وبنی الکرام + فانهم یضلون الناس عن النجاة الی الدعوة
طریقة الخناس الذین یشترون الضلالة بالهدی ولم یخافوا من عذاب
دار الاخری + ویفهمون انهم مصلحون + الا انهم هم المفسدون
لکن لا یعلمون + فلما شاهد العلماء هذا الفساد والطغیان استعدوا
لابطال مزخرفاتهم ببنان البیان + لاسیما منهم مولانا الاعظم سیدنا
الافخم + فرید الدهر + وحید العصر + شمس فلک العلوم + بدر
سماء الحلوم + شیخ المحققین والمدققین + صاحب تذکرة المذاهب
الذی رد فیه بادلة سنیة کتب رئیس المضلین المولوی نذیر حسین
والمولوی محمد حسین وابطل مدعی المخالفین بالبراهین القاطعات
واثبت مطلوبنا بالحجج الساطعات مولانا الحاج المولوی محمد عبد القادر
المدرس الاول فی کالج الهوگلی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی
صنف کتابا انیقا + وبحثا رشیقا مشتملا علی حکایات اللطیفة والروایات
النظیفة + والدلائل العجیبة والبراهین الغریبة + یعتبر بمعانیه من له
نظر فی عواقب الامور + ویتعظ بموعظته من یخاف یوم النشور +
فکان هذا الکتاب بعون الملک العلام + حاویا لجمیع الاحکام +
کاملا لالزام الخصام + شاملا لمنافع الانام + فکاد ان یزیل به الوسواس
الذی شاع به الوهابیون من الخواص والعوام اللهم لا تضیعه

عن خللك اسابغ + ولا تجعله مضغة للماضغ + **شعر**
يا اهل ذا المجد وقيتم شرا + ولا لقيتم ما بقيتم ضرا + والله
المسئول ان يوفقني للصواب + انه كريم رحيم وهاب + . +

الراقم الاثم

كيقباد الحمد الاسلام بادي غفر الله له ولوالديه

وجميع المسلمين الاباي دين امين ثم امين

كيقباد احمد اسلام اباد
خود دستخط القلم

ولعنهما كفر ولما في العالمگيري والخلاصة والبزازية ان الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما عياذا بالله فهو كافر + اين اقوال مختص الشيخين ست ايضا في الاشباه الكفر شيئ عظيم فلا اجعل المؤمن كافرا متى وجدت رواية انه لا يكفر + ايضا فيه ولا يكفر احد من اهل القبلة الا بوجود ما دخل فيه (تا) وفيه بعض اختلاف لكن لا يفتى بما فيه اختلاف و في رد المحتار لا يفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن + ايضا فيه فعلم ان ما ذكره في الخلاصة من انه كافر قول ضعيف مخالف للمتون والشروح بل هو مخالف لاجماع الفقهاء كما سمعت وقد الف العلامة ملا علي القاري رسالة في الرد على الخلاصة وبهذا نعلم قطعا ما عزى الى الجوهرة من الكفر مع عدم قبول التوبة على فرض وجوده في الجوهرة باطل لا اصل له ولا يجوز العمل به وقد مر انه اذا كان في المسئلة خلاف ولو رواية ضعيفة فعلى المفتي ان يميل الى عدم التكفير فكيف يميل هنا الى التكفير مخالف للاجماع فضلا عن ميله الى قتله وان تاب وقد مر انفا ان المذهب قبول توبة ساب الرسول صلعم فكيف ساب الشيخين والعجب من صاحب البحر حيث تساهل غاية التساهل في الافتاء بقتله مع قوله وقد الزمت نفسي ان لا افتي بشئ من الفاظ التكفير المذكورة في كتب الفتاوى نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عايشة او انكر

صحبة الصدیق رضی اللہ عنہ او اعتقد الالوھیة فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف القرآن ولکن لو تاب تقبل توبة **وایضا فیه** وسب احد من الصحابة وبغضه لا یکون کفرا لکن یضل **وایضا فیه** لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اهل الاسلام **وایضا فیه** وترد شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق (تا) او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم وهم الصحابة والتابعون الخ **وملک فی نصاب الاحتساب** واما ما یتعلق بالمفتی والقائل یجب ان یعلم انه اذا کان فی المسئلة وجوه وجه یوجب التکفیر ووجه یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کان نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان کان یرید به الوجه الذی یوجب التکفیر لا ینفعه فتوی المفتی ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک وتجدید النکاح بینه وبین امرأته + ومن اتی بلفظة الکفر مع علمه انها لفظة الکفر ولکن اتی بها عن اعتقاده فقد کفر + وان لم یعتقد ولم یعلم انها لفظ الکفر ولکن اتی بها عن اختیار فقد کفر عند عامة العلماء لا یعذر بالجهل وان لم یکن قاصدا فی ذلک **وملک فی فقه الاکبر** ولا نذکر الصحابة رضی اللہ عنہم الا بخیر ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرة اذا لم یستحلها ولا نزیل عنه اسم الایمان **وملک فی عقائد النسفی** ونکف عن ذکر الصحابة رضی اللہ عنہم الا بخیر **وملک فی العالمگیری**

وانه کان یفضل علیا کرم الله وجهه علی ابی بکر رض لا یکون کافرا الا
انه مبتدع الخ ولما فی القنیه ص ١٦٥ ولا یسلم علی الشیخ المازح
والکذاب واللاغی ومن سب الناس الخ ولما فی المرقاۃ ص ٣٣
ان سب الصحابۃ حرام ومن اکبر الفواحش فی مذهبنا ومذهب
الجمهور انه یعزر وقال بعض المالکیۃ یقتل وقال القاضی عیاض
سب احدهم من الکبائر وقد صرح بعض علمائنا بانه یقتل
من سب الشیخین وفی الاشباہ والنظائر کل کافر تاب فتوبته مقبولۃ
فی الدنیا والآخرۃ الا الکافر بسب النبی صلعم وسب الشیخین او احدهما
ولما فی رد المحتار ص ٢٩٠ عزر کل مرتکب منکرا ومؤذی مسلم
بغیر حق بقول او فعل ولما فی الحمادیۃ ص ٢٣١ ومن کشف الغوامض
الاصل فی وجوب التعزیر ان کل من ارتکب منکرا کبیرۃ لیس له حد
المقدر فی الشرع او اذی مسلما بقوله او بفعله فانه یجب التعزیر
علیه (تا) وکل جنایۃ لیس فیها حد مقدر فالتعزیر فیها واجب
ولما فی العالمگیری ص ٣٧٦ رجل ارتکب شیئا من الصغائر
فقیل له تب الی الله فقال من چه کرده ام تا توبه باید کرد + یکفر کذا فی المحیط
(تا) ولو ان رجلین تشاجرا فقال احدهما لا حول ولا قوۃ فقال الآخر لا حول
بکار نیست الخ یکفر فقط + هکذا حکم الکتاب والله تعالی اعلم
بالصدق والصواب + عبد الحکیم مدرس اول مدرسه

ابو الطاهر ولاور حسین سابق مدرس اول هوگلی مدرسه محسنیه   محسنیه هوگلی

تحریر واعظانه وتقریر پندانه درین باب از مستخرج

محمد عبد القادر عفی عنه

این همه که نوشتم حسب دستور فتوی بدلائل کتب فقهیه نوشتم حالا مناسب میدانم که چند حدیث نیز درینباب بیارم و پیش نظر ناظران بکنم تا بینند وسب وشتم کنندگان را بفهمانند و از مضامین احادیث ایشان را بترسانند تا ایشان نیز سب وشتم را منهی عنه دانسته و باز دیگر همچنین حرکت نکنند و هر چه کرده اند از آنها توبه سازند و در مشاجرات و منازعات صحابه بغیر چه اعتقاد باید داشت معلوم کنند حدیث قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تسبوا اصحابی لا تسبوا اصحابی فو الذی نفسی بیده لو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما ادرک مد احدهم ولا نصیفه (تا) قال کان بین خالد بن الولید وبین عبد الرحمان بن عوف شیء فسبه خالد فقال رسول الله صلعم لا تسبوا احدا من اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذهبا ما ادرک مد احدهم ولا نصیفه اخرجه مسلم حدیث قال رسول الله صلعم لا تسبوا اصحابی الخ اخرجه ابو داود حدیث قال رسول الله صلعم الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم

عبد الرؤف عفی عنه

عبد السلام عفی عنه

من اجاب فقد اثاب

محمد ابو اسحاق عبد الرزاق

مدرس علوم ...

فيبغضي ابغضهم + ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني

فقد اذى الله ومن اذى الله يوشك ان ياخذه

هذا حديث حسن لا نعرفه الا من هذا الوجه اخرجه

الترمذي حديث قال رسول الله صلعم اذا

رأيتم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنة الله

على شركم + اخرجه الترمذي حديث قال رسول الله

صلعم ان من الكبائر ان يشتم الرجل والديه

قالوا وهل يشتم الرجل والديه قال نعم يسب الرجل

ابا الرجل فيسب اباه ويسب امه فيسب امه اخرجه

الخمسة الا النسائي كذا في التيسير **تنبيه** از حديثها

سب صحابه رضی منهی عنه شدن + واز حب صحابه حب رسول الله

واز بغض صحابه بغض رسول الله لازم آمدن + واز اذیت

صحابه اذیت رسول الله واز اذیت رسول الله اذیت

خدا واز اذیت خدا ماخوذ شدن + وبر شر سب کنندگان

لعنت کردن + وسب را از کبائر ثابت شدن + بخوبی

ثابت ومتحقق گشت + وعلی وجه الکمال بصورت جمال حق

بر مرکز قرار گرفت و در نواوی تحت باب تحریم سب

الصحابه رضی این عبارت نوشته واعلم ان سب

الصحابه رضی حرام من فواحش المحرمات سواء من

لا بس الفتن منهم او غيره لانهم مجتهدون فی تلك الحرب ومتأولون
(زتا) قال القاضی فی سب احدهم من المعاصی الكبائر ومذهبنا
مذهب الجمهور بانه یعزر ولا یقتل وقال بعض المالكیة یقتل الخ +
وایضا فیه تحت كتاب الفتن واعلم ان الدماء التی جرت بین الصحابة رضی الله
عنهم لیست بداخلة فی هذا الوعید ومذهب اهل السنة والحق احسان الظن
بهم والامساك عما شجر بینهم وتاویل قتالهم وانهم مجتهدون متأولون
لم یقصدوا معصیة ولا محض الدنیا بل اعتقد كل فریق انه المحق و
مخالفه باغ فوجب علیه قتاله لیرجع الی امر الله وكان بعضهم مصیبا
وبعضهم مخطیا معذورا من الخطاء لانه مجتهد والمجتهد اذا اخطا لا اثم
علیه وكان علی كرم الله وجهه هو المحق المصیب فی ذلك الحروب هذا
مذهب اهل السنة وكانت القضایا مشتبهة حتی ان جماعة من الصحابة
تحیروا فاعتزلوا الطائفتان ولم یقاتلوا ولو تیقنوا الصواب لم یتاخروا
من مساعدته ایضا فیه تحت باب فضائل الصحابة رضی الله عنهم
اما معویة رضی الله عنه فهو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء واما
الحروب التی جرت فكانت بكل طائفة شبهة اعتقدت تصویب
انفسها بسبها وكلهم عدول رضی الله عنهم ومتأولون فی حروبهم وغیرها
ولم یخرج شیئ من ذلك احدا منهم من العدالة لانهم مجتهدون
اختلفوا فی مسائل من محل الاجتهاد كما یختلف المجتهدون
بعدهم فی مسائل من الدماء وغیرها ولا یلزم من ذلك نقض احد منهم

فریب خورده راه جهنم گیرد + زیرا که بر صحت صحابیت حضرت معاویه رضه هر دو فریقین
موافقین و مخالفین را اتفاقیست کلی. در آن کفره و فجره را هم خلافی نیست جلی نه خفی نه جزئی
پس صحابی شدن حضرت معاویه رضه امریست قطعی یقینی و صدور قبائح ازان معزز
الیه حکایتیست غیر یقینی که اکثر مورخین یا محدثین بمرض تعصب و نفسانیت و عداوت
مریض گشته نسخه های نوشته رفتند و بعضے بتقلید همان متعصبین و غیرهم منقول شده رساله
نگاشتند و بعضے باعث بعد زمان بر اقوال معاندین فریب خورده امتیاز حق و باطل
نکردن نوشته روایتها و حکایتها نوشته لیک اجل کردند چنانچه اینهمه کوایف و لطایف
در تذکرة المذاهب و ما احسن الادلة القویة لدفع اجیل الوهابیه نوشته ام + و دلیل شافی
و برهان کافی آورده ام پس اینها نیست + مگر امورات غیر یقینیه ظنیه هست ازین جناب ملا
علی القاری در شرح فقه اکبر از احیاء العلوم امام غزالی رح این عبارت نوشته +
فان قیل هل یجوز لعن یزید لکونه قاتل الحسین او امرا به قلنا هذا لم
یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انه قتله او امر به فضلا عن لعنه ولانه
لا یجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق بل لا یجوز ان یقال ان ابن
ملجم قتل علیا ولا ابولؤلؤة قتل عمر فان ذلک لم یثبت متواترا + - +
و بر چنین امورات ظنیه تکیه کرده امر یقینی قطعی را (که عبارت از صحابیت ست) ترک
ساختن و بر مخالفتش عمل کردن و بر آن اصرار نمودن کار زنادقان و بلیدان و جاهلان
و احمقان نیست چیست و فعل فاسقان و فاجران و مبتدعان و ضالان نیست کیست که
در قذف و بدگوئی بجز ضرر نفع نیست و در دعا بغیر نفع ضرر چیست بلکه در سکوت
از لعن شیطان هم خطر نیست لهذا در فقه اکبر مذکور از احیای مذبور همین عبارت

واعلم ان سبب تلك الحروب ان القضايا كانت
مشتبهة فلشدة اشتباهها اختلف اجتهادهم
وصاروا ثلثة اقسام قسم ظهر لهم بالاجتهاد
ان الحق في هذا الطرف وان مخالفه باغ فوجب
عليهم نصرته وقتال الباغي عليه فيما اعتقدوه
ففعلوا ذلك ولم يكن يحل لمن هذه صفته التاخر
عن مساعدة امام العدل في قتال البغاة في اعتقاده
وقسم عكس هؤلاء ظهر لهم بالاجتهاد ان الحق
في الطرف الاخر فوجبت عليهم مساعدته وقتال الباغي
عليه وقسم ثالث اشتبهت عليهم القضية وتحيروا
فيها ولم يظهر لهم ترجيح احد الطرفين فاعتزلوا الفريقين
وكان هذا الاعتزال هو الواجب في حقهم لانه
لا يحل الاقدام على قتل مسلم حتى يظهر انه
مستحق لذلك ولو ظهر لهؤلاء رجحان احد الطرفين وان
الحق اليه لما جاز لهم التاخر عن نصرته في قتال البغاة
عليه فكلهم معذورون رضی عنهم ولهذا اتفق
اهل الحق ومن يعتد به في الاجماع على قبول
شهاداتهم وروایاتهم وكمال عدالتهم
رضي الله تعالى عنهم اجمعين + واختلافات صحابه

ابو محمد عبد الحكيم
عبد العلي عفي عنه
عبد المعبود عفر له الودود
عظيم الدين احمد عفر له الصمد
محمد عابد علي غفر له
سلطان حسين ۱۲۹۳
عبد الرزاق

مسطور نیست و لا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس فضلاً عن غیره بطرز دیگر
مے گوییم کہ اگر باعث بغاوت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بر حضرت علی کرم اللہ وجہہ مستحق
لفظ رضی اللہ عنہ نباشد پس حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ کہ با برادر زادہ امام وقت بغاوت کردہ
برا و خروج نمودہ بود بطریق اولی مستحق لفظ رضی اللہ عنہ نباشد بلکہ از آن ہمی ہمچنین
کہ در حدیث ثقلین خ کور نیست نقصان نپذیرد نہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ باعث مصالحہ با حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ مستحق شدن تواند نہ حضرات عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ و غیرہم
بسبب خروج بر حضرت علی رضی اللہ عنہ مستحق باشند و نہ حضرت داود علیہ السلام باعث قتل کنانیدن
حضرت اوریا رضی اللہ عنہ برای گرفتن زوجہ اش مستحق علیہ السلام گردد + نہ برادران حضرت
یوسف علیہ السلام بسبب ظلم آنان بر حضرت یوسف علیہ السلام قابل علیہم السلام شدن
توانند + نہ حضرت آدم علیہ السلام باعث نافرمانی و گندم خوری مستحق علیہ السلام باشد طرفہ
بر آن این است کہ لفظ ترضّی و امثال مذکورہ قطعی و نصی اند با وجودش با ہمین بزرگان
عداوت داشتن ممنوع شرعی است + و بغاوت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خبر نیست بلکہ
غیر یقینی + با آنکہ وجودش بسبب خطای اجتہادی باشد + کما مر ذکرہ و آن معفو بعفو
الٰہی گردد بلکہ بدلیل حدیث قال رسول اللہ صلعم اذا اجتہد الحاکم فاصاب فلہ اجران
وان اجتہد فاخطا فلہ اجر + اخرجہ الشیخان ابو داؤد و کذا فی التیسیر + ثواب
باشد چرا مستحق لفظ رضی اللہ عنہ نباشد + و اگر کسی از سنیان رافضی منشان
بدین دلائل سنیان گوش شدہ با ستدلالات فاسدہ رافضیان بستہ گشتہ با آیت تطہیر و
بحدیث ثقلین تمسک جوید و بروت لفظ اہل بیت و عترت آیت و حدیث را تخصیص کند
وضلالت پذیرد ہمانا تحفہ اثنا عشریہ بہر تنبیہش بس کہ کفایت باشد کہ فی الحقیقت آیت

رضی اللہ عنہم حسب مشیت الٰہی ست دران کسے را حرف
زدن نباید + لما فی المشکوٰۃ عن عمر رض قال
رسول اللہ صلعم یقول سئلت ربی عن اختلاف
اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک
عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض
ولکل نور فمن اخذ بشیء مما ہم علیہ من اختلافہم
فہو عندی علی ھدی قال قال رسول صلعم اصحابی
کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم رواہ رزین + و
لقول النبی صلعم اذا ذکر اصحابی فاسکتوا
کذا فی الخلفاء + وقولہ تعالیٰ تلک امۃ قد خلت
لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما
کانوا یعملون سورۃ ابن مقال و قولہ تعالیٰ واللہ
خلقکم وما تعملون سورۃ ابن جال و نیز روایت
ابی نصر + قال ذکروا علیا و عثمان و طلحہ و زبیر
عند ابی سعید فقال سبقت لہم سوابق و
اصابتہم فتنۃ فردوا امرہم الی اللہ اخرجہ
ابو بکر ھکذا فی الازالۃ مصدق ابن قتیبہ وقال
و نیز از ین روایت ابو بختری حال اہل الجمل بوجہ احسن
منکشف خواہد شد حدیث عن ابی البختری قال

اجاد من اجاب و افاد
من اصحاب محمد اشرف عفی عنہ
سابق مدرس اول ہوگلی

المجیب مصیب
غلام سلمانی عباسی عفی عنہ
مدرس دوم مدرسہ ہوگلی

محمد عبد الجلیل

قائم مقام مدرس دوم
کالجیٹ اسکول ہوگلی

محمد عبد العزیز عفی عنہ ۱۳۰۵

محمد شاء اللہ

تطهیر بحدیث با اهل کسا مخصوص شدن نمی تواند بلکه همان حدیث کسائی بر عدم
شمول اهل کسائی بآیت تطهیر دلالت کند تا بفهم انمیعنی عقل کامل باید و فهم شامل شاید
چراکه اگر اهل کساء بآیت تطهیر شامل بودند هر آئینه هرگز رسول خدا صلعم بدعائے
اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اٰلِہٖ اهل بیتی تحصیل حاصل نمیفرمودند چونکه سیاق وسباق عبارت
سابقه ولاحقه آیت تطهیر یعنی یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
اِنِ اتَّقَیْتُنَّ (تا) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ
الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا
یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ
تَطْهِیْرًا ۝ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ
و دیگر آیت کریمه خطاباً ببساره علیها السلام اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَکٰتُهٗ
عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ که مفسر و مبین آیت تطهیر است
بر تخصیص ازواج مطهرات دال بود بنابران از رسول خدا صلعم همچنین دعاء نمودن
در نه حاجت و نه حاجه بود) و نیز حضرت ام سلمه رضی که این آیت تطهیر بخانه اش رضی نازل شده
بود با اهل کساء شامل نفرمود بلکه بلحاظ تحصیل حاصل بجواب سوال حضرت ام سلمه رضی
اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ وَاَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ فرمود یعنی آیت تطهیر خود شاملش رضی بود
لهذا در جلالین ص ۵۹۳ تحت یا اهل البیت ای نساء النبی مسطور و در عباسی یا اهل بیت
النبوة مذکور و در بیضاوی لان التخصیص لهم لا یناسب ما قبل الآیة وما بعدها والحدیث
یقتضی انهم اهل البیت لا انه لیس غیرهم مرجوع فان التخصیص کیف العمل بخلاف هذا
التنصیص علاوه برآن علی هذا القیاس لفظ عترت هم که در حدیث مذکور با اهل بیت مخصوص

سئل علیؓ من اهل الجمل قال قیل مشرکون هم قال
من الشرك فرّوا قیل منافقون هم قال ان المنافقین
لا یذکرون الله الا قلیلا قیل فما هم قال اخواننا
بغوا علینا وقال علیؓ انی لارجو ان تکون کالذین
قال الله عز وجل ونزعنا ما فی صدورهم من غل
اخوانا علی سرر متقابلین + اخرجه الحاکم کذا فی
الازالۃ + ونیز درین روایت حضرت علی رضہ حال افراط
وتفریط کنندگان در حضرت علی رضہ بوضوح پیوست
وشک وتشکیک از بخوبی مندفع گشت حدیث
عن علیؓ قال دعانی رسول الله صلعم فقال یا علی
ان فیك من عیسیٰ عم مثلا ابغضته الیهود
حتی بهتوا امه واحبته النصاری حتی انزلوه
بالمنزلة التی لیس لها قال وقال علیؓ الا وانه
یهلك فی محب مطری بما لیس فی ومبغض مفتری
یحمله شنأنی علی ان یبهتنی الا وانی لست بنبی ولا
یوحی الی ولکنی اعمل بکتاب الله وسنة نبیه
صلعم ما استطعت فیما امرتکم به من طاعة الله
فحق علیکم طاعتی فیما احببتم او کرهتم وما امرتکم
بمعصیة انا وغیری فلا طاعة لاحد فی معصیة الله عز وجل

شدن نمی تواند کہ کل اہل بیت بقول شیعہ ہم عترتی نبودند بلکہ بعضے از آنان باعتقاد روافض
مرتد و باغی گشتند العیاذ باللہ پس مضمون عترتی علی وجہ الکمال بسوئے اجمال اہل بیت صادق
نہ آمد لامحالہ نقصانش پدید پس جامع نزاد خود نشد وچون رسول خدا صلعم در شان حضرت
عباس نیز یارب هذا عمي وصنو ابي وهؤلاء اهل بيتي الخ فرمود خصوصیت برفت
عمومیت رو نمود لہذا مانع دخول غیرہم نشد پس مضمون عموم من کہ در حدیث من سلک علی طریقتی
وسنتی فہو اولادی و آلی و عترتی (علی الاختلاف) نسبت قیام گرفت و نیز قولہ تعالی
یا نوح انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح مصدق قولم گشت بنابران این مشت
بندگی با ہمہ بیزارگی منطوی نیست و شہرت گرفت آماہان اکثر ان افضلیت این پنجتن بزرگان را
قائل ہستم و اعتقادش بدل دارم ہرگز آئینہ فاضل افضل و مفضول را مثل نادانان مساوی نمی سازم بلکہ بمضمون
الکل درجات و فضلنا بعضهم علی بعض درجہ ہر یک متفاوت دانم نہ مانند حمقا ہر بد افضلیت افضل مفضول را
نامنکر گویم بلکہ بر شان کل مومنین متقدمین و بر جمیع مسلمین سابقین آیت ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين
سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤف رحيم را تلاوت کنم فقط هذا عبرة
لمن اعتبر وتبصرة لمن استبصر این نوشتہ خاکسار سراپا انکسار بلکہ از نوشتہ خود دستخط مسمی محمد عبد الغفار
غفر لہ خطایاہ المسئلۃ السادسۃ علمائے دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہین ان مسئلون مین کہ
غیر منصوصہ اشربہ کی حلت و حرمت مادے مین شیخین کے قول پر فتوی ہے یا امام محمد کے قول پر مثل
انگریزی شراب جن عرق رٹ جن بیر وغیرہ یعنی جو شراب جن کہ گیہون جو آلو سیب شہد انجیر وغیر ذلک
من الحبوبات وغیرہ سے بنتی ہین اور تاڑی جسپت ہے بمختار امام محمد رح کے حرام ہے
یا حلال بر تقدیر ثبوت حرمت اشربہ مذکورہ کے جسکا کثیر حرام ہی اوسکا قلیل بھی حرام
ہی یا نہین بینوا توجروا جواب مسئلہ اول غیر منصوصہ اشربہ مین امام محمد رح کے قول پر

انما الطاعة في المعروف اخرجه الحاكم + هرگاه برشان اهل عرب
حديث قال رسول الله صلعم من يرد هوان قريش اهانه الله رواه
الترمذي حديث عن سلمان قال قال رسول الله صلعم لا تبغضني فتفارق
دينك قلت يا رسول الله صلعم كيف ابغضك وبك هدانا الله قال
تبغض العرب فتبغضني اخرجه الترمذي حديث قال رسول الله
صلعم من غش العرب لم يدخل في شفاعتي ولم تنله مودتي رواه الترمذي
وارد گردد پس برشان همان صحابهٔ کرام که قوله تعالی والسابقون الاولون
من المهجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا
عنه واعد لهم جنت تجري من تحتها الانهار خالدين فيها ابدا هانا ازست
بچه طور سب وشتم منهي عنه نباشد وسب کننده از شفاعت خارج نگردد + ومحبت
رسول او را گیرد + ودر عذاب جهنم معذب نشود وچون بدليل حديث
لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الى ما قدموا اخرجه البخاري وابو داود
والنسائي كذا في التيسير حديث لا تسبوا الاموات فتوذوا الاحياء اخرجه
الترمذي كذا في التيسير حديث برمطلق مرده سب وشتم درست نباشد
منهي عنه گردد پس بچه طور بر صحابه بزرگان مرحوان که افضل العرب اند وبافضيلت ايشان
که سيدين توانند همچنين سب وشتم وفواحش که بقوله تعالی انما حرم الله الفواحش
حرام ست منهي عنه نباشد آری همچنين حرکت از سنيان صادر شدن گويا
رافضيان را خوش کردن ست ورافضيان اعدای سنيان اند واعدا را خوش کردن
بقوله تعالی فلا تشمت بي الاعداء منهي عنه ست **تنبيه** ای سنيان

رافضی نشان ای مسلمانان نفاق انیشان عبرت و خبرت گیرید و پند نصیحت پذیرید که رسول الله صلعم بقوله اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف الخ کذا فی المشکوٰۃ + تعظیم و تکریم و توقیر صحابہ صفدرا برما واجب فرموده اند که صیغهٔ اکرموا امرست و موجب امر وجوب پس عاشن بما واجب ست + و نیز بلفظ ثم یظهر الکذب الخ بعد عبور زمان مبشر بالخیر + و ظهور زمان مبشر بالشر بر کل تالیفات شر القرونی + اعتماد کلی نمودن را هدایت نموده اند پس بچه طور بر تالیفات شر القرونی که کذبش منطوق بالنص ست اعتماد کلی نموده و وثوق قلبی کرده بر خلاف امر اکرموا اصحابی الخ و نهی + لاتسبوا اصحابی الخ بر صحابہ که لفظش ایں تعمیم ست و خصوصیت را در آن مداخلت نیست) سب و شتم کنید + و نفاق بدل دارید این نیست مگر تالیفات شر القرونی را کالوحی من السماء فهمیدن و غیر رسول را رسول تصور بدن ست باوجود شرع و را سنتی گردانید + و با وصف مخالفت نبی خود را بزمرهٔ امت نبی صلعم شمارید + لاحول ولاقوۃ ای مومنان همچنین مبتدعان را در مجالست و مکالمت توقیر و تکریم مکنید + بلکه بدلیل حدیث قال رسول الله صلعم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی هدم الاسلام رواه البیهقی کذا فی المشکوٰۃ + توقیر ایشانرا موجب هدم اسلام دانید + هذا کفایۃ لمن له الدرایۃ + + +

علاوه براین بجواب استفتای رضی اللہ عنہ گفتن بنام حضرت معاویہ رضؓ درست ہست یا نہ تحریرے دیگر وتقریرے آخر نوشتہ ام برائے معائنۂ محبان نقلش می کنم وہو ہذا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین ٭ وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین والائمۃ المجتہدین اجمعین ٭ اما بعد فقیر حقیر سراپا تقصیر خادم ہر برنا و پیر وکل صغیر وکبیر محمد عبد القادر عفر لہ الخبیر مے گوید کہ اگر کسے از ماسنیان برتکیۂ اخبار وآثار محدثین ومورخین وبرنوشتۂ علمای متقدمین وفضلای متاخرین کہ درباب مشاجرات ومنازعات صحابہ مقبولین رضے اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہست وانہا بمشیت رب العالمین بوقوع آمدہ وظاہر گشتہ + برآنان لعن وطعن واہانت نماید وعداوت نہانی بدل دارد خصوصاً درشان حضرت معاویہ رضؓ چیزہای ناملائم ذکر کند + البتہ بمضامین احادیث کہ در معصیت سب صحابہ رضؓ وارد ہست معذب وفاسق وضال شود ومبغوض خدا ورسول گردد وبرخلاف ماموربہ فاسکتوا کہ درحدیث اذا ذکر اصحابی فاسکتوا ومنہی عنہ لا تسبوا اصحابی الخ عمل کردن لازم شود وباعث جہالت وبلادت یا سبب ضلالت وبغاوت امرظنی غیر یقینی را برامر قطعی یقینی ترجیح دادن برخود التزام کند اصلاً درمیان حق وباطل امتیاز نمی سازد خواہ برنوشتۂ متعصبین ومعاندین

ذوي الهداية + ان يمنعوا الا مذهبين اهل الغواية + من الافساد في الدين ومنع التقليد بالتعين فيجب على القادرين المؤمنين من الناس ان يضربوا هم بالنعال والمكناس ويخرجوا هم من الحارات ويبعدوا هم من القرى والمحلات + فلا يجالسوهم ولا يؤاكلوهم ولا يخالطوهم ولا يؤانسوهم بل على العاجزين من المؤمنين ذوي النجدة + ان يهاجروا هم هجرانا لا وصل بعده + وصلى الله على سيدنا محمد المختار + وعلى آله وصحبه الاخيار + محمد مدرس اول مدرسه شهر چاٹگام +

۵ بسمه تعالى شانه وعم نواله + لله در المجيب الاديب + حيث جهد غاية الوسع الطاقة في تهذيب هذا المكتوب الغريب قد افضح به الفرقة الوهابية واسكتهم + والزمهم الزاما شديدا وبكتهم + ولعمري لا يكاد يحصى محاسن هذا التحرير البديع ولا يعد نكات تعاريض هذا التقرير الوسيع كيف لا وهو شيء لا يظفر عليه بصرف الدراهم والدنانير + لان طرزه جديد واسلوبه نذيرا + كتبه العبد المعيوب + محمد يعقوب غفر له غفار الذنوب الذي يدرس في الجماعة الثانية من مدرسه چاٹگام ادامها الله تعالى الى يوم القيام + بحرمة سيدنا خير الانام +

۵ نحمده ونصلي على رسوله الكريم + نحمدك يا من هدى يتني الى الدين القويم + وارسلت لهدايتي صاحب لولاك الكريم + ونشكرك يا من اسقيتني شربة التوحيد + ثم اشبعتني بنعمة التقاليد + ونصلي على حبيبك الذي

امطر علينا غمام الهداية والعرفان + وافاض علينا سحاب العناية والاتقان
وعلى آله الذين بذلوا جهدهم لاجراء الاسلام + وانه مرضي في حضرة
خلاق الانام + حيث قال رضيت لكم الاسلام دينا + فامطر به سماء
الآلاء علينا + وعلى اصحابه الذين باموالهم وانفسهم هاجروا + وقاسوا
لاعلاء قول الشهادة ما قاسوا + ثم على صاحبي الاجتهاد + الذين اقروا
بحقيتهم اهل البلاد والعباد + وما انكروا بهم الا اهل الهوى + واصحاب
النار ولظى + اما بعد عليكم يا اهل التقى + وصاحب الصدق
والصفا + برؤيته شمس طلعت علينا + وبنظره بدر اشرق علينا + اي
رسالة وصلت الينا من حضرة شيخنا + المولى الحاج التقي ابو عبد القادر
جعل الله نجم فضله ساطعا الى الدهر + فرأيت فيها ما رأيت من الادلة
والبرهان + في اسكات من لا مذهب له من اهل الطغيان + واقول سمعا
وطاعة انها كاسمها حقيقة ما احسن دلائل القوية + في دفع الحيل الوهابية
بل هي كافية وحدها لدفع امكار الفرقة الغوية + وما ادريك ما هيئة
الحل فرعون موسى + وعلى انها كالعصا + ومولفها لصاحبها + بمصداق
ذلك القال والقيل + علماء امتي كانبياء بني اسرائيل + فلقفت تلك
الامكار + التي صدرت من هولاء الاشرار + فالآن حصحص الحق
بين الناس والخلق + واشهد بانها في الفصاحة والبلاغة كما ترى +
معدن امر بحر بل سحر لا يدرى + ودلائل مسلم الثبوت + ومطالبها
مقبولة العالم الملكوت + وعباراتها تحفة الاذهان + ومفاهيمها

محروسۃ الانس والجان + من اهل الانقياد والايمان وانها تدل على ان المصنف
فاق على البديع والاقران + بل سبق على سحبان وحسان + وبرهانها
دال على انہ سلطان مهرة فى المعقول + ومسائلها على انہ امام ائمۃ
المنقول + والفاظها تشهد بانه مالك ازمۃ المعانى والبيان + و
مفادها يخبر بانہ مؤيد مذهب النعمان + ويتمنى قلبى بان اسبح بحور اوصاف
تلك الرسالۃ وصاحبها زائدة على ما سبحت + لكن قوائم حيثيتى قاصرة
عنها فقصرت فجئت الى ساحل القصور + داعيا لتلك الرسالۃ وصاحبها
المبرور + بان يجعلها الله تعالى خالصۃ لذاتہ القدسيہ + وان
يجعلها مقبولۃ فى العوالم البريۃ + وان يفضح بها تلك الاشرار الفوقيۃ
وان يصمت بها هؤلاء الغيارى فى العوالم البريۃ والبحريۃ + وان يعطى
صاحبها الاجر الكثير + فى ذلك اليوم الذى لا ريب فى وقوعه ولا
تنكير + وان يجعله مؤيداً لمذهب سراج الامۃ + ويبعده دائماً من
الاحزان والغمۃ + راقم هذه العبارة التقريظيۃ + عديم البضاعۃ
والحيثيۃ + بل لا شيئ فى ذاته والحقيقۃ + محمد فيض الله
الاسلام آبادى غفر له ولوالديه الغفور الهادى پروفيسر جامع هاى اسكول
لكھنؤ بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلى على رسوله الكريم + .
اما بعد فقد طالعت هذا الكتاب فوجدته مطابقا للمذهب
اهل الحق والصواب فما احسن ادلته القويۃ + ووجوه الموجهۃ
البهيۃ + فكانها جدعت انوف المتعصبين من اهل الهوى + والمتعسفين

عن الرشد والهدى + ولا يبعد ان يقال انهما صارمتا ر + لقطع اعناق
المفسدين فى الديار + والمفرقين جمعية اهل السنة والجماعة رحمهم الله
عليهم والرضوان + والطاغين فى امام الائمة سراج الامة ابى حنيفة
النعمان + فجزى الله مصنفه خير الجزاء + واحسن اليه واسبغ
عليه الآلاء + ولا ريب انه لم يال جهده فى هذا الجهاد + فجاء بحمد الله
مظفرا ومنصورا + واما طاعن طريق التقليد كل شوكة القاها اهل الضلالة
والفساد + فكان سعيه مشكورا + فمن اراد ان يتنبه على كيد هؤلاء المفسدين
ويصون نفسه عن خديعة اولئك المعاندين + فعليه ان يطالع تذكرة
المذاهب ما احسن الادلة القوية + فى دفع الحيل لوهابية + لهذا الفاضل
الباهى البهى + والعالم النحرير النقى التقى + معين اهل الحق مجاهد الدين
الباهر المولوى المدقق المحقق الشيخ ابو عبد القادر + + + .
وفقه الله لما يحب ويرضاه + وجعل آخرته خيرا من اولاه + صلى الله
على سيدنا سيد المرسلين وعلى آله واصحابه واهل بيته وذرياته
اجمعين + كتبه احقر العباد اقل الافراد عبد العزيز الاسلام
آبادي مدرس مدرسه الرئيس الاعظم المولوى
الشيخ محمد حميد الله خان تغمده الله تعالى بالمغفرة والرضوان +

بسم الله الرحمن الرحيم ○ الحمد لله وحده + والصلوة على من
لا نبي بعده اما بعد فقد وقفت على هذا الكتاب المستطاب المسمى

بما احسن الادلة القويۃ + لدفع الحیل لوھابیہ + من مولفات الشیخ العلامۃ + العالم النحریر الفہامہ + الفاضل اللوذعی الماہر + الحاج المدرس المدقق المحقق ابو عبد القادر فوجدت فیہ ما خلت عنہ الدفاتر + ورأیت ما لم یخطر فی قلوب الاکابر والاصاغر فکم فیہ من قول دقیق + ومعنی لطیف + اصفی من الرحیق + و کانہ لمعات بدریۃ + او اشعۃ قمریۃ + او شمس طالعۃ فی نصف النہار مشرقۃ بین الدیار والامصار + ومضامینہ محلاۃ بحلی المواعظ و النصائح + وشمیم الخلد من ابوابہا فائح + وصفحاتہ کصفحات خواطر الابرار + او جنات تجری من تحتہا الانہار + وینبغی ان یقال انہ سراج الحق والیقین + لہدایۃ المتعصبین المضلین من الوہابیین + فمن اراد ان یسلک مسلک الصواب والامر الوسیط مجتنبا عن الافراط والتفریط + فعلیہ ان یطالع ہذہ الرسالۃ السنیۃ البہیۃ والنسخۃ الغریبۃ البہیۃ + فانہ للفوز الی الصلاح خیر الرسائل + ومسائل موشحۃ بحلی البراہین والدلائل + ونسئل اللہ تعالی ان یجعل سعی المصنف مشکورا + وعملہ مبرورا + وضاعف حسناتہ وفاض علی العلمین برکاتہ + نمقہ الحقیر الفقیر + الی رحمۃ ربہ القدیر + اشرف علی الاسلام آبادی صانہ اللہ تعالی عن الشر الخفی والجلی + مدرس مدرسہ چاٹگام +

بسم الله الرحمن الرحيم ۞ حامداً للمحمود الذي قلد العالمين بقلائد نعمه + ومصلياً للرسول الذي رحمت مقاليد الخلق بذريعته وعلى آله واصحابه الذين قلدوا مناهج شريعته وعلى تلامذتهم الذين كانوا حنفاء الله غير مشركين به أما بعد فقد طالعت ما في هذه القراطيس بعيون الأفاكير ولاحظت ما في هذه الاوراق بآماق الأناظير + فألفيتها سيوفاً مسلولة على رقاب الكفار والأعداء المجتهدين + وشموساً بازغة لإحراق أكباد الأضلاء الحاسدين الضالين + وآيات بينات لطلاب الرشد والجنان + وعرائس متبكرة لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان + كيف لا وهي من نتائج أفكار امام المتكلمين + ومن مقتبسات انظار رئيس المناظرين + محي السنة والدين + قامع البدعة والغاوين + الذي فاضت سحائب فيضه على الماضي والغابر + اعني الحاج المولوى محمد عبد القادر لا زالت شموس بركاته طالعة في الهواجر + وانا العبد المفتقر الى الله المنان + المدعو بعبد السبحان اللهم افض علينا اشتاء بيب الرحمة والرضوان + وعلى الذين سبقونا بالايمان + ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين + والصلوة على سيد المرسلين + وعلى آله واصحابه اجمعين + برحمتك يا ارحم الراحمين + فقط

لله در المصنف لانه قد اصاب فيما اجاب + عبد العزيز عفا عنه مرفيسر كلكته كالج

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خلق لکل فرعون موسیٰ وجعل من عباده لکل مبطل محقا + وجعل بقدرته وتوفیقه عبده قادرا علیٰ دفع الحیل الواهیة الوهابیة + باحسن الادلة القویة + والصلوٰة علیٰ خیر البریة الذی اوجز بقوله اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وعلیٰ اٰله واصحٰبه الذین هدموا بنیان الضلال کابابیل اصحاب الفیل +

امابعد فیقول العبد الضعیف احقر الطلبه السید **مسیح الله** عفی الله عنه لله در المولف رحمه الله حیث اتی بالجواب جواب الترکی بالترکی واسحر فی بیانه بالبرهان الانی واللمی واودع فیه الرمز الخفی والجلی

مدرس مدرسہ چاٹگام

بسم الله الرحمن الرحیم

هذا تقریظ من العبد الجانی المحقود الشیخ لسانی السعدی **عبد الودود** اصلح الله شانه ورفع فی الدارین

ونحمد الله الذي اظهر رموز كتابه وسنة رسوله باجتهاد المجتهدين وامضى سنة بتقليد امة بامام من الائمة الاربعة الى يوم الدين + الصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين + اما بعد فقد ظهر في هذا العصر طائفة من مقدمة جيوش النبائيين + ينكرون التقليد ويسبون العلماء المجتهدين + ويدعون انهم هم المحققون المصلحون + وفي الواقع هم المبطلون المفسدون + ويشيعون اباطيلهم بصحيفة الاخبار + ويذيعون عقائدهم الفاسدة في القرى والامصار + فيضلون سفهاء الحمقاء + ويحسبونهم كابي على سيناء + فالف مولانا عبد القادر المدرس مختصراً شافيا كافيا + ووجيزا مجزيا وافيا + في رد تشكيكاتهم الواهية الضعيفة واجوبة اعتراضاتهم الباطلة الركيكة + فسكتهم وبكتهم كانه شدخ رؤسهم بالمقامع من الحديد + وكسر قلوبهم بالمقارع من التهديد + فلا يقدرون على تحريك اعناقهم عند المناظرة والمطارحة + ولا يتمكن من اجابة خواطرهم في رده وقت المقابلة والمجادلة + كيف وهو عالم كامل مكمل وشيخ وجيه بوشاح الكتاب والسنة السنية + ومليء بالتقريرات العقلية والنقلية + ها انا قاصر في وصفه وتحسين وجيزه فالان اختم بالدعاء الخير + اللهم اجعل سعيه مشكورا + وولاء نصرته منصورا + آمين + يا رب العلمين + بحرمة النبي واله واصحابه

تقاریظ بلاغت مضمون علمای نامدار دیار
و تقاریر فصاحت مشحون فضلای ابرار امصار

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق الانسان من ماءٍ مّهین فجعله سمیعاً بصیراً ✣ ثم هداه السبیل امّا شاکراً و امّا کفوراً ✣ و وعد المؤمنین جنّة و حوراً و حریراً ✣ و اعتد للمنفقین سلاسلاً و اغلالاً و سعیراً ✣ و اصلّی علی نبیّه محمّد ن الذی ارسل الینا بالحق بشیراً و نذیراً ✣ و علی اٰله و اصحبه و تابعیهم و اتباعهم الذین شیدوا ارکان الاسلام و ارفعوا فی طریقة سلماً و مناراً ✣ اللّٰهم اجعلنا لهدیته و هدیهم متبعین ✣ و انفعنا بمحبته و محبتهم اجمعین ✣ انك علی کل شیئ قدیر ✣ و بالاجابة جدیر ✣ امّا بعد لا یخفی علی اولی الالباب ✣ و ذوی البصائر و الارباب ✣ ان فی هذا العصر و الزّمان ✣ قد انمحی فیه اثر الصّدق و الایمان ✣ حتی جل فی قلب النّاس و اللّسان البغض و الزور و البهتان ✣ و تطاول اعناق اهل الفساد و الطغیان و تم فی رؤس الشناعة و الشنان ✣ فعسیٰ ان الارض تخسف خسفا ✣ و تزلزل زلزالا

جمعین + المحرر العبد الضعیف المتوکل

محمد راشد عفا عنه وعن والدیه المجیب الواحد +

جل جلاله وعم نواله + + + مدرس اول مدرسہ محسنیہ ہوگلی

نمبر ۵ الحمد لله الذي انقذنا من ظلمات الاوهام الشیطانیة + بالسراج

المنیر ودلائله البهیة ورفع درجاتنا علی الامم الباقیة + حیث خاطبنا

وکنتم خیر امة بایة السنیة + الصلوة والسلام علی النبی العربی

المبعوث الی کافة الانام بالصفات المرضیة + الذي امر باقتداء السواد الاعظم لا

امة المرحومة الحنفیة + وعلی اله واصحابه الذین هم ارکان الدین

المتین ونجوم الملة المصطفویة + اما بعد فیقول العبد المذنب

الراجی برحمة الله السرمدیة عبد العلی الاسلام ابادی

تغمده الله تعالی بغفرانه وابویه واخوته الدینیة ان الفاضل التقی

النقی الحاوی للفنون الفروعیة والاصولیة والفائز بالفضائل الصوریة

والمعنویة المولی محمد عبد القادر الموصوف بالکمالات

الذکیة + من علی بارسال کتاب صنفه وسماه ما احسن الادلة

القویة + لدفع الحیل الوهابیة + فطالعته حرفا حرفا بالاشواق القلبیة

فوجدته کوکبا منجیا من ضلالات الغیلان الانسیة + شهابا

ثاقبا لرجم مردة الشیاطین الجنیة + الذین یصوتون في الغیاهب

السفلیة باصوات الانس العالیة + یدعون عباد الله المعتصمین

بعروة المحکمة القویة + للتفرق والتخلف عما سلک الصلحاء

رجفا + فلما اضمحلت كواكب السلطنة الاسلامية + وكادت ان تخفق النجوم الاسلاميه + وانطفى النبرس من فحول الكبار + وانكدر الهند على عاس البهار + هيهات هيهات على ما فات + ويحك ويحك على ما آت + قد سلف السلفون + وغبر الغابرون + فخرج قوم ليسوا بعقلدين بل للتقليد اشد المنكرين لا عقل لهم ولا دين + وانهم كانوا فى ايام السلفين + شرذمة من الرافضين + فلما خرضوا فى بحر الضلالة والمناهى + وصاروا كالغنم ليس له الراعى + ظهروا بصور المؤمنين + لكنهم ابغض قوم مضلين + ودحرجوا كرات تصرفهم العناد بصولجان النفاق كيف شاؤا + وجروا فى الارض جريان الخيول للعلف حيث راوا + وجعلوا جهالتهم فى الدين شعارا ودثارا + حتى سوادهم فى حق المجتهدين معروفا ومشهورا + فيفسدون فى الارض بانواع الحيل + ويثيرون غبار الفتنة والجهل + ويوسوسون فى صدور الناس + كما يوسوس الشيطان الخناس + فيسجون فخاخ المكر بحيلتهم ليصطادوا بها الخلائق من كيدهم + ويدبون فى سكك البلدان دبيب السم فى عروق الابدان + ويدلون الطريق المنحوس لمن يحبوا الدينار والفلوس + ويبينوا معنى الحديث خلافا له ثم يقيمونه دليلا ليشتروا به ثمنا قليلا + وينطقون طبق هوى انفسهم الخائنة + ولا يفرقون بالمسائل الاجماعية والقياسية + ويقلبون معنى الحديث بالبيان + ويضلون الجهال من الهداية الى الطغيان +

من العلماء الربانيه + مغتنمين فرصة الفترة فی هذه الايام التی تعبث
علی المسلمين انواع الرزية والبليه ليضلوهم عن سبيل الله السويه + و
يمحوا انورة الملة المضيئ فی الجهات الغربيه والشرقيه ويهدموا البنيان
الموصوص المشيد بنصرة الله تعالیٰ الی الذروة العلية + ويقطعوا
من وجه الارض حبل الاخوة الدينيه + خذلهم الله تعالیٰ وسود وجوهم
وشتت جموعهم الطاغيه + اسئل الله تعالیٰ ان يتلقی بشرف القبول
هذه الرسالة الانيقة الشرعيه + ويعطی المصنفها اجراً جزيلاً ويشكر
ساعيه بالعناية الالهيه + . + عرضے پرو فیسیر ہوگلی کالج
لله در المصنف

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام
علی خاتم المرسلين واله واصحابه اجمعين **امّا بعد** فاعلموا ايها
الخلان + انه فی هذا الزمان + خرج قوم من المفسدين + لا علم لهم و
لا دين + يقولون نحن فرقة ناجيه + وشرذمة هاديه + نسلك الطريق
الحق المتين + وهذا كالعلم اليقين + واعمالنا توافق الكتاب والسنة
السنيه + كسفهاء الضالة الحنفيه + وينكرون الاجماع والقياس +
ويتكلمون ان لا ائمتنا احد من الناس + لما يجب تقليدهم + وكيف
يكون من الهداية اتباعهم ولما دون ائمة الحديث + كتب الاحاديث
فننظر الی كتبهم + ونخرج المسائل من صحاحهم وان ابا حنيفه لا يعلم
الاحاديثا معدودا + وعده ابن خلدون انه سبعة عشر حديثاً

واجتهد باراءه الباطلة + خلافاً للسنة السنية وان الفقه من الاباطيل لما فيه من القال والقيل + وان اباحنيفة الكوفي + ومالك الانصاري والامام الشافعي واحمد الحنبلي من هم + وما مقدارهم + بجنب الهمام البخاري ومسلم النيشابوري + وابي داؤد والترمذي + وابن ماجة والنسائي + وقال بعضهم ان الزكوة ليست بواجبة في مال التجارة + وهذا كقول القرامطة ان الغسل ليس بفرض من الجنابة ويترك بعضهم صلوة الظهر والمغرب عمداً لاجتماع الوقتين ويزعمون انهم عاملوا السنة من غير كذب ولا مين + هذا انموذج من اقاويلهم الاباطيل + فالان اذكر بعض جوابهم بلا زيادة ولا تطويل + اعلموا ايها الناس ان الامام الشافعي واحمد ومالك الانصاري رحمهم الله تعالى واسكنهم في اعلى عليين + ويزيد درجاتهم الى يوم الدين + افضل واورع واعلم وازهد من البخاري ومسلم + وابي داؤد والترمذي ومن غيرهم + وذلك لانهم واساتذتهم + واساتذة اساتذهم قلدوا بعض هؤلاء الائمة + وهذا باهر كالشمس البازغة + اما علمتم ان من هؤلاء الكرام + وتلامذتهم العظام وصل الحديث الى الامام البخاري والمسلم + وهذا عند جميع الناس من المسلم + وكان الائمة الحديث حفظ الروايات + فكيف يكونوا مساويين لمن له حفظ والدرايات واعلموا ان الامام الاعظم + فيما بينهم + كالشمس بين النجوم لا نكرة الا جهول وظلوم + هو سراج الامة اورع واعلم وازهد وافضل الائمة

لما قال النووي في التقريب انتهى علم الصحابة الى الستة وليس فيه من شك وشبهة + ثم انتهى علم الستة الى علي وعبد الله بن مسعود فتفكر ايها الرجل نشدك بالله الودود + ان امامنا الاعظم انتهى علمه الى عبد الله + الذي هو صاحب رسول الله + واخذ العلم عن علقمة وحماد + فلا تنكر فضلهما الا الذي يريد الفساد + وادرك الامام اصحاب الكرام + لسيدنا عليه الف الصلوة والسلام + فلم حصل هذه المراتب من هؤلاء الائمة العظام + كلا ثم كلا بالله العلام + اما قرع سمعكم + ان مالك رح قلد الامام الاعظم حيث جعل لمصنفاته كتبا وابوابا + وهذا يقين جدا + وقال الشافعي الناس عيال ابي حنيفة في الفقه وهو تلميذ محمد بن حسن الشيباني فاحفظ هذا ايها الرجل الجاني + ومن تلميذ الامام ابن المبارك وهو شيخ احمد ابن حنبل + فاعلم هذا ولا تطل الكلام وتخجل + فلما ثبت افضلية الامام على الائمة الثلثة + فلزم منه افضلية على اصحاب الصحاح الستة لان افضل الافضل + من غير ريب يكون افضل + فلا ينكره الا الحمقاء + والاغبياء والاشقياء + واما قولك ان ابا حنيفة لا يعلم الحديث + فاسمع جوابه ايها الخبيث + قال الذهبي وغيره ان الامام الاعظم الكوفي كان حافظا للحديث وله اربعة آلاف شيوخ من كبار التابعين + وروى عنه علماء كبار من تبع التابعين + الذين اخبر بخيرهم سيد المرسلين + وكيف يصح قول ابن خلدون انه بلغت روايته

سبعة عشر حديثا + مع روايتنا و رويتكم ان روايته كثيرة جدا + فان قال احد ان الامام البخاری + ومسلم النيشابوری + لا يعلم الا حديثا واحدا فهل يعتبره احد من الناس + فافهم هذا الا يوسوسك الخناس + ويمكن ان يقال ان من رواية الامام بلغت ابن خلدون سبعة عشر حديثا لقصور علمه + كما يعرف قصور علمه من كتب المتبحر وغيره + وان سلم كفرض المحال ان الامام روى سبعة عشر حديثا فلا يثبت منه عدم علم الامام ذی الاجلال + ايها الرجل لمكار المحتال + لان عدم الرواية لا يستلزم عدم علم العالم + وهذا كالصديق الاكبر الاعظم + كان بوا علم الصحابة + وهذا معروف بين اهل السنة والجماعة + فمع هذا ما بلغت روايته كما بلغت رواية اصغر الصحابة + رضوان الله تعالى عليهم الى يوم القيامة + وان يعتبر قول ابن خلدون ومن ہو وما مقداره بجنب ابی حنيفة واصحابه العلماء المتبحرين + و مقلديه من المحدثين والمتكلمين + والفقهاء المجتهدين + و العلماء المفسرين + لان الاوزاعی الشامی + قال فی محمد بن حسن الشيبانی + لما راء سير الكبير لولا ضمنه من الاحاديث لقلت انه يضع العلم ايها الخلان + وقال ايضا صادق الله تعالى فوق كل ذی علم عليم فی حق هذا الامام عظيم الشان +

وقال المزنی فی ابی یوسف ہو اتبعہم للحدیث + اما راءہ المفسد الخبیث
وقال الخطیب فی تاریخہ مع حسدابو یوسف افقہ اھل عصرہ + وکان
النھایۃ فی العلم + ھذا من تلمیذ الامام الاعظم + فانظر ان کان تلمیذ
الامام ھکذا فکیف حال الامام ایھا الحاسد + لعل اللہ ختم علی
قلوبکم عن مکر الفاسد + ویثبت العلم وفضل الامام + من حدیث
النبی خیر الانام + صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاح الجدید ان
اثبت ھذا وعلی اللہ التکلان + مالم یثبت لاحد مثل الذی
فہم ھذا فللہ درہ + فی روایۃ مسلم عن ابی ھریرۃ لو کان الایمان
عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء فارس حتی یتناولہ + وفی روایۃ
الشیخین عن ابی ھریرۃ والذی نفسی بیدہ لو کان الدین معلقا
بالثریا لتناولہ رجل من فارس + وھذا حدیث صحیح رواھما
الشیخان + فانظر الی کتابھما انشدک باللہ المنان + وقال الحافظ
السیوطی ھذا الحدیث اصل صحیح یعتمد علیہ فی الاشارۃ لابی
حنیفۃ وھو متفق علی صحتہ وقال العلامۃ الشامی ما جزم بہ شیخنا
من ان اباحنیفۃ ھو المراد من ھذا الحدیث ظاھر لاشک فیہ لانہ
لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغہ احد فثبت المدعی من الشارع
العادلین + من غیر کذب ولا مین + وکیف یکون الفقہ من
الاباطیل والضلالۃ + لان الفقہ سقاہ علقمہ وعبداللہ بن مسعود
قد زرعہ اما تعلمون ان عبداللہ من ھو وما علمہ + وما ادرکم

ومافهمه + واعلموا ان علقمة اخذ العلم عن ابن مسعود وعلي وعمر و
ابي الدرداء وعائشة رضي الله تعالیٰ عنهم انكان هذا الرجل مضلا
بقولهم + فمن يكون هاديا + لعل الذي هرب من مكة هربا + وتاب
من التوبة + وان يذهب مرة اخرى الى مكة + اوالذي يقول ان
مكة المشرفة والمدينة الطيبة + دار الحرب والعدوان + اسمعوا كيف
هذا القول ايها الخلان + اوالذي كان عروجه بامراته + فاحفظوا
نفوسكم ايها الاحباء من شره وكيده + هذا الرجل باطني وكان جده
الرافضي + فرجع الى اصله واقام الفتنة على ساق + في المشرق والمغرب و
الآفاق + لما لحسد لم لم تركتم + امامنا الاعظم + ايتكلم بعض الحاسدين
فيه من الاقران + فما اعتباره ايها الخلان + ان اعتبرت هذا فاترك
البخاري + ومسلم النيشابوري + اما سمعتم ما تكلم الناس فيهما + بل
تكلمت فرقة في ابي بكر وعمر فدعهما + فكنتم بزعمكم الفاسد + من الروافض ا
جعل الله سوقكم الكاسد + وتكلمت فرقة في اسد الله الغالب +
فاتركه ايها المغرور كن من النواصب بل تكلمت فرقة في جميع الصحابة +
فاتركهم واخرج من اهل السنة والجماعة + بل تكلم قوم في نبينا
عليه السلام + لعلك تتركه من قول الاشقياء اللئام + بل تكلمت
شرذمة في الله العزيز الحكيم + فما تفعل ايها المفسد اللئيم +
اتترك الله عزوجل + فلا تقع ايها المغرور في الخلل والزلل + فما
كتب العالم الفاضل + النحرير الكامل + المعي اللوذعي + مولانا الحاج

مكانه اما بعد فهذه رسالة متبركة بهية
حمية نقية كانها صارم بتار لقطع اعناق اللا
مذهبين الاشرار او نشاب قتال لهلاك الوهابيين
البطال وكانها روضة من رياض الهداية زاهية
وصياصن بجنودها الى زحف المردة عادية كانها
زجمة باسودها ماشية الى افتراس الضالين
زاريه وهي لغير منصرف الضلالة كافية
ولعلل الغباوة شافيه ولظلام البدعات نور الانوار
ولعمران بلد الشقاوة منار العمار اولاماطة البطالة
بداية وازالة الضلالة هداية او لدفع
شر الاشرار كفاية ولرفع ضير النجاسة
نعم العناية وانه لفقه الحنفية في العدلية
ولشرح آيت المفسدين تفسير كبير
مثل نورها كمشكوة فيها مصباح المصباح في
زجاجة وحدائق الزجاجة كانها كوكب
دري من شجرة زيتونة لا شرقية ولا
غربية يكاد زيتها يضيئ ولو تمسسه
نار نور على نور يهدي الله لنوره من يشاء ويختار
ثم ليعلم ان النهي عن المنكر فرض كفاية فيجب على عامة المسلمين

عبد القادر الحنفی من الدلیل والبرہان الجلی + کاف بجواب الشقی الباغی + من غیر المقلد المفسد الطاغی + وللہ در المؤلف قد اجاد + فدا ئید مذہب النعمان وافاد + فاللہ تعالیٰ یجزیہ + خیر الجزاء فی الدنیا والدین + بحرمۃ رسول رب العلمین + + ۰ +

غلام سلیمانی عباسی عفی عنہ + مدرسین دوم مدرسہ محسنیہ ہوگلی

۱۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم + احمد اللہ الذی حلینا بحلیۃ السنۃ والجماعۃ + وقلدنا عقود تقلید احد المذاہب الحقۃ الاربعۃ + فہی حق باجماع الرجال + ولاریب فی حقہا ولاقیل وقال + فماذا بعد الحق الا الضلال + ونجینا عن خباثۃ التفرقۃ + واغواء الشیاطین الزنادقۃ وابعدنا عن التامین بالجہر والقراءۃ خلف الامام + وکل ذالک من المحذرات والاثام + واصلی واسلم علی من بعث بالدلیل + فیہ شفاء لکل علیل + وعلی الہ واصحابہ الذین ہم جاہدون فی سبیل اللہ الدین القویم + وہداۃ الضالین الی الصراط المستقیم + بدلیل ساطع وبرہان قاطع + اما بعد فلا یخفی علی من لہ ذوق سلیم + وطبع مستقیم + ان فی ہذہ الایام خبت انوار الدین وخمدت نار الیقین + لقلۃ العلماء الراسخین + وکثرۃ الجہلاء والسفہاء الفاسقین + سیما فی ہذا الزمان + قد خرجت فرقۃ لادین لہم ولا ایمان + یقال لہم اللامذہبون الضالون + الفاسقون المبتدعون

دينهم انكار تقليد الائمة الاربعة + وشريعتهم التلهي في التلفيق والتفرقة ولا يميزون الحق من الباطل لعدم عقولهم وعلومهم + بل ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم + الا ترى ان بعضهم يتجر بالدنيه من بضاعة كاسدة + وبعضهم يتفاخر بما عنده من اراء فاسدة فيوما يفتي بجواز نكاح الخالة وهذا من العجائب + ويوما يفتي باباحة المطلقة الثلثة بغير التحليل في ذلك من الغرائب + ويجوز الافطار لمن يطيق الصيام + وكرة ينهى عن التراويح والقيام + وهكذا من خرافاتهم اكثر من ان تحصى + وبلغ لعبهم بالشريعة الغراء غاية القصوى + لاسيما بالاحاديث والفرقان + الى ان هلم جرا الى الرسول في الرحمان + فاي فرق بينهم والجماد + هم ايها المؤمنون شر العباد + ومع هذا يدعون انهم محمديون + وانهم هم العاملون بالحديث وانهم يفعلون ما يؤمرون + فلما راي العالم العلام + الذي ترقى به مراتب العلوم والاسلام + والذى انتشر به انوار الدين الاحمديه + وزالت عنه غياهب الغباوة وضلالة السرهديه + والذين تفرد بالعلوم وتوحد بالفنون كالشمس بين النجوم + افقه الفقهاء + واكمل الكملاء فريد الدهر + وحيد العصر + زبدة الفصحاء + اسوة البلغاء + قدوة الصلحاء + امام الاتقياء + الذى تحقق بانه العلماء ورثة الانبياء استاذ الدنيا علاء الدين + شيخ المحققين في المدققين اعنى الحاج الماهر في العلوم العقلية والنقلية والظاهر + شيخنا مولانا علامة

الفهامة ابو عبد القادر مذ الفساد وظن انهم لقتوا
فى البلاد + فصنف بحمد الله وسبحانه كتابا عجيبا + وجوابا غريبا
الذي يسكت الخصام ويهدى الانام + يروق بالنواظر + ويجلوا
به البصائر + شعر كتابا لو تامله ضرير + لاصبح وهو ذو
بصر صحيح + بمضامين مزينة وموشحة بالدلائل والبرهان من
الاحاديث والفرقان + بل هو سيف مذرب يكتفى لقطع اعناق +
اللامذهبين المبتدعين الذين هم شر الاشرار + وانهم هم
الناريون لقوله عليه السلام + من شذ شذ في النار ولقوله تعالى ومن
يُشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل
المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا فلا ريب
لانكارهم لتقليد الائمة انهم من الزنادقين + وجعل الله لهم جهنم
مستقرا ومسيرا + وعليكم ايها الخلان + ان تخرجوا من قرب
وجوار انكم الشيطان + الذي ياتى عندكم بزى الانسان + ويوسوس
فى صدور الناس بالتلهى والتفرقة خصوصا فى هذا الزمان + وان تفلقوا
وتجدلوهم + لقوله عم من اراد ان يشق عصاكم او يفرق جماعتكم
فاقتلوه + فجزا الله تعالى المصنف المولانا ومرشدنا جزاء موفورا +
وجعل سعيه مشكورا + امين اللهم امين + نمقه العبد
الجاني المفقود + دليل الرحمن الحنفي المفتقر
الى رحمة الرب المعبود + صانه الله تعالى

من شر الحسود + درجة فوری النظام فوری

بسم الله | الاسلام اباد حفظه الله عن الاباد | الرحمن الرحیم

شکراً لک یا من انعم علینا بالتفقه فی الدین + ولو کره بعض الکارهین + والصلوٰة علی من امرنا باتباع سواد الاعظم الانور الاقوم + ونهانا عن الوقوع فی حفرة الشذوذ الاضعف الاظلم + وعلی اله واصحابه الذین هم مقدمات الدین + وبهؤلاء الکرام فزنا بسعادة المذهب المتین + وعلی التابعین وتبعهم الذین جهدوا فی الاجتهاد + راغبین عن طرفی الاقتصاد + منهم الائمة المجتهدون المهتدون + الذین ابتغاء مرضات الله اعمارهم بأذلون کیف وقد اقتدی بهم الاولیاء العظام + ولا ارتیاب فی وصولهم للخواص والعوام + اللهم اجعل منازلهم فی اعلی علیین + متکئین علی سرر متقابلین + وقد انتشر قول هؤلاء الراسخین عجماً وعرباً + بل شرقاً وغرباً + ومن لدن ذلک العهد الی الیوم جاریة المسلک المبین + بلا رد الرادین ومن غیر انکار المنکرین + کالشمس الشارقة یستضیء به الشجر والمدر + وقد اقر به الماضون العارفون وکل النفر + الا ان فی هذا الزمان خرجت طائفة من المتعصبین + یطعنون علی الائمة المجتهدین + متفوهین بانهم عاملون بالقران والحدیث + ولا یتمکنون من تمییز الحدیث عن الخبیث + ویتماشون الی الاقطار

والرساتيق + يوقعون بين العوام كالانعام التفاريق + وان سُئلوا
عن نحو جاءني جعفر + فطالما اجابوا بان جعفر مبتدأ وجاءني خبر
فباي وجه يكون لهم بالآثار خبر + وكثير من الاحاديث جوامع الكلم
هل تعلمون الحديث بهذا البصر والفهم + فضلاً عن اللطائف القرانية
والنكات الفرقانية المخرجين + فلدفع شر شرار اولئك القرناء للخناس
الذي يوسوس في صدور الناس + صنف رسالة عجالة نافعة موشحة
بالدلائل من الحديث والقران + معرضاً عن الادلة الفقهية لجحدهم
بحقية غير الاثر والفرقان + فصفعهم بايديهم + وخفض بنوالاعداء
الرافعين ايديهم + بعصى الادلة الظاهرة + واخفى اولئك المجاهرين
ببيض البراهين الباهرة + ونصب بناديق الحجج الساطعة المتفق عليها
لكسر الرقاب اولئك المغضوب عليها + وضرب الامثال التي يهدى
بها كثيراً + ومع ذلك لم لا يكون احد من هؤلاء الليام ولا غيرة لهم
خبيراً + كلها موجودة في تلك المختصرة وما هي احسن الادلة القوية
لدفع الحيل الوهابية + عوايدها بهية + وفوايدها غير خفية لمن له ادنى دراية
فله هي كفاية + المصنف الذي لقلب نقاد وقاد الثقات الاثبات
المتبحرين + مقدام مشاهير فحول المحدثين والمفسرين + حاج الحرمين
المنيفين + الذي من الزوارين المستفضين من روضة سيد الثقلين
الذين هم احقاء بالشفاعة لقول رسول الخافقين + من زار قبري
وجبت له شفاعتي + اللهم ارزقنا هذا النعم السرمدي مولانا

استاذنا الحاج محی السنة **محمد عبد القادر بدریس فی**
مدرسة الفوکانی صانہ اللہ عن الشرور الخفی والجلی
الذی من مشایخ اسلام آباد + قاتل اللہ حسادہ وا باد + اللھم
بطول حیاتہ وبقائہ انفعنا + واظلل افضالہ علی رؤسنا + ومن قبل
الف ذلک القمقام الھمام تذکرۃ المذاھب لمسالوجہ الکریم + ذکر
فیھا الادلۃ مبوبًا مفصلًا احیاء لدین الرؤف الرحیم + وھذہ العجالۃ
بین فیھا الدلائل القاطعۃ کانھا سریحی فتاک ھضار + تمزیقا لرؤس
ھؤلاء الاشرار + بالجملۃ شموس فضل ذلک العلامۃ مطالعۃ یبصرھا
المبصرون + ولو لم یرھا اولئک الخفاشون + قصرت عن اعتداد
مکارم المتخلق بالخلق العظیم + فبذ اکتفیت بھذا البیت المستقیم
شعر ان الشمس شمس وان لم یرھا الضریر + وان العسل عسل وان لم
یجد طعمہ المرور + وربما میلھم الی عقاید الروافض الغدارین + فمن
ثم رفضوا الحاق الحق وکانوا عن السنۃ والجماعۃ مائلین + ولایبعد ان
تکون بدعۃ ھؤلاء المعاندین الھوام + من فتن الدجال الکذاب علیہ
اللعنۃ الی یوم القیام + فنرجوا اللہ ان یضیئوا بطلوع النجم الثاقب السھیل
اعنی المصنف الاخفی + جزاہ اللہ فی الدارین بحرمۃ نبیہ الاکرم +
سطر ھذہ السطور العبد المذنب الحقیر خادم الطلبۃ محمد بشیر اللہ
الاسلام آبادی غفر لہ ولوالدیہ اللھم اھدنا الی دینک القویم انک
تھدی من تشاء الی الصراط المستقیم + واستعملنا بسنۃ سید المرسلین +

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۝ تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد جمیع حضرات اصحاب ایمان وارباب ایقان کو مژدہ جانفزا ونوید فرحت افزا سناتا ہوں اور سائر لا مذہبان بدسیرتان غریق چاہ ضلالت وسرگشتہ وادی جہالت کو ہدایت کا رستہ بتاتا ہون کہ اس دور پر شر وفتن مین اکثر جا لامذہبونکی یورش ہی فتنہ وفساد کی شورش ہے تحریرا وتقریرا بیچارے عوام کالانعام کو گمراہ کرتے ہین خلق خدا کو تباہ کرتے ہین لہذا انہیں ان کے رد مین جناب فضیلت اکتساب عالم باعمل فاضل اکمل قدوۃ المناظرین وزبدۃ المحققین حضرت حاجی مولنا عبد القادر صاحب مدرس مدرسہ ہد گلی لازالت شموس فیوضہ نے نہایت عمدہ ایک کتاب ہدایت انتساب مصداق اسم بامسمی الموسومہ بہ احسن الادلۃ القویۃ لدفع الحیل الوہابیۃ تحریر فرمایا ہے گمراہونکو راہ مستقیم دکھلائی ہے وہ کتاب من اولہ الی آخرہ احقاق حق وابطال باطل سے مالامال ہے اسکی صفت مین نطق ناطقہ لال ہے یہ اوسکی ادنی صفت ہی ۔ س

ہر حرف از و شگفتہ باغے ۔ فروختہ تر ز شب چراغے + تو آن ای لامذہبو ہم اکرام اللہ للہ ذرا بنظر انصاف لا بعین الاعتساف اوس کتاب مستطابکو تم لوگ دیکھو اور ہٹ دہرمی کی پٹی آنکھونسے کھولو خبردار مسیلمہ کذاب کے پیرو نہ بنو راہ ضلالت پر اڑے نرہو ورنہ

بروزِ قیامت پچتاؤگے اپنے گروگھنٹال کو یاد کرکے یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا کہہ کر روؤگے چلاؤگے ۔ من آنچہ شرط بلاغ ست با تو می گویم ✝ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال ✝ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و علیٰ آلہٖ واصحابہٖ وائمۃ المجتہدین اجمعین ✝ حررہ احقر العباد اصغر الافراد محمد عبد الشکور المتخلص بہ مرحبا عفی عنہ متوطن بلدۂ ٹانڈہ ضلع فیض آباد ✝

✝ ولہ ✝

نظر سے مرے گذری جب یہ کتاب ✝ میں اے مرحبا ہوگیے بس شادمان ✝
تھا بامراد بی ساختہ ✝ ہوئی خوب تنبیہ بد مذہبان ✝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لہٗ

للہ در المصنف کہ این رسالۂ سنیہ مرضیہ نور علیٰ نور ست مرمہتدین وین قویم را و ہدایت ست مرزایغین قلوب را بصراط مستقیم واہب العطایا و ملہم الخطایا مساعی مصنفش را مشکور کناد و جزایش و نودہاد

ابو الطاہر دلاور حسین گنگوہی سابق مدرس اول مدرسہ حسینیہ

فتوی ہے * لما فی العالمگیری الفتوی فی زماننا بقول محمد رح حتی یحد من سکر من الاشربۃ المتخذۃ من الحبوب والعسل واللبن والتین لان الفساق یجتمعون علی ہذہ الاشربۃ ویقصدون السکر واللہو بشربہا کذا فی التبیین ۱۲ ایضا فیہ وعند محمد رح حرام شربہ قال الفقیہ وبہ ناخذ کذا فی الخلاصہ ولما فی تنویر الابصار وحرمہا محمد مطلقا وبہ یفتی ولما فی الدر المختار والکل حرام عند محمد وبہ یفتی ۱۲ ولما فی رد المحتار (قولہ وبہ یفتی) ای بتحریم کل الاشربۃ وایضا فیہ (قولہ وبہ یفتی) ای بقول محمد وہو قول الائمۃ الثلاثۃ ایضا فیہ (قولہ وغیرہ) کصاحب الملتقی والمواہب والکفایۃ والنہایۃ والمعراج وشرح المجمع وشرح درر البحار والقہستانی والعینی حیث قالوا الفتوی فی زماننا بقول محمد لغلبۃ الفساد وعلل بعضہم بقولہ لان الفساق یجتمعون علی ہذہ الاشربۃ ویقصدون اللہو والسکر بشربہا ولما فی النہایۃ والفتوی علی قول محمد رح کذا ذکرہ الامام المحبوبی ۱۲ ولما فی الکفایہ والشیخ الخسروانی رح ذکر فی الفتاوی ان الفتوی علی قول محمد رح ۱۲ ولما فی الجامع الرموز وحاصلہ ان شرب (تا) وحرام عند محمد رح فیحد ویقع کما فی الکافی وعلیہ الفتوی ۱۲ تنبیہ * * *

دیکھو ان کتابوں سے یعنی عالمگیری اور تنویر الابصار اور در المختار اور رد المحتار اور ملتقی اور مواہب اور کفایہ اور نہایہ اور معراج اور شرح المجمع اور شرح درر البحار اور قہستانی اور عینی سے شربہ غیر منصوصہ میں امام محمد رح کے قول پر فتوی ہونا

اچھی طرح سے ثابت ہی اور اوسکے ضمن مین حرمت بھی ثابت ہوئی ÷ ..

جواب مسئلہ دوم - انگریزی شرابین - پورٹ - جن - بیز یعنی جو جو شرابین - جو - گیہون - جوار - سیب - شہد - شیر - انجیر - وغیر ذلک من الحبوبات وغیرہ سے بنتی ہین اونکا پینا حسب مذہب مختار امام محمد رح کے حرام ہے **لما فی الدر المختار** ÷

(وحرمہا محمد) ای الاشربۃ المتخذۃ من العسل والتین ونحوہما قالہ المصنف (مطلقا قلیلہا وکثیرہا (وبہ یفتی) ذکرہ الزیلعی وغیرہ واختارہ شارح الوہبانیۃ وذکر انہ مروی عن الکل ونظمہ فقال

شعر وفی عصرنا فاختیر حد واوقعوا ÷ طلاقا لمن من مسکر الحب یسکر ÷ وعن کلہم یروی وافتی محمد ÷ بتحریم ما قد قل وہو المحرر ÷ **ولما فی العالمگیری** اما الاشربۃ المتخذۃ من الشعیر او الذرۃ او التفاح او العسل اذا اشتد وہو مطبوخ او غیر مطبوخ فانہ یجوز شربہ مادون السکر عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رح وعند محمد رح حرام شربہ قال الفقیہ وبہ ناخذ کذا فی الخلاصۃ ÷ فان سکر من ہذہ الاشربۃ فالسکر والقدح المسکر حرام بالاجماع **ولما فی الہدایۃ** وما یتخذ من الحنطۃ والشعیر والعسل والذرۃ حلال عند ابیحنیفۃ رح (تا) وعن محمد رح انہ حرام ویحد شاربہ اذا سکر منہ ویقع طلاقہ اذا سکر منہ کما فی سائر الاشربۃ المحرمۃ ۱۲ **وایضا فیہا** وعند محمد والشافعی رح حرام ۱۲ ÷ .. ÷ .. ÷

تنبیہ دیکھو اس سے امام محمدؒ کا اشربۂ مذکورہ کو حرام فرمانا بخوبی ثابت ہے + **جواب مسئلہ سوم** + ہان جسکا کثیر حرام ہے اسکا قلیل بھی حرام ہی **لما فی الدر المختار** وقال محمدؒ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ۱۲ **ایضاً فیہ** (وحرمہا محمدؒ) ای الاشربۃ المتخذۃ (تا) قلیلہا وکثیرہا ۱۲ **ولما فی قاضیخان** یحرم القدح المسکر منہ وھو الذی یعلم یقینا او بغالب الرأی انہ یسکر وعلی قول محمد والشافعی لایحل شربہ (تا) لمحمدؒ والشافعیؒ قولہ علیہ السلام کل مسکر حرام وقولہ علیہ السلام ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام **ولما فی الھدایۃ** وھم فی اثبات الحرمۃ قولہ علیہ السلام کل مسکر خمر وقولہ علیہ السلام ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وروی عنہ علیہ السلام ما اسکر الجرۃ منہ فالجرعۃ منہ حرام ولان المسکر یفسد العقل فیکون حراماً قلیلہ وکثیرہ کالخمر + **تنبیہ** + جب ان دلائل و براہین سے غیر منصوصہ اشربہ مین امام محمدؒ کے قول پر فتوے دینا متفق علیہ مسئلہ ٹھہرا اور امام محمدؒ کا اشربۂ مذکورہ کو حرام فرمانا اور جسکا کثیر حرام ہے اوسکے قلیل کو حرام کہنا حتی کہ جسکی ایک ٹھلیہ پینے سے نشہ ہوتا ہی اسکے ایک چلو پی نے کو حرام فرمانا ثابت و متحقق ہوا پھر کیونکر ان اشربۂ مذکوریکی حلت کا فتوی دینا صحیح ہو + **فتاملوا** + ما اجاب المجیب صحیح مصیب
ہدایت اللہ عفا اللہ عنہ

ھکذا حکم الکتب واللہ تعالی اعلم بالصدق والصواب + + + +



لا مریۃ فی ہذہ المسئلۃ
محمد عبد القادر غفرلہ



ان ہذہ الاجوبۃ کلہا
صحیحۃ لاریب فیہا
رقمہ محمد عبد الباقی ... عفی عنہ

عبد العزیز ... غفرلہ

مستخرج محمد عبد القادر نے بحدیث الدین النصیحۃ خیر خواہی سے کچھہ عرض کرتا ہی اور طرفین کے قول کی تطبیق بتاتا ہے

مومنو تاڑی خوری اور پورٹ نوشی کو چھوڑ دو اور ظاہر داری کو دینداری خیال مت کرو + کیونکہ ایمان دارون کی ایمانداری + اور دینداروںکی دینداری کا ڈھنگ کچھہ اور ہی + اور ظاہر دارونکی ظاہر داری اور حیلہ جویونکی حیلہ جوئی کا رنگ کچھہ اور ہی + کیونکہ دیندار لوگ اپنی دینداری اور تقاوت کی وجہہ سے افراط و تفریط و مشکوکات و اختلافات سے احتراز و احتیاط کرتے رہتے ہین + اور ظاہر دار لوگ باطن خواہش نفسانی پر عمل کرتے پھرتے ہین + اور بظاہر چن چن کر اون روایتونکو جو اُن کے خواہش نفس کے مطابق سمجھتے ہین اپنے عمل کی دلیل گردانتے ہین جسمین لوگونمین متہم نہووین + یہہ کچھہ دینداری و خدا پرستی نہین + بلکہ سراسر بندہ پرستی و ریاکاری و شر العبادی ہے + اسلئے ابن حجر عسقلانی نے اپنے تخریج احادیث الرافعی مین بروایت عبد الرزاق یون لکھا ہی کہ اگر کوئی بقول اہل مدینہ سرود سننے اور وطی نے و بر النساء کرنیکو اخذ کرے + اور بقول اہل مکہ متعہ اور صرف پر عمل کرے + اور بقول اہل کوفہ نشہ پینے کو اختیار کرے + وہ بدترین خلایق اور شر العباد ہے + چنانچہ اسکی دلیل ہمارے تذکرۃ المذاہب کے (۳۸۱) صفحہ مین پاوینگے اگر نظر کرینگے اور جو لوگ ہر مذہب سے مباح کو تلاش کرکے اختیار کرتے ہین ++ وہ فاسق و فاجر بنتے ہین + اسکی دلیل بھی اسی صفحہ مین ملیگی + اعتراض

اگر فقط امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے تو کیا شیخین کا یہہ قول مردود ہے +
الشراب الرابع (تا) واذا غلی واشتد یحل شربہ فی قول ابی حنیفہ
وابی یوسف رح فی قول الاخر لاستمراء الطعام والتداوی والتقوی لطاعۃ اللہ تعالیٰ
دون اللہو واللعب والسکر کذا فی قاضیخان والعالمگیریہ
وغیرہ **جواب** اسکا کئی طرح پر ہے **اولاً** شیخین کا قول صحیح
ومقبول ومقصود ہے مردود نہیں ہے ہاں زمانہ خیر القرون کے ساتھ مخصوص و معہود تھا +
انقلاب دوران واختلاف زمان کے سبب سے بظاہر سد و د ہو گیا + کیونکہ
زمانہ سابق کے لوگونکی قوت ایمانکا حال کچھ اور تھا + اب زمانہ حال کا حال
کچھ اور ہو گیا + حتیٰ کہ لوگ شراب کو شربت کے نام سے پینے لگے +
کیوں نہو رسول خدا صلعم نے اس باتکی خبر آگے ہی سے دی ہے +
حدیث عن النبی صلعم قال لیشرب ناس من امتی الخمر یسمونہا
بغیر اسمہا اخرجہ النسائی اخرجہ ابن ماجہ جب صریح روایت پا دینگے
تب تو بلا نہ پیا کرینگے + اسلئے علمائے کبار و فضلائے نامدار نے حسب حال زمانہ
کے بالاتفاق امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا + اور شیخین کے قول کو
اشربہ غیر منصوصہ کے باب مین بظاہر مسدود ٹھہرایا تاکہ لوگ اسکے ٹیک پر افراط
و تفریط نکرے **ثانیاً** غایۃ ما فی الباب یہہ ہی کہ شیخین کے قول سے قدر
غیر مسکر کی اباحت ثابت ہوتی + وہ بھی مقید بقیود و مشروط بشروط ہے +
لیکن امام محمدؒ کے قول سے حرمت ثابت ہوتی ہے + اور ناظر نہیں ہے
کہ جہان کہین حرمت و اباحت مین تعارض واقع ہووے وہان حرمت کی ترجیح

ہوتی ہے + یہان پر بھی حرمت کی ترجیح ہوگی چنانچہ اشباہ مین ہے
اذا تعارض دلیلان احدھما یقتضی التحریم والاخر الاباحۃ قدم التحریم
بلکہ سارے اصول کی کتابون مین اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام کا قاعدہ
معروف ومشہور ہے پھر یہان پر کیون غلبہ نہو + اور سنئے امام محمد رح کا
قول بہ نسبت مقبول ہونے کی دلیل حضرت عثمان رض کے اس قول سے ثابت
وتحقیق ہے قال عثمان رض لما سئل عن الجمع بین الاختین بملک الیمین
احلتہما ایۃ وحرمتہما ایۃ والتحریم احب الینا کذا فی الاشباہ +
ثالثاً اگر غور وفکر کرکے دیکھئے تو امام محمد رح اور شیخین کے قول مین منافات
کلیہ متصور نہین کیونکہ صورت سکر وتلہی وغیرہ مین دونون قول کا نتیجہ متحد ہی
ہے یعنی بالاتفاق حرام ہے + ہان عدم سکر وغیرہ کی صورت مین کسیقدر منافات
جزئیہ البتہ متحقق ہے + لیکن وہ منافات جزئیہ بھی اسی روایت کے قیود وشروط
سے اڑ جاو سند فع وسلوب ہی کہ فی زماننا لوگ قوت عبادت وغیرہ کے
لئے نہین پیتے ہین بلکہ نشہ وسرور کے غرض سے پیتے ہین لیکن اپنی ما فی الضمیر کو
مخفی کرکے بظاہر شیخین کے قول پر عمل کرتے ہین + کہتے ہین چنانچہ اسباب پر
رد المحتار کی اس عبارت نے شہادت دی والناس فی زماننا یشربون
للفجور والتلہی + جب نشہ اور سرور غرض ٹھہرا + تب شیخین کے قول مطابق بھی
حرمت آگئی + پھر منافات کہان رہی + چونکہ فقہا نے نشہ خورون کی
تہ دل کی بات دریافت کرلی + اسلئے احتیاطاً امام محمد رح کے قول پر فتوے
دیا + حتی کہ امام مالک رح اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رح وغیرہم نے بھی باعتبار

فساد زمانہ اسپر موافقت کی + یعنے حرمت پر حکم کیا + اور صاحبان صحاح وغیرہم نے بھی اس باب مین بہت سی حدیثون کو جمع کیا + حدیث کل شراب اسکر فہو حرام + اخرجہ الترمذی حدیث کل مسکر حرام اخرجہ الترمذی حدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام + اخرجہ الترمذی واحمد وابوداود وطحاوی وابن حبان حدیث قال رسول اللہ صلعم کل مسکر حرام ما اسکر الفرق منہ فملاء الکف منہ حرام الخ اخرجہ الترمذی حدیث قال رسول صلعم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ومن مات وہو یشرب الخمر یدمنہا لم یشربہا فی الآخرۃ + اخرجہ ابوداود حدیث عن النبی صلعم قال کل مخمر خمر وکل مسکر حرام ومن شرب مسکرا بخست صلوتہ اربعین صباحا الخ اخرجہ ابوداود حدیث عن دیلم الحمیری قال سئلت النبی صلعم فقلت یا رسول صلعم انا بارض باردۃ نعالج فیہا عملا شدیدا وانا نتخذ شرابا من ہذا القمح نتقوی بہ علی اعمالنا وعلی برد بلادنا قال ص ہل یسکر قلت نعم قال ص فاجتنبوہ فقلت فان الناس غیر تارکیہ قال فان لم یترکوہ فقاتلوہم + اخرجہ ابوداود + اور اسیطرح پر بخاری ومسلم وابن ماجہ والنسادو موطا وغیرہا مین بھی ہے دیکھہ لیجئے رابعا اگر سچ پوچھیئے تو امام محمد رح کا قول عین امام اعظم رح کا قول ہونا ثابت ہے کیونکہ امام اعظم رح کے کسی شاگرد نے کسی مسئلہ مین امام صاحب کی مخالفت

نہین کی + بلکہ اس عدم مخالفت کو حلفاً اظہار کیا + ہان امام صاحب ہی کے اقوال مین سے بعض قول بر پسورد دیگر حسب مناسب حال و اقتضای مقال کے اختیار کیا اور اس اختیار کے سبب سے مجازاً وہ قول اُن کے شاگردونکی طرف منسوب ہوگیا + کیونکہ اضافت بادنی ملابست درست ہے جیسا ہمنے اس باتکو ما احسن الادلہ القویہ لدفع الحیل الوہابیہ کے (۹۲) صفحہ مین لکھا + ورنہ کل شاگردون کے اقوال استاذ ہی کے قول ہین چنانچہ اس بحث کو مین نے تذکرۃ المذاہب کے ۱۰۵ صفحہ مین لکھا۔ + اور اپنے دعوی پر دلیل شافی اور برہان کافی لایا **اعتراض** اگر دونون قول امام صاحب ہی کا ہونا ثابت ہووے تو تناقض لازم آوے **جواب** تناقض معنوی نہین ہان بظاہر سمجہہ کا تناقض ہے + وہ تناقض عدم فہمی کی حیثیت و اعتبار کے قیود سے مندفع ہے + کیونکہ امام صاحب کے اقوال حیثیت و اعتبار زمان و مکان و مورد و ماخذ و منزل کے ساتھہ متعلق ہے + سب لوگون کے سمجہہ مین نہین آتے ہین + اسلئے تناقض ہی سمجہتے ہین + دور کیون جاؤ فقط اسی مسئلہ ہی مین غور و تفکر کرکے دیکہو تو کل حال اس مسئلہ کے قیل و قال سے اچّھی طرح سے منکشف ہو جائیگا + وہ غور متعلق بالتمہید ہے اور وہ تمہید یہہ ہی کہ بعد از بعثت رسول کریم صلعم کے بہی حسب دستور ایام جاہلیت کے شراب نوشی جاری تہی اسلئے حضرت عمر رضہ نے رسول کریم ۴ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص شراب تو مہلک مال او مزیل عقل ہے + آپ اللہ تعالی سے دعا مانگئے تا کہ شراب کے حال سے ہمکو خبر دیوے + تب رسول اللہ صلعم نے اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا

فرمایا تب قولہ تعالی یَسْئَلُونَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ
وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ نازل ہوا + اسوقت بعض لوگون نے شراب پینے کو
ترک کیا + اور بعضون نے یہہ تاویل کی کہ جب خداوند تعالی نے دو امر کو
بیان کیا گناہ و نفع - تو نفع مین ہمارا حصہ باقی رہا + پھر حضرت عمر رضی
اللهم زدنا فی البیان فرمایا + تب قولہ تعالی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی
نازل ہوا + اُسوقت مین بعضون نے لاخیر لنا فیما یمنعنا من الصلوة
کہکر شراب نوشی چہوڑدی اور بعضون نے یہہ سمجہا کہ اللہ تعالی نے جب سُکر کو
مقید بقربت صلوة کیا + تب غیر وقت نماز مین درست رہا + اسلیئے حضرت
عمر رضی نے پہر اللھم زدنا فی البیان فرمایا - تب قولہ تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ نازل ہوا + جب ہی سے شرابکی حرمت قطعی ثابت ہوگئی +
اور کل لوگون نے بالکل ترک کردیا + کیونکہ اللہ جل شانہ نے بڑے زجر و
توبیخ مزید اور وعید و تحذیر شدید سے اپنے کلام کے مضمون جملہ کو انّما
کے ساتہہ موکد کیا + اور خمر پر جو مبتدا ہے میسر انصاب و ازلام کو عطف
کرکے حکم ہر چہار کا مستساوی بتایا + پہر اُنکی خبر رِجْسٌ ڈالا پہر رجس کا
بیان مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ کیا پہر بقولہ فَاجْتَنِبُوْهُ اجتناب اسکا کل خلایق پر
واجب کیا + پہر لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ سے فلاح کو اُسکے اجتناب کے اقران کیا۔

بعد اسکے اُسکے مفاسدون سے یعنے شیطان کے عداوت ڈالنے سے اور نماز اور ذکر خدا کے باز رکہنے سے خبر دی + پہر فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ سے بہت ہی غضب سے ڈرایا + کہ اِس قسم کے مقامون کے استفہام کے معنے امر کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے اسلئے حضرت عمر رضہ نے اِس آیت کے جواب مین انتہینا ربنا انتہینا ربنا فرمایا + کذا فی النسائی وابوداؤد والبیضاوی والکفایہ والعنایہ وغیر ذلک + لیکن جب یہہ حکم اشربۂ متعارفہ منصوصہ کے ساتہہ مخصوص تہا + اسلئے اکثرون نے اشربۂ غیر منصوصہ کو پینے لگے پہر جب حدیث کل مسکر حرام + حدیث کل مسکر خمر و کل مسکر حرام اخرجہ المسلم وغیرہ کا مضمون دریافت کیا + تب صحابیونکے درمیان دو فرقے ہوگئے + ایک فرقہ نے تو قدر غیر مسکر کو مباح جانکر بغیر قصد لہو و لعب مسکر کے بلکہ بقصد تداوی و تقوی کے پینا شروع کیا + اور دوسرے فرقے نے احتیاطاً چہوڑہی دیا + جب اِسپر ایک زمانہ گذرا پہر لوگون نے بہت کچہہ افراط و تفریط کرنا شروع کردیا + حتّا کہ امام صاحب کا زمانہ آن پڑا + تب امام صاحب نے تمام کوایف ولطایف کو دریافت کرکے اِن مسائل فقہیہ کو قرآن وحدیث و فعل صحابہ رضہ سے استنباط کیا + اور اُنمین خیر القرون و شر القرون کے لحاظ سے اور زمان و مورد و منزل و ماخذ وغیرہا کے اعتبار سے قیود و شروط لگاکر قول مذکور کو بطور قاعدۂ کلّیہ بتا دیا + جس سے اون کے بعد کے مجتہدین منتسبین جیسے امام ابویوسف رح و امام محمد رح و امام زفر رح وغیرہم حسب انقلاب نیت مردمان اور بموافق اختلاف زمان کے اوس قاعدی پر مسائل استخراج

کرسکین + یعنے حسب مناسب حال و مقتضائے مقال استنباطات مین قیل و قال کرنے کی طاقت پاوین + اور تفسیق اون صحابیونکی (جنہون نے مع رعایت شروط و قیود وجوہ یہ عدمیہ مذکورہ کے بقدر غیر مسکر پنیا تھا) لازم نہ آوے + اسلئے **قاضیخان** مین یہہ عبارت مرقوم ہے عن ابیحنیفۃ رح انہ قال من شرایط السنۃ والجماعۃ ان لایحرم النبیذ الجر لان فی تحریمہ تفسیق کبائر الصحابۃ رض وعنہ انہ قال لا احرم النبیذ الشدید دیانتہ ولا اشربہ مروۃ اجمع کبار الصحابۃ رض علی اباحۃ النبیذ واحتاط فی شربہ لاجل الاختلاف فی الخ **وفی رد المحتار** روی ان الامام قال لبعض تلامذتہ ان من احد شرائط السنۃ والجماعۃ ان لایحرم نبیذ الجراہ وفی المعراج قال ابوحنیفۃ لو اعطیت الدنیا بحذا فیرھا لا افتی بحرمتہا لان فیہ تفسیق بعض الصحابۃ ولو اعطیت الدنیا لشربہا لا اشربہا لانہ لاضرورۃ فیہ وھذا غایۃ تقواہ اور جو کوئی ان شرایطون اور قیودون کا لحاظ نکرے + بلکہ تلہی اور لہو ولعب اور سکر کا ارادہ رکھے تو اون کے لئے بالاجماع حرام ہے **لما فی در المختار** اما عند قصد التلہی فحرام اجماعا ایضا فیہ ولو للہو لایحل اجماعا حقایق ایضا فیہ فلو شرب للہو فقلیلہ وکثیرہ حرام **ولما فی شرح العینی علی الکنز** وھذا الاختلاف فیما اذا قصد بہ التقوی دون التلہی وان قصد بہ التلہی فہو حرام بالاجماع **ولما فی الطحطاوی** اذا کان شربہ للھو

فقلیلہ وکثیرہ حرام اتفاقاً ولما فی ردّ المحتار عن ابی یوسف ع لو اراد السکر فقلیلہ وکثیرہ حرام وقعودہ لذلک حرام ومشیہ الیہ حرام جب صورت تلہی وغیرہ مین بالاجماع حرمت ثابت ہوئی تب بدلیل والناس فی زماننا یشربون للفجور والتلہی کذا فی ردالمحتار + وایضاً فیہ وفی العالمگیری لان الفساق یجتمعون علی ہذہ الاشربۃ ویقصدون اللّٰہو والسکر بشربہا + لوگونکا نیّت تلہی وغیرہ بیناً ثابت ہوا + تب ہی امام محمد ع نے اپنے استاذ کے قول کو خوب سمجھا اور تبدلات زمان تغیرات زمان کو دریافت کرا اور لوگونکی نیّت کا حال معلوم کرکے اپنے استاذ کے قاعدے پر مطلقاً حرام فرمایا + اب دیکھو امام محمد ع کا قول عین امام صاحب اور امام ابو یوسف ع کا قول ہونا ثابت ہوگیا یا نہین + عبرت او خیرت پکڑو + اور امام صاحب کے قیودونکو لحاظ کرو + جسمین کبھی ایسا ہو نہیں سکتا کہ شیخین کے قول کے موافق تاڑی اور پورت وغیر ذلک بقدر غیر مسکر حلال ہے *:* سوائے اسکے اور سنو کہ جب شیخین نے اباحت وحلت کو بشروط وجودیہ وعدمیہ مذکورہ مشروط کیا تو بقاعدۂ اذا فات الشرط فات المشروط فوت الشرط سے (کہ عبارت از قیود وشروط ہست) فوت المشروط (کہ عبارت از اباحت) لازم آیا + جب یہہ ثابت ہوا تب دونون قول کا متحد ہونا بھی ثابت ہوگیا تفریع + ان تقریرات مسطورہ اور تحریرات مزبورہ سے یہہ کیفیت کھلی + بلکہ حسب مضمون حدیث اختلاف امتی رحمۃ کے اس اختلافات مذکورہ سے یہہ رحمت نکلی + کہ تاڑی کی روٹی ٹبکٹ کی اباحت بخوبی طرفین کے قول سے ثابت ہوگئی کہ حرمت کی علت گئی گذری + کیونکہ شیخین نے

قول سے تو ثبوت اباحت کا عیان ہے حاجت بیان نہین + کہ شروط و جو
مذکورہ و قیود عدمیہ مزبورہ اسمین بحسن و بخوبی ثابت و متحقق ہے + اما امام
محمد رح کے قول سے بھی اسکی اباحت ثابت ہی اسوجہ سے کہ انکی یہہ علت
حرمت اشربۂ غیر منصوصہ کی اس مضمون کے ساتھہ مختص ہے (کہ فی زماننا لوگ
فسق و فجور کی نیّت سے اور لہو و لعب اور سکر کے مقصد سے پیتے ہین)
حالانکہ وہ خصوصیت روٹی بسکٹ مین اصلا پائی نہین جاتی ہے بالکل مفقود
ہی + لیکن محتاطون کے لئے احتیاطاً ترک کرنا اولی ہے اس سبب سے کہ اکثر
صحابۂ کبار نے بھی باوجود مباح جاننے قدر غیر مسکر کو احتیاطاً ترک کیا + کما مرّ
ذکرہ + اسلئے امام اعظم رح نے یہہ فرمایا کہ اگر ساری دنیا اسکے حرمت کے
فتوی دینے پر مجھے ملے تب بھی مین اسکے حرمت کا فتوی نہ دون + اور اگر
ساری دنیا اسکے پینے کے عوض مین مجھے ملے ہرگز نہین پیونگا ++
کما مرّ ذکرہ + کیونکہ بہت سے ایسے مباح ہین جسپر عمل کرنا ضرور نہین +
چنانچہ اسکی دلیل اس حدیث سے بھی مستنبط ہی **حدیث** قال رسول اللہ
صلعم اکثر جند اللہ تعالی فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ +
کذا فی عقود الجواہر **دفع دخل** اگر کوئی کہے کہ اس مسئلہ مین شیخین رح
ایک طرف اور امام محمد رح ایک طرف اور جہان کہین ایسا واقع ہوتا ہے
وہان شیخین کے قول پر فتوی ہوتا ہے جیسا قاضیخان وغیرہ مین ہے
تب شیخین کے قول پر فتوی نہ ہوکر فقط امام محمد رح کے قول پر کیونکر فتوی ہونا
صحیح ہوا **جواب** اسکا کئی طرح پر ہے **اوّلاً** یہان پر باعتبار شروط و قیود

مذکورہ قولین کے درمیان تناقض متحقق نہین کہا مرّ ذکرہٗ پہر کیونکر ایک
طرف شیخین اور ایکطرف امام محمد رح کہنا صحیح ہوا ثانیاً وہ قاعدہ فقہیہ اس
صورت کے ساتہہ مختص ہے جسصورت مین کسیطرف علیہ الفتویٰ وغیر ذلک
متقدمین کیطرف سے مندرج نہ ہووے وہان البتہ مفتی کو وجہ ترجیح کے لیئے
اس قاعدی کے لحاظ سے فتویٰ دینا چاہیئے یہان وہ بات متحقق ہی نہین
بلکہ متقدمین مفتیون نے خود آگے سے فتویٰ دی رکہا ہی + پہر اس
قاعدے کیطرف متاخرین مفتیونکو محتاج ہونا کونسی ضرورت ہی +
ثالثاً اس قاعدے کو جن لوگون نے ایجاد کیا اُن لوگون نے قبل ایجاد
اُسکے امام محمد رح کے قول پر فتویٰ دیا + ہان اس قاعدیکو بنانے کا
یہہ فائدہ ہے کہ جس مسئلہ مختلفہ مین متقدمین کیطرف سے انفصال نہین پایا گیا
یعنے علیہ الفتویٰ وغیر ذلک نہین لکہا گیا ہووے وہان مفتی اس قاعدی سے
لحاظ سے فتویٰ دیوے فقط + + + + + + + +

خذ هذا فانه غاية البيان + مما القاه في قلبي المستعان
فنعم هو المنان + فارجعوا اليه يا ايها الاخوان + + +

عبد القادر ۱۳۳۰

فرقہ شیعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ ۱۶ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ
واصحابہ اجمعین بعد اسکے جاننا چاہیئے کہ شہر مکہ معظمہ و نیز کفر کے
دوسرے شہر اور مکانون کے فتح ہونیکے بعد فوج فوج ہوکر کفار عرب وغیرہ
مسلمان ہوئے پھر جب آنحضرت صلے اللہ وسلم اس جہان سے رحلت فرما ہو
تب وہ نئے مسلمان پھر کافر مرتد ہو گئے پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ خلیفہ ہوکر لڑکے بہتونکو ان مین سے قتل کیا اور بہت لوگ اسنے تائب ہوکر
پھر مسلمان ہو گئے لیکن وہ لوگ بظاہر مسلمان ہوے مگر بباطن کفر و نفاق
رکھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین در پردہ رہے پھر حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین خارجی بنگئے اور انکو قتل کیا پھر حضرت علی
رضی اللہ عنہ کی خلافت مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر بنکر اور مددگار
ہوکر اسنے لڑائی و مجادلہ کیا آخر انجام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا پھر حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ ان خارجیون کے تائید سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
سے مقابلہ کرکے خلافت چھین لینے کو آئے حضرت بڑے امام صاحب موصوف نے

لڑائی کو مصلحت نجان کر انکو خلافت حوالہ کی اور شہید ہو گئے پہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے رحلت کے بعد اُن خارجیون نے یزید کے لشکر کے ساتھی و مددگار ہو کر حضرت امام حسینؑ کو شہید کیا اور اُسکے حکم سے مدینہ منورہ کو لوٹ کر بہت سارے صحابیونکو قتل عام مین لائے پہر یزید کے ہلاک ہونیکے بعد مختار نے کوفہ مین خلیفہ ہو کر یزید کے لشکر و مددگارونکو قتل عام کیا بعد اُسکے ایک دوسریکے پیچہے بہت آدمی خلیفہ ہو کر اُس اطراف مین اقسام طرحکے فساد برپا کرتے رہے جسکے باعث ملک عرب وغیرہ مین ظلمت فساد فسق و فجور سے اندہیارا ہو گیا مہجرین مغلوب و عاجز ہو گئے دین اسلام مین فتور و قصور حد سے زیادہ پڑ گیا ایسے وقت مین سب سے پہلے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور روایت کے روسے آستی ہجری مین پیدا ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کتنے یار و اصحاب و تابعین سے علم دین حاصل کر کے کمالیت و اجتہاد کے درجہ مین پونہچکر مسائل احکام شرع کو قرآن شریف و احادیث سے استنباط نکال کر ہزارن شاگردونکو فیض عام دین کے علم کا پونہچایا اور ابن المبارک نے مناقب مصنف مین امام اعظم رح کے کہا ہے + کہ لاینبغی لاحد ان یقتدی من دونہ غیراً واثبت فی مناقبہ ما اثبت و ما ادریکم ما اثبت الی ان قال شعراً +

لقد زان البلاد و من علیہا + امام المسلمین ابو حنیفہ + باحکام و اثار و فقہ کایات الزبور علے صحیفہ + فما فی المشرقین لہ نظیر + ولا فی المغربین ولا بکوفہ + یبیت مشمراً سہر اللیالی + و صام نہارہ للہ خیفہ + فمن کابی حنیفہ

فی علاه + امام الخلیفة والخلیفه + ثم اعتقادی مذهب النعمان
ثم اتبع اجتهاده المالك الذی ولد فی سنة خمس وتسعین [٩٥] ثم الشافعی
الذی ولد فی سنة مائة وخمسین [١٥٠] ثم الحنبلی الذی ولد فی مائة واربعة [١٦٤]
وستین لکنهم استنبطوا فی بعض فروعات استنباطا تفریقا وحققوا فیها
تحقیقا + وکان لکل واحد منهم اصحاب احرزوا اصولهم احرازا وابرزوا
فروعاتهم ابرازا + ویعملون علی اصولهم مقلدین لهم ویرجحونها
ترجیحا + ویصرحونها تصریحا فلذلك صار المذاهب الاربعة من الله
تعالی مرضیا ومحصورا + لانه من استنبط ممن سواهم کان استنباطه
مخطورا ومدحورا + لانه کان فی الارض منتشرا ومنشورا + فلیس
فی کتاب مجموعا ومسطورا + فلاریب ان انحصار المذاهب الاربعة کان
فضلا الهیا + وحکما شرعیا + فلا طاقة لاحد ان یبدل تبدیلا او
یکثره تکثیرا + او یؤوله تاویلا + ولا ینبغی لغیر المجتهد ان یتبعها
تلفیقا + لانه کان تلهیا تحقیقا + وکان التلهی حراما + ولا یکون الحرام فی الشرع
حراما ثم الف المحدثون فی الصحاح من بعد المائتین وغیرهم من بعد ثلث
مائة احادیثا واثارا + فالف کل منهم بطاقة البشریة تالیفا حمیدا اختیارا او
اختصارا + لیستحکم ما استنبطه الائمة الاربعة استنباطا محیطا + واستخرجوا
استخراجا بسیطا + ولان احدهم اراد ان یجدد للناس منها مذهبا جدیدا
وان یتخذوه بمخالفة الائمة قولا سدیدا + لان کل واحد منهم کان عطارا
حریزا رطبا ویابسا + وما کان لباس اجتهاد لابسا + وما کان فیه متمکنا

كاملاً، وطبيباً حاذقاً عاملاً، بل كان لاحد الائمة مقلداً متبعاً سعيداً ومقتدياً ومعتقداً ومريداً، اما من الف منهم للاحاديث متعصباً للامام الائمة ومعانداً فلا تلتفت اليه ابداً فالحمد لله الذي جعلني مقلد المن كان وليناً كاملاً محابداً صالحاً زاهداً عارفاً براً تقياً نقياً مجتهداً تابعياً و كان افضلهم فضلاً، واعلمهم علماً، واورعهم ورعاً، واقربهم زماناً، واعظمهم اماماً، اور شرح سفر سعادت مین مرقوم ہے

کہ این چہار تن از امامان دین و مقتدیان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ و غایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند در غیر مجتہد آنرا جز تابع ایشان بودن چارہ و حیلہ نیست و مشایخ طرق و بزرگان ایشان ہمبرین مذاہب بودہ اند یارب مگر آنہا کہ از ایشان بمایہ اجتہاد رسیدہ موافق یا مخالف ایشان برای خود اجتہادی نمودہ باشند، و بالجملہ مذاہب حق و طرق وصول بمنزل مقصود و ابواب آمدن دین این چہار ست و ہر کہ راہے ازین راہہائی و دری ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و درے دیگر گرفتن منظور کند عبث و یاوہ باشد و کارخانہ عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن ہست، ۰۰

ولد البخاری یوم الجمعة الثلاث عشرة لیلة خلت من شوال سنة اربع و تسعین ۱۹۴ و مائة، و توفی لیلة الفطر سنة ستة و خمسین و مائتین ۲۵۶ و ولد مسلم سنة

اربع ومائتين وتوفي عشية يوم الاحد لخمس او ست بقين من رجب بنيشابور سنة
احدى وستين ومائتين + وهر دو از امام احمد حنبل و دیگر ائمه اعلام
حدیث دارند و چون بخاری در آخر عمر به نیشاپور آمد مسلم ملازمت او کرد
و استفاده نمود رحمة الله علیهما و اما ابوداود وے نیز شانی عالی دارد
در علم حدیث و از صاحبان امام احمد ست + ولد سنة اثنتين ومائتين و
توفي بالبصرة لاربع عشرة بقيت من شوال سنة خمس وسبعين ومائتين
رحمة الله عليه و اما ترمذی نیز یکے از حفاظ اعلام حدیث ست و او را در فقه
نیز ید طولی ست و از محمد بن اسمعیل بخاری اخذ حدیث کرده ولد فی
وتوفي بترمذ ليلة الاثنين الثالث عشر من رجب سنة تسع وسبعين
ومائتين + و معنا که این مرد را با ائمه اهل قیاس و اجتهاد تعصبے بود خصوصاً
با امام اعظم ابوحنیفه کوفی و لهذا ذکر این امام اجل و اصحاب وی در کتاب
خود در ذکر اقوال علما صریحاً هیچ جا نکرده + و اما نسائی نام او احمد ست و وفات او
بمکه سنة ثلث و ثلث مائة و وی نیز یکے از علماء حفاظ و فقها ست اخذ کرده
حدیث را از ابی داود و عبد الله بن احمد بن حنبل را ملاقات کرده و طبرانی و طحاوی
از شاگردان او یند + و در بعضے مواضع که ابوداود و ترمذی باخراج حدیث
کرده اند نسائی از ان اجتناب مینماید بلکه از اخراج حدیث از بعضے رجال
شیخین نیز تجنبے می کند اما سادس نزد بعضے سنن ابن ماجه ست و نزد بعضی موطا
و مختار صاحب جامع الاصول همین ست و موطا جامع امام مالک ست و وے مقدم
ست برین مذکورین زماناً و فضلاً و برکتاً ولادت امام مالک در سنة خمس و تسعین

و وفات در تسع وسبعین ومائة[۱۷۹] وعمر شریف وی هشتاد وچهار سال[۸۴] وبعضی نود گفته اند و وی امام ست در فقه وحدیث اخذ کرده علم را از قدمای تابعین وکبار ایشان و وی شیخ مشایخ احمد بن حنبل ویحیی بن معین ست ویحیی بن سعید القطان گفته ست که نیست در قوم اصح حدیثا از مالک وگفته اند اول کسیکه تصنیف کرد در حدیث اوست ولیکن کتاب وی جامع ست صحاح را وغیر آن را واول کسیکه تصنیف کرد در صحاح مجرد بخاری ست واما ابن ماجه توفی سنة ثلث وتسعین ومائتین[۲۹۳] وگفته اند بعضی از رجال احادیث وی مطعون اند ومتهم بکذب وسرقه احادیث وحکم کرده شده ست بر آنها ببطلان وسقوط ونکارت وآنها که تعدیم کرده اند او را بر موطا ویکی از کتب ستة شمرده بجهت کثرت زوایداوست بر کتب خمسه بخلاف موطا وبعضی گفته اند که کتاب دارمی سزاوار ترست بگردانیدن وی سادس کتب زیراکه رجال وی در ضعف کمتر اند ووجود احادیث منکره وشاذه در وی نادر ست اگرچه احادیث مرسله وموقوفه در وی بیشتر از کتاب ابن ماجه ست توفی یوم الترویة ودفن فی یوم عرفه سنه خمس وخمسین ومائتین[۲۵۵] + بیان منشاء اختلاف مجتهدین وذکر ائمه اربع وبیان حکم اتباع ایشان + بدانکه صحابه را رضی الله عنهم برکت صحبت رسول الله صلی الله علیه وسلم ونورانیت باطن وصفائی عقیدت اختلافے واشتباهی در میان نبود وبجهت سطوع انوار کتاب وسنّت وحضور نور نبوت وشهود موارد وحی وتنزیل حاجت بقیاس واجتهاد نه مگر در مسئله چند که بعد از رحلت آن حضرت صلی الله علیه وسلم اختلاف گونه پدید آمده هر کدام از ایشان مثل نهرے

یا حرفی یا بعد وی بود از دریای علم و چشمهٔ فضل و باران رحمت و صلی الله
علیه وسلم و چون اوقات صحبت مختلف بود و همه در یک وقت همیشه در
مجلس شریف مجتمع و نیز فعل آنحضرت صلی الله علیه وسلم در نوافل و مستحبات
و فضائل اعمال الا در فرایض و واجبات دایم بر یک نسق بود بجهت وفور شفقت
و توسعهٔ رحمت بر امت تا بسر حد وجوب نرسد و اکثر چنان بودی که بهر عمل که وی
صلی الله علیه وسلم مواظبت نمودی واجب گشتی و حکم الهی بفرضیت و وجوب آن
نازل گردیدی باین سبب که مذکور شد هر کدام از ایشان دید و دریافت انچه دیگری
ندید و در نیافت و ازینجا مخالفتی و مغایرتی در علوم صحابه پیدا آمد و بعد از
گذشتن آن سرور هر کدام از ایشان با نصیبهٔ از فیوض علمی انوار سنت در بلاد
و امصار اسلام متفرق گشتند و نشر علوم و احکام نمودند و جماعهٔ دیگر از عرب و
عجم که نه بشرف حضور آنحضرت صلی الله علیه وسلم و دریافت زمان نبوت مشرف
و فائز گشتند بخدمت ایشان بشتافتند و بملازمت صحبت ایشان اقتباس انوار
علوم نمودند و ایشانرا تابعین خوانند و جماعهٔ که شرف ملازمت صحابه را نیز در نیافتند
و بملازمت تابعین در آمده استفاضه و استفاده نمودند ایشانرا تبع تابعین گویند و
این هر سه گروه یعنی صحابه و تابعین و تبع تابعین مقتدایان دین و بهترین امت
اند بحکم حدیث متفق علیه که فرمود خیر امتی قرنی الذین انا فیهم ثم الذین
یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث + و در تابعین و تبع تابعین بجهت اختلاف
علوم و کثرت وقایع و حوادث و انسداد حجاب بجهت بعد زمان نبوت در ورود نزول
وحی اجتهاد کثرت یافت و اختلاف شایع شد و در حقیقت باعث توسیع امر

وسعت دائرۂ رحمتِ حق گشتند ولابد چون مجتهد را اطلاع بر معانی قرآن
واحادیث واقوال سلف ومعرفت ناسخ ومنسوخ شرط ست ایشان ہم
فقیہ باشند وہم محدث ناآوردہ اند کہ نزد امام اعظم ابوحنیفہ ؒ صندوقہا
بود از صحائفِ حدیث ولیکن اشتغال وی ویارانِ وی رحمۃ اللہ علیہم در جانب
فقہ ووضعِ مسائل واستیعاب اصول وفروع آن غالب افتاد وسلسلہ روایت
احادیث از ایشان کمتر برپا شد نہ آنکہ تمسک واستدلال ایشان باحادیث
نبود حاشا وبعضے گویند غالباً مذہب ایشان عدم صحت نقل بالمعنی ست واکثر احادیث
اینچنین منقول ومروی اند پس از جہت عدم احتیاط درین شان کمتر روایت
کردند واین سخن مدخول ست باآنکہ اگر نقل بالمعنی نزد ایشان جائز نبودی تمسک
بآنہا نیز نکردندی یا رب مگر فرقے نہند در روایت وتمسک فتدبر وجماعۂ دیگر
براہ تاویل واجتہاد کمتر رفتند وبعمل بظواہر احادیث اکتفا کردند وایشان را اصحاب
ظواہر خوانند چنانکہ دیگران را اصحاب الرای گویند وتمامہ مجتہدان اصحاب الرای اند
خصوصیت بابوحنیفہ واصحاب وی ندارد یا رب مگر خصوصیت این اسم با ایشان از
جہت شیوع وکثرت باشد ودر اواخر زمان تبع تابعین واتباع تبع ومن بعدہم
سلسلۂ علم حدیث قوت دیگر گرفت وشیوع پذیرفت ورواجی تازہ ورونقے
بی اندازہ یافت وچون در آخر زمان صحابہ واوایل تابعین بدعت خروج واعتزال
پیدا شدہ بود وبحکم تعصب وخیانت بقصد ترویج مذہب مبتدع مستندث وضع
افترا باحادیث راہ یافتہ پس ائمہ حدیث واساطین ملت در مقام تصحیح وتنقید
احادیث آمدہ وتقبیح وتفضیح اہل بدعت نمودہ حق را از باطل وقوی را از ضعیف

جدا ساختند و در علم حدیث کتب تصنیف کردند و مجتهدان امت بسیار بودند و آنچه قرار یافت و باقی ماند از مذاهب اهل سنت و جماعت چهار مذهب مشهور است که در اعتقاد و اصول دین باهم یکے بوده اند و در فقه و فروع در بعضے مواضع مختلف اقدم و اسبق ایشان امام اعظم ابو حنیفه نعمان بن ثابت کوفی ست ولادت وی در سنه ثمانین و فاتش در سنه خمسین و مایة و جماعه را اختلاف در آنکه وی از تابعین ست یا تبع تابعین باتفاق بر آنکه در روزگار وی چندین از صحابه بوده اند انس بن مالک به بصره و عبد الله بن ابی اوفی در کوفه و سهل بن سعد الساعدی بمدینه و ابو الطفیل عامر بن واثله که آخر صحابه رسول الله اند در وفات بمکه و بعضے جز این چهار تن را نیز شمرده اند صاحب جامع الاصول گوید که ملاقات ابو حنیفه با ینها و اخذ حدیث از ایشان نزد ارباب نقل بثبوت نرسیده و اصحاب وی میگویند که وی جماعه از صحابه را دریافته و از ایشان روایت کرده ست و ویرا مسندیست که احادیث را در وے از صحابه مذکورین روایت کرده ست گفت بنده مسکین عبد الحق بن سیف الدین خصه الله بمزید العلم والیقین و در واقع از حساب عقل بسے دور مینماید که صحابه رسول الله در روزگار وی باشند و وی قصد ملاقات ایشان نکند و ایشان را در نیابد با آنکه وجود قدوم او درین بلاد که ایشان بوده اند ثابت شده و مدت بست سال زندگانی کرده چه وجود صحابه تا آخر یا ته بصحت رسیده ست ما با کے حق با اصحاب اوست که گویند جماعه صحابه را دریافته ست والله اعلم و وے جماعه کثیر را از باقی تابعین دریافته و در فتاوی و اجتهادات با ایشان مزاحمت کرده

ان يحتج به عند كثير من المحدثين وهذا النوع يوجد كثيرا في غير
مذهبه كما يعرفه من مارس الفن (فاعلم) ان مذاهب الائمة الاربعة
رحمة الله عليهم اجمعين + منسوجة من الشريعة المطهرة سداها ولحمتها
لاسيما مذهب امامنا الاعظم لكن وجوه استنباطه تدق عن ادراك
غالب عقول طلبة العلم وما يوجد في بعضها مما يخالف ظاهر الاحاديث
فهو بالنسبة الى مدارك انها امامنا والاصح عنده من قوله صلى الله عليه و
سلم او فعله او من آثار الصحابة ما قام عنده بمقام اليقين وجعله حجة ثم
ايدّه بالنظر فيه وبالاستكشاف لما يعارضه ويخالفه اذ لا يقول عاقل
ان الامام يجد في مسئلة نصا عن الشارع ويخالفه بقياسه ورايه حاشاه
من راى او قياس يخالفان الشريعة والذي اجمع عليه اهل مذهبه انه ياخذ
بخبر النبي صلى الله عليه وسلم ما جاء به فان اختلف خبران وكان لاحدهما
وجه في التاويل يوافق به الخبر الاخر الذي ليس له الا وجه واحد في الظاهر
وفق بينهما فان لم يجد خبرا عن النبي صلى الله عليه وسلم اخذ من آثار الصحابة
ما كان اقرب الى كتاب الله وسنة نبيه ويسمّى ذلك اجتهادا (وروي)
ابو جعفر الشيرماذي بسنده الى الامام انه كان يقول نحن لا نقيس في مسئلة الا
عند الضرورة وذلك اذا لم نجد دليلا في الكتاب والسنة ولا في اقضية الصحابة
(وفي رواية) اخرى عنه انه قال انا نأخذ اولا بالكتاب ثم بالسنة ثم باقضية
الصحابة فنعمل بما تتفق عليه الصحابة فان اختلفوا قسنا حكما على حكم اذا اشتركا
في العلة الجامعة بينهما حتى يتضح المعنى (وفي رواية) اخرى عنه انا نعمل

بكتاب الله ثم بسنة رسوله صلى الله عليه وسلم ثم باحاديث ابي بكر
وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم (وفي رواية) اخرى عنه ما جاءنا
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بابي هو وامي فعلى الراس والعين
وليس لنا مخالفة وما جاء عن الصحابة تخيرنا وما جاءنا عن غيرهم
فهم رجال ونحن رجال (وروي) عن ابي مطيع البلخي قال دخل سفيان الثوري
وحماد بن سلمة ومقاتل بن حبان وجعفر بن محمد وغيرهم على الامام
ابي حنيفة فقالوا بلغنا عنك انك تكثر من القياس في الدين واول من
قاس ابليس فناظرهم الامام يوم الجمعة في جامع الكوفة وعرض عليهم
مذهبه وقال لهم اني اقدم العمل بالكتاب ثم بالسنة ثم انظر بعد
ذلك في اقضية الصحابة فاذا اختلفوا ولم يتفقوا على شيء قست حينئذ
فقبلوا عليه يده وقالوا انت سيد العلماء زاد في رواية فاعف عنا ما مضى
فقال عفا الله عنا وعنكم (وكتب) ابو جعفر المنصور اليه قبل ان يجتمع
به بلغني عنك انك تقدم القياس على الحديث فقال ابو حنيفة ليس الامر كما
زعم من بلغك عني ذلك اذ اجاؤك فاعلم ايها الخليفة اني اعمل بكتاب الله
عز وجل ثم بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم باقضية الصحابة ثم
اقيس بعد ذلك وليس بين الله تعالى وبين خلقه قرابة فهذا تصريح
من الامام بانه كان يقدم الاثر على القياس فضلا عن الحديث النبوي
وانه كان لا يقيس الا بعد ان لا يجد ذلك الامر في الكتاب ولا في السنة
ولا في اقضية الصحابة (وقال) على ابن المديني ابو حنيفة روي عنه الثوري

وابن المبارک وحماد بن زید وهشیم ووکیع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون وهو ثقة لا باس به ولذلک قول الامام الشافعی فیه الناس کلهم عیال علی ابی حنیفة فی الفقہ (قلت) اما الجواب عن الرای والقیاس فقد تقدم ویکفینا فی ذلک قول معاذ رضی اللہ عنہ حین ارسلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن وسئلہ بم تحکم قال احکم بکتاب اللہ قال فان لم تجد قال اجتہد برائی ولا آلو فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حینئذ الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ وھذا الحدیث صحیح ثابت فی الکتاب فمن طعن علی الامام ابی حنیفة فی استعمال الرای والقیاس فقد طعن علی معاذ بل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد راینا مذاھب جماعة ممن تکلم فی ابی حنیفة قد ذھبت واضمحلت ثم مذھب ابی حنیفة باق الی یوم القیامة وکلما تقدم ازداد نورا وبرکة والناس الان مطبقون علی ان اصحاب السنة والجماعة ھم اھل المذاھب الاربعة مثل ابی حنیفة ومالک والشافعی واحمد وکل من تکلم فی مذھب ابی حنیفة درس مذھبہ حتی لا یعرف ومذھب ابی حنیفة باق ملاء الارض شرقہا وغربہا واکثر الناس علیہ

اور اسیطرح امام صاحب موصوف کے مناقب واوصاف درمختار ردمختار کی شرح ردالمحتار وغیرہ ہزارون حدیث وفقہ کی کتابوں میں مرقوم ہین الغرض امام اعظم رح کے اوصاف واذکار کہانتک بیان ہوسارے جہان مین اُن کے مناقب واوصاف وفتاوی واحکام ومسائل ہزارون کتاب ورسالون مین مذکور ومشہور ومعروف ہین اُن کتابوں مین دیکھیے لیوین بینائی کہل جاویگی وہی اصل اُستاد وپیشوا سارے اماموں واستادون کے ہین پرہیزگاری وپارسائی وعلم ودینداری مین اور امامون ومحدثون سے بہمہ صورت فوقیت وسبقت رکہنے والے ہین اور اصحاب وتابعین وتبع تابعین کے زمانہ سے آج تک تقلید واقتدا وپیروی ایک دوسرے کی بجہتے ہوئے کہ سارے جہان کے

مسلمان لوگ عمل کیئے چلے آتی ہین امام صاحب کی تقلید و تعلیم سے ہزارون آدمی پیشوا جہان ہوئے پس تعصب و نفسانیت کی رو سے
ایسے امام موصوف سے ضد و عداوت و بغض و مخالفت و عناد رکھنا اور
تقلید و پیروی اُنکی نکرنا بڑی بے انصافی و حق تلفی و بی ادبی و گمراہی ہے
مشکوۃ مصابیح والے شافعی ابن حجر شافعی بیہقی شافعی نسائی شافعی
وغیرہم بہت محدثین نے تعصب کی راہ سے اپنے امام کی طرفداری اور
اپنے اپنے استادون کے پیر استاد کیطرف اخذ احادیث ضعیف وغیرہ
سکے منسوب کئے اور یہہ فکر و خیال نکیا کہ امام اعظم رح اصل پیرو اُستاد ہین
صحابہ اور تابعین کبار سے علم دین کا حاصل کرتا بعین سے ہوکر اصل اُستاد ہو
اور سب امامون و محدثین اُن کے شاگرد یا اُن کے شاگردونکے شاگرد
جہانتک پہنچے جاوے چنانچہ امام مالک رح نے امام صاحب موصوف کی ملاقات
و ملازمت حاصل کی اور اُن کے اجتہاد کا اتباع کیا اور بہت سے تابعین سے
بھی علم حاصل کیا مجتہد ہوکر جدا امام ہوگئے اور ابو یوسف رح اور زفر رح اور
محمد رح امام ابو حنیفہ کے شاگردونسے علم حاصل کرکے امام مجتہد ہوکر اپنے اُستاد
کی تقلید و تابعداری مین قایم و مستقیم رہے پس امام مالک و امام ابو یوسف رح
و امام زفر و امام محمد رح علیہم تبع تابعین سے ہوئے اور شافعی رح امام محمد رح کی
تقلید و شاگردی سے علم حاصل کرکے امام مجتہد ہوئے اور اُن کے گھر مین طفلی
وقت سے پرورش پاکر اُن کے پسر ربیب ہوگئے کیونکہ امام محمد رح جب وہی طفل تھے
اُن کے ماکو اپنے نکاح مین لائے تو امام شافعی رح امام ابو حنیفہ رح کے
شاگردو کے شاگرد ہوئے پھر امام مالک رح کے شاگرد بھی ہوئے اور اُنسے بھی

کچھ علم حاصل کیا پس امام شافعی رح بصورت امام ابو حنیفہ رح کے شاگرد کے شاگرد ہوئے لیکن وے اپنے استاد کیطرح مجتہد ہوکر امام ابو حنیفہ رح کی تقلید و تابعداری میں موافقت نکرکے بہت فروع مسائل میں امام صاحب موصوف سے اختلاف کیا اور امام مالک رح نی امام ابو حنیفہ رح کے ساتھ اصول و فروع مسائل مین اکثر موافق ہین مگر کہی فروع مسائل مین فرق کیا پہر امام مالک رح امام احمد بن حنبل کے شیخون کے شیخ ہین اور امام شافعی رح کے شاگردی سے بہی علم حاصل کرکے امام مجتہد ہوکر امام ابو حنیفہ رح کے ساتھہ اصول و فروع مسائل مین اکثر موافقت رہی مگر کہی فروع مسائل مین فرق کیا پس امام شافع اتباع تبع تابعین سے ہوے اور امام احمد حنبل اتباع اتباع تبع تابعین سے ہوئی بہی بخاری محدث اور مسلم محدث امام احمد حنبل رح سے علم حاصل اور دوسرے لوگونسے بہی اور بہی مسلم نے بخاری کی ملازمت پاکر استفادہ حاصل کیا اور ابو داؤد محدث بہی مصاحبونسے امام احمد رح کے ہین اور ترمذی محدث بخاری محدث کے بیٹے محمد سے اخذ حدیث کا کیا اور امام احمد کے بیٹے عبد اللہ سے بہی ملاقات کی اسیطرح او محدثین بھی ایک دوسرے کے شاگردونسے ہین غرض کہ تمامی امام مجتہدین تمامی محدثین وغیرہ ابو حنیفہ رح کے عیال مین داخل ہین اب چاہے کوئی اسبات کو مانے یا نمانے اصل حقیقت وہ تو علم امام ابو حنیفہ رح کا چاند سا روشن ہو رہا ہی اگر کوئی اندہی کو یہہ نہ سوجہے اور بینائی نہووے تو کوئی کیا کریگا ہزارون لاکہون آدمی اُنسے فیضیاب ہوکے سارے جہان مین ہزارون لاکہون آدمیونکی آنکہین اُنسے کہل گئین اور اُنسے نسلاً بعد نسلاً آدمیونکا علم کامل حاصل

کرکے ہزارون لاکہون آدمی صراط مستقیم پر قایم و مستقیم ہوے **بیت**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمہ آفتاب را چہ گناہ + اگر کتنے محدثین تعصب
و نفسانیت کی راہ سے امام اعظم رح کی مخالفت و معاندت کرے تو اس سے
امام صاحب موصوف کا کیا نقصان ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ محدثون نے
اپنے امام کے فتاوے و مسائل و احکام کو ترجیح دینے کے لئے امام
اعظم رح کے فتاوے و مسائل و احکام کا خلاف کیا اور اُن کے فتاوے
و مسائل کے دلیلونکو اپنی کتابونمین کم نقل کیا اور اُن خارجیون کے نسلاً بعد نسلاً
کے اولاد و اولاد کے اولاد جہانتک پہنچے جاوے کہ جنہون نے مسلمانی دین
فتنہ و فساد ڈالنیکے لیئے وضع احادیث و نقل بالمعنی تبدیلات و تغیرات کے ساتھ
بتلانا کیا اخذ احادیث کرنے لگے اس شرالقرون مین بہت شرارالناس پیدا
ہوے بہت موضوع حدیثین وضع کین نئے نئے استخراج کئے اس صورت
مین رطب و یابس ناسخ و منسوخ قوی و ضعیف مرفوع و موضوع وغیرہ ہر قسم کے
سب جمع ہوے ایک دوسرے کے رجال و راویونکو غیر اعتبار و طعن کرنے لگے
چنانچہ نسائی نے بعضے مواضع مین ابوداؤد و ترمذی کے اخراج حدیث
سے اجتناب کرتے ہین بلکہ بخاری و مسلم کے رجال سے کہ اُنسے اخراج
حدیث کا کیا ہے تجنب کرتے ہین اور ابن ماجہ کے بعضے رجال تو مطعون
و متہم ساتھہ جہوٹ بولنے و چوری احادیث کے ہین اسیطرح حدیث کی
کتابونمین بہت سے خلاف و اختلاف ہین اُنمین تمیز و امتیاز صحیح و غیر
صحیح وغیرہ کا کرنا بہت مشکل ہے پس اُن کتابون کے روایتونکا اعتبار

کرکے امام صاحب موصوف کے فتاوی کی کتابونکو رد کرنا اور اعتبار نکرنا
بلکہ اونسے اعراض و انکار کرنا امر حق سے دور پڑنا اور صراط مستقیم سے
بہکنا و بھٹک جانا ہے العیاذ باللہ منہ اللہ تعالی مجھکو اور سب مسلمانونکو
اس سے بچاوے اب اس آخر زمانے مین واقف اسرار فروع و اصول
عارف اخبار معقول و منقول عالم محقق فاضل مدقق جناب مولوی عبد القادر مدرس
رحمۃ اللہ نے اس امر درپیش مین عوام مومنین کے افہام اور لامذہبون کے
مکر و فریب و شک سے دوری کے لیئے بہت کوشش کرکے تذکرۃ المذاہب
اور احسن الادلۃ القویۃ یہہ دونون معقول و مقبول کتابین جو تصنیف کین ہین
بس ہے اللہ تعالی کے درگاہ مین انکی کوشش مشکور ہو جاوے اس سے زیادہ بیان کرنیکی
کچھہ حاجت نہین جنکی آنکھین بینائی کھلی ہونگی + البتہ ان باتونسے کھل
جاوینگی پس اب مومنونکو چاہیئے کہ ان لامذہبون کے اغوا و دغا بازی
و مکر و فریب و حیلہ سازی سے دور بہاگین اور انکی چکنی چکنی باتونسے
بہک و بھٹک و گمراہ نہو جاوین + واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

تمت

فقیر حقیر ہدایت اللہ بہرائی عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ و اصحبہ اجمعین ۞ امابعد ناظرین رسالہ ہذا کی ضمیر مہر تنویر پر روشن وہویدا ہو کہ چند روز وسے بعض اشخاص گم کردہ راہ نے اپنے زعم باطل اور خیال خام مین وسعت آباد دین سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہزبران بیشۂ تحقیق وشیران معرکۂ تدقیق سے خالی تصور کرکے اغواء واضلال عوام کالانعام شروع کیا یعنے آیات فرقان حمید اور اخبار سید المرسلین مین بانواع حیل تاویلات لاطائل پیدا کرکے نقیض وخلاف مین آئمہ ہدیٰ رضوان اللہ علیہم علے الخصوص امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بیڑا اوٹھایا۔ اور اون کے اجتہاد وتحقیق کو عکس کتاب وسنت ٹھراکر حتی الوسع سواد اعظم سے بچلکر من شذ شذ فی النار کا مصداق بنایا لیکن اس سے بیخبر کہ اجتہاد آئمہ ہدیٰ نور بصر ہے اور کتاب وسنت اشعۂ شمس وقمر جسطرح شعاع شمس وقمر سے بلانور بصر دیدۂ کور کو استفادہ نور سے معذور ہے اسیطرح بلاوساطۃ تقلید ائمہ موصوفہ منزل مقصود تک پونہچنا معلوم اسلئے کہ تقلید مذکور عین اتباع شریعت نبوی صلعم ہے اور اس سے انحراف سراسر ضلالت وگمراہی ہے۔ اونکے درجۂ اجتہاد تک نہ پونہچنے پر اجماع اکثرین امت ہے اور ایسی جماعت عظیم کا اجتماع علی الباطل خلاف قیاس اہل بصیرت ہے۔ چونکہ فے الحال متبعان محمد ابن عبدالوہاب

نجدی خصوصًا میان نذیر حسین صاحب نے تمام ہمت کو اس امر مین صرف کرنا شروع کیا کہ کسیطرح حضرات آئمہ مذہبی سے لوگونکو بدظن کر کے زمرۂ ید اللہ علی الجماعۃ سے خارج کردین بناءً علیہ عالم نبیل فاضل جلیل عدیم المثل فقیہ المثیل + بقیۃ السلف حجۃ الخلف جناب مولٰنا عبد القادر صاحب دام فیضہم نے محض بنظر اظہار حق و خیرخواہی مسلمین رسالہ ما احسن الادلۃ القویہ لدفع الحیل الوہابیہ باوجود قلت فرصت و کثرۃ شغل عرصہ قلیل مین ایسا تالیف کیا کہ ہر موافق او مخالف کے زبان سے وجاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا + بے اختیار سرزد ہوا + مقلدونکو چاہیئے کہ اسکو حرز ایمان سمجہکر دلمین جگہ دین اور ہرگز غیر مقلدون کے طرف مائل نہووین تاکہ صراط مستقیم و سواد عظیم سے منزل مقصود کو پہونچیں ایسا نہ ہو کہ قافلہ سے بچہلکر راہ مین سرگردان و پریشان ہوکر متاع ایمان کہو بیٹہیں

وما علینا الا البلاغ المبین

والحمد للہ رب العلمین

حررہ محمد حسین ساکن لکہنوال ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم

الله الله ما اعظم شانه وما احسن هانرع سبحانه سبحانه في وصفه عن عقول + هو الذي ارسل رسوله يهدي الى الصراط المستقيم ويهدي الى الدين القويم والصلوة والتحيات عليه وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحبه المخلصين الراشدين وائمة المجتهدين الراسخين سيّما اولهم واولهم رتبة وازمنة اماما ومقتدانا الامام الاعظم النعمان + ابن الثابت الكوفي شكر الله سعيه في احياء كلماته واستنباط احكامه من الكتب والسنة والاجماع والقياس اما بعد فقد القي الي كتاب كريم وما ادريك ما الكتاب هو كتاب عزيز لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه اما هو كتاب يكشف السوء عن وجوه المترددين وما هو خطاب ينزع السواد عن قلوب الزائغين وما ظنك انه سيف مسلول على عنق الوهابية الخبيثة وسهم مسموم في اكباد النجدية النجسة الذي اعلى بضاعتهم الطعن في ائمة الدين واقصى صناعتهم القدح في الاولياء المتقدمين على قلوبهم اكنة لا يفقهون حديثا ويحسدون الناس على ما اتيهم من الله فضلا عظيما عامنهم اسد بعد ان لم وابعدهم من فيصله لعنتم فطا على سبيل الكمال فوجدته صحيحا مقرونا بالحق والصواب ويلقي بالقبول لدى اولى الالباب ابوابه مقاصد له اتيه كالجواهر من اصداف الدراية ورواياته مروية عن الثقات العدول كاسناده مصححة من الروايات القبول تماهيده

براعات الاستهلال على المهمات النبال وتقاريبه سهلة المجال لحل
عقد الاضلال دلائله رشيقة المرام وبراهينه انيقة النظام واشكاله
كشكل المجسطى معضلة الانحلال ولموانعه كموانع الفلسفى متعسرة الزوال
مامر ببديع الاروعى ومامن بيان الاودع فيه كيف لاوقد صنفه
الفاضل العلامة وصنف التحرير الفهامة صدر الافاضل فخر الاماثل
عالم الفروع والاصول ماهر المعقول والمنقول مولنا اللوذعى اللالمعى
ذو المجد والجاه مولوى محمد عبد القادر هوگلوى
لازال علم ارشاده وافادته مرتفعا فى مضمار العالم ومابرح قلم اصلاحه
واقلامه ناسخا على صفائح المعالم فلله دره وعلى الله اجره ولعمرى
ان مولنا جل قد جهد غاية الجهد فى تزييفهم وبذل قصى الهمه
فى تزعيفهم عند فساد الزمان فى الاتباع والتقليد وخلائل لعناد فى
النبوة والتوحيد واندراس اثار الشريعة الحنفية السمحة البيضاء
والتباس سوم الفقه المتفقهة المنقحة الغراء وشيوع مسائل اهل البدع
والاهواء وذلوع رسائل الخدع والارداء فهم اضلوا وضلوا عن
سواء السبيل والله يهدي كل غوي وضليل فهذا تذكرة
منه للطالبين المسترشدين وموعظة للمتقين المهتدين
شعر فما مات من خير واصل + وما غاب عن خير حاضر
والله يهدى من يشاء الى صراط المستقيم + فقط تمام شد تقريظ
از بنده امام الدين ساكن لكهنوال ضلع گجرات پنجاب

امام الدين

بسم الله الرحمن الرحیم

تزیین کلام ایزدست و توشیح نظم ثنای یزدانی + ابتدای امور در بیدائے
ابتری حیران و سرگردان + تاآنکه رہنمائے محمدت دستش نگیرد و کارہائے
ذو بال در تیه رسوائی و بیبرکتی سراسیمه و پریشان تاآنکه قائد ستائیش بمنزل مقصودش
نرساند + صلوٰة که رفیق را حمدست در ید و هر امر خطیر بحدیکه نهایتش چون عدد
لاینتهی الی الامد و درودکه انجامش چون انات غیر المنتهی الی الحدست بر سید
بشیر عدیم النظیر بل ممتنع العدیل و المثیل محمدن الهادی الی سواء السبیل المهبط
الجبرئیل و بر آل نبیل و اصحاب جلیل او فائز باد + مطفی نوائر فتن نجدیه و ماحی
رسوم محدثهٔ وهابیه رساله ما احسن الادلة القویه لدفع الحیل الوهابیه که ادلهٔ
کامله اش چون بنیان مرصوص + براهین قطعیه اش معقول و منصوص + اظهار حق
از هر نکته اش پیدا + انتصار اسلام از هر لفظش هویدا + نقوض وارده اش بر مزعومات
خصم ارتفاعش از طوق بشر خارج اجوبهٔ ساطعش از شبهات واهیه معاندش مثل سیف
علی بعینه ست برگردن خوارج + ماهران علوم شرعیه و واقفان فنون عقلیه که
ژرف نگهان تحقیق و باریک بینان تدقیق اند + اگر پرتو از جمال آبکار
افکارش و اشعه از حسن عرائس انظارش بر ایشان تابد جان و دل مرهون نگاهش
سازند و عقل و هوش باخته مشاهده اش گردانند + چرا نباشد که مطرح اشعهٔ
نیر اعظم و مطمح انظار و مجمع آب زلال افکار و عذب اسمے جناب محی مراسم ملت
رافع اعلام سنت هادی گم گشتگان تیه ضلالت سد یاجوج طغیان دستگیر لغزندهٔ

قربان مولنا محمد عبد القادر صاحب مدّ الله ظلال نوالهم علیٰ رؤس الطالبین والمستفیدین آمین یا رب العالمین

حررہ کریم بخش مفتی ساکن ککی متعلقہ لکھنوال
ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحیم

رأیت هذه الرسالة مسمی بما احسن الادلة لدفع حیل الوهابیة فوجدت ما فیها مطابقا لما فی الکتب المعتبرة المتداولة وموافقا لما علیه اهل السنة والجماعة والله اعلم

حررہ مولا بخش خاطر ساکن نوشہر الملک ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحیم مطلب کتاب ما احسن الادلة القویة لدفع حیل الوهابیة بہت خوب ہی اور درست ہی لائق عمل کرنے کے ہین حررہ فیض احمد مفتی لکھنوال ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحیم یہ کتاب ما احسن الادلة القویة لدفع حیل الوهابیة جسکو مولنا محمد عبد القادر صاحب ہوگلوی نے ہزار محنت اور ہزار جانفشانی سے تصنیف کی ہی سو بلا ریب قابل عمل ہے اور کتب معتبرہ متداولہ اسپر گواہ ہے جزاہ الله عنا خیر الجزاء

کتبہ مسکین محمد امین ساکن لکھنوال ضلع گجرات پنجاب



بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله القوی المتین والصلوٰة والسلام علی رسوله الامین وعلی آله وصحبه الاکرمین وعلی الائمة المجتهدین رضی الله عنهم اجمعین اما بعد فیقول العبد الضعیف لطف الله جعل الله آخرته خیرا من اولاه انی طالعت هذا الکتاب واطلعت علی ما تضمنه من العجب العجاب فوجدته کتابا قد اشتمل من التحقیقات الرائقة علی ما هو مختار العظماء واحتوی من التقریرات الفائقة علی ما ذهب الیه جم غفیر من الفضلاء یرشد الناظر الی الحق الصریح والقول المنصور ومن لم یجعل الله له نورا فما له من نور ؎ ای که هستی طالب راه صواب + رو مگردان زین کتاب مستطاب + خویش بنگر دلیل از من مخواه + آفتاب آمد دلیل آفتاب + جزی الله مصنفه احسن الجزاء واوصله الی امنیاته بحرمة سید الانبیاء علیه من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها

تقریظ هذا مولوی لطف الله صاحب ساکن کویل عرف علی گڈه دام فیضه

نقل مهر مولانا صاحب ممدوح علیگڈهی



بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰه الذی انزل علی عبده الکتاب لیهتدی بمفاهیم العزیزة اولو الالباب الذین افصح منهم بکرمه ولطفه ما هو المکنون المبطون من الکتاب الحمد للّٰه الذی نزل علی عبده القرآن العظیم المجید الذی فی اللوح المحفوظ لیکون للعٰلمین نذیرًا وداعیا الی اللّٰه باذنه وسراجا منیرا یهتدی به من ابتغی الهدیٰ وابتدر + ویضل به الذی غشته الغی وتکبر فللّٰه الحمد علی ما اقضیٰ وقدر ونهی اوامر + وسن لنا من الدین الحنیف ومارسنا به ما هو اهدیٰ واسرة بلسان عربی مبین + لکیلا یثقل علی التالین المؤمنین + وان سواه الا الفضل المبین رحمة ومنة منه لنا لاقضل فی ذلا ئم ظلام الجهل + ولولاها لهوینا الی الخطاء والزلل + ولانکبنا فی هوة الخطل وارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لا کمل الاعدل الاهدیٰ ورضی اللّٰه تعالیٰ لنا به وخصنا به تکرمه بالحسنیٰ + تا نگهدارد مان به بیان راست ترو انمهار آن حق از گمراهی وحیان پیدا وآشکار گفت که یارانش را جای آشکار کردن نگذاشت + سلمنا اگر ماند باندیشه نیک وراه روشنی به برکت همدمی وهم نفسی وهمقدمی حضرت رحمة للعالمین صلی اللّٰه علیه وسلم در اندرون شان بود) گیتی وشتیی میان خود با نهاده جای اندیشه نگذشتند وازکیت وذیت وارستند وان هذا الا محوضه فضله واحسانه علینا واللّٰه ذوالفضل العظیم علی الناس وعلینا ولکن اکثر الناس لایعلمون + همچنین پیروان شان رحمهم اللّٰه بصفائی دل که

(آن نور یقین ست) و قرب منزل (از حضرت جناب رسالت مآب) صلی الله
علیه وسلم که قرآن بعینه زمان اصحاب رضی الله عنهم ست) چندان سخنها بر شیدند
که تا بروز پسین بسنده مانند و نیز بعد ازان هم پایند و خواهند ماند با ینعنی چندی
ازانها در گیتی ناپایدار بکار آمدند و میآیند و خواهند آمد و چندی ازان برای
روز رستخیز و پس ازو ذخیره پاینده و ارزنده خواهند ماند هزارها دفاتر الکتب ازینها
مملو و مشحون اند + جناب اسد الله الغالب علی ابن ابیطالب کرم الله وجهه از برای
افهام معانی ازان کلمات طیبات یعنی (کلام الله تعالی و کلام الرسول و کلام اصحاب رض)
درجه در خبر بمنزلة قواعد و ضوابطی پیدا کرد و ابو الاسود دیلمی که (او استاد صاحبزادگان
رض بود) حسب ارشاد فیض آباد آن سلطان بارگاه شهامت بروزی دو صد
کتابیش مسئله استخراج نموده اجزا مرتب داشت یعنی (شانزا باین قواعد حاجتی تمام
نبود) بلکه برای هیچو پا پس ماندگان کم فهم کم رای راهی رست بیافرید تا لغزشی
نیابیم و از پانه در آئیم و هلم جرا الی یومنا هذا اگرچه یاران میپروان در استخراج مکنونات
قرانیه و حدیثیه برای ما کمترینان جای نگذاشته اند مگر خهی رحم دلی و شفقت
درونی آن والیان ملک هدایت باید دید که با وجود چندان کد و کاوش که در اظهار
فرمودند رعایتا لاحوالنا و صونا لاقوالنا قواعد هم برای ما استنباط فرمودند و نگذاشتند
تا گونه لغزشی بما راه یابد و تغیری و تبدلی در الفاظ حامله معانی پیدا نیاید و الی الآن
همچنان نجم سعادت ما بندگان سترقی ست + اکنون بندگانی چند پیدا شده اند
که در آن راه نائیها دستی می اندازند و کرده های و گفتهای آن بزرگواران را
از راه تعلی نفس و امید تجلی خودها از راه گردانده و بشره نفسانیت شتافته و بگو

گمراهی سرنگون گشته هدایات نیک شان ابرگران مانند و هم شان را رحمهم الله
وهم گفتار وکردار شان ابدی وپلیدی آمیخته نموانید * همسان جیلا بعد جیل و دهرا
بعد دهر ع یکی میرود دیگر آید بجا + سیما فی زماننا هذا بسبب بُعد زمان این
گروه شقاوت پژوه دامن همت بکمر خذالت چست بسته بآمرزگاری رئیس علیه اللعنه
وفرزندانش خذلهم الله فی الدارین در گمراه کردن اولاد ایمانداران جانفشانی
از حد گذرانیده و در وغهای سربسته بیفروغ آراسته بآموزگاری رئیس خود
علیه اللعنه و فرزندانش خذلهم الله فی الدارین حواله نوک قلم داده در افزایش
وساوس خاطر مسلمانی چند درچند درآمده درپے تضلیل و تلبیس شان افتاده
وباقاویل واهیه و بابیه رخنه در سد عزت آن بزرگواران گذشته شکر الله
سعیهم انداخته راساً براس از تقلید و پیروی شان انکار آورده حالانکه ابیات
قد الف کل کتب + فی الفقه الفاز اهر + بلغے الی یوم الجزاء + من فضله رب قادر
ویل لمن قد جنبا + عنهم وزیغ خاطر + بانکر دائما قدرشان + حیران وهائم
بی درج + مغبون عقل ناکل + مغتون شیطان بی سر + بزعم بانه عالم +
نصا حدیث مکثر + لو یکترث فی زیغه + عن اخذ رب جابر + ینزل
علیه وابل + لا القهر الا الاله القاهر + نیکسر فی بحر الغوایته والنکایته ناکر +
لا علم له فی مکره + نواخذ بالابتر + ارفض سواد اعظما اعلی
واولی منتشر + واختار حزباناشر + بطال قدر اقذر + واخی اشیاطین
المذلته للخلائق کافر + اهوی جهنام القبائح + والفضائح من جره +
والکلام وان یطول ولکنی بحوله اجول واقول + این قوم را

انکار ائمہ اربعہ سیما حضرت اعلیٰ و اقدس ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بہ بینید کہ از کجا تا کجا
می برد یعنے از عبدیت و معبودیت می کشد + باید شنید معنی لغوی تقلید
(قلادہ درگردن کسے انداختن (کار بگردن کسے سپردن) تیغ بگردن آویختن)
آیدن باید شنید کہ چون روز نخستین خلعت خلافت انی جاعل فی الارض
خلیفۃ + زیب تن مبارک حضرت ابو البشر علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام شد
و تاج اصطفے مزین فرق والا یش گشت ملاء اعلیٰ ندا امر فاسجدوا گوش کردہ
منقش سیادت اطاعت فسجدوا آمدند (و این امتثال را تقلید نامند) کہ در گردن شان
قلادہ الطاعت استادی خواجہ ابو البشر انداختہ شد کہ این استاد شماست
حقش دانید و این را قلادہ اطاعت نام نہادند و ہمچنان شد و مقلد و مقلد آمدند
مگر آن یک نفر کہ سرکش و نافرآمد و بطمع خام از ان امتثال سر باز زد و رکن
الی ما رکن و شحن بما شحن + علاوہ بر آن کلمہ دعوی انا خیر منہ بر زبان
راندہ بدلیل عقلی چنگ زد و ندانست کہ بحضور خداوند خداوندان دلیل عقلی نمی چلید
و مورد طرد و لعن ابد الآباد آمد + و این قلادہ شقاوت خوانند کہ از ان براہ
گمری کشیدہ شد + فئہ اولی بسبب آن اطاعت و انقیاد محفوظ الحال و معصوم
المقال آمدند + فئہ ثانیہ یعنے آن یک نفر ہمچنان کان شخص حصرہ الرمد
الی السماء لکی ینظرہ انہ انما یقع طوق الطرد من الھواء فال امرہ الی ما ال فی انقض
علیہ الوبال و بطر از پر نکال + ان علیک لعنتی الخ در خور اقبال آمد + فالحمد للہ العلی
الحکیم حیث اکرمنا بفضلہ العام بتقلید و جعلنا بالاطاعۃ
کملائکتہ علیہم السلام و ادخلکم فی متابعۃ الشخص الرجیم اللئیم

والقی علیہ و علیکم ما القی علیکم من النفرت عن قبول الحق والمیل عنہ
والنزح عن تقبلہ والزیغ عن العز اما لحقیق بالتدقیق والتصدیق والصلوۃ
والسلام علی نبیہ الکریم المبعوث الی کافۃ الخلق وھو بالاقتداء
حقیق + ازین گزارش دریافتہ شد کہ تقلید ائمہ ع بعینہ تقلید صحابہ است رضی اللہ عنہم
دوی بعینہ تقلید حضرت سرور کائنات ہست صلی اللہ علیہ وسلم بیخ این تقلید بہ
عالم ارواح وقعہ خواجہ حضرت ابو البشر ست علیہ السلام آنکہ ون منکر التقلید دریابید
کہ از کجا تا بکجا رفت + آرے آرے ع چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد +
میلش اندر طعنہ پاکان دہد + بگذر از پاکان کہ پاکی خدا + در نظر ناید درازہ
کج رواۓ ازانجا کہ من حیث الجبلت بنای آفرینش شان بر بدی افتادہ است
ناچار اند کہ براہ خیر و خوبی چہ رنگ خرامند ع از کوزہ ہمان برون تراود کہ
در وست + چار ناچار بر آن راہ می تگند + خار خار وساوس ہچوانسیر اعلی
خود در راہ اہل ایمان سے اندازند و خود را مصدق حکم مثبتہ نص الہی سیصلی
نارا ذات لھب می گردانند و ان ہذا الا التقلید الشیطانی + عجب شگفت
ازین قوم آنکہ با وجود مقلد بودن شان باینگونہ تقلید بخس بئس بخس خود باز
از سر تقلید منکر اند + وان ھذا لشیئ عجاب + فہذا ھو الجہلاء الذین
نسوا اصل منشاء اصل تقلید السوء الذی ھم بہ فی السمد ولا نحن
العقلاء الذین نحن منشاء التقلید الحسن الذی اظہرنہ بلا وزر فاعاذنا اللہ
بفضلہ العمیم من التقلید السوء وھدنا الی التقلید الحسن فلہ الحمد
والشکر ولہ الثناء الحسن علی ما ارفدنا بنعمت التقلید الحسن فنحن

احق بالملك منه) وانا ايويد قولى هذا بقول صاحب القصيدة
الامالى ع ه وايمان المقلد ذو اعتبار + لفقه لاح في يمن الهلال
فتدبر انكنت ذو تدبر + ازانجا که هرکه وسه را در هر حالت و هر وقت دولت
علم دینیه نقلیه آسان نیست لهذا این قوم نوبت بنوبت وار بوار در صدد
تلبیس در آمده اند علی الخصوص درین ایام که معالم علوم عربیه نقلیه و باندرس
آورده هست و گرد جهالت بهوای بطالت بفلک پرانی گزیده این فئه خناس را
زیاده تر خیال اضلال بدماغ پیچیده ناخوانندگان علوم نقلیه را از جا برده علم
ناموری ببام فلک برده اند + مگر با وجود اینهمه جهالت قبیحه و توارد حدثان شنیعه
باز شیران بیشه فصاحت و کمال داد شجاعت کلیمی میدهند و بسر پنجه تقریرات فصیحه
انیقه و تبیان رشیقه جلو دادلة قبیحه شانرا از هم می درند + درین زمان که بکشاکش
آب و دانه بنده مسکین از وطن مالوف برآمده باگره رسید + فلما حضرت حضرت من
سدته مجمع الاکابر والاصاغر محط کل وارد وصادر مولنا و مولی افضل المولوی
امام الدين احمد حفظه الله عن صدمة كل لدية ولده وفزت بمطالعة ما احسن
الادلة لدفع الحيل الوهابية + حررت في شحاذت طبع مصنفه حيث
ابرز حومة الكمال لابراز همات النزال للفرقة القاسية قلوبهم الارذال +
حمى حوزة دين الحق الاسلام على طراز الفصال + وانتشر معالم بيان الحق
والحق انه اتى في تصفيه بالسحر الحلال من بين اقرانه وعصر انه
قد فاز فوز النجاح عن الحلال عقيدة الشرذمة الشريرة القبيحة
السرية المليلة بطرف السداد والصواب النكيلة عن سوى الصراط المستقيم

ياويل لمن يرفع صدور العلمين + يدنس الافتراء والويل ياويح لمن يسف بوغاء الاصرار والاوزار على فرق الافاضل النبيلة مع انهم قد صعدوا عوالى شرفات السعادة الازلية + وانهم سوار ايادي الهمة العلية من ابدائهم سراح ذوائب النهمة البهيئة من اهدائهم وصفى قرائحهم عن ادناس الاهوية النزيلة + ونقى زجاج شكيمتهم عن صدا عجب الدنيا الرذيلة + اللهم اهدنا صراطك المستقيم ولا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا الى سلوك طريق اللئيم الرجيم + انك انت الرؤف الرحيم + فلله در المصنف حيث سعى وبذل مجهوده وما آل من من نفسه فى اداء ما هو مقصوده + اللهم ارحمه واسبل عليه سجال رحمتك يا ودود + يا ودود + يا ودود + بجاه نبيك الودود وآل الودود + واصحابه الودود + وها انا العبد المفتقر الى الله الصمد خليفة ولى احمد شاه نزيل آگرة البلد الهزاروي المولد القريشى الحسب النسب بلا ريب لا الاحد + تمت

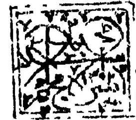
باب الحروف العجمية المعادير

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی احسن الینا باحسن الادلة القویة البهیة لدفع الحیل وترهیق اغلوطات الفئة الواهیة الوهابیة النجدیة ۰ فصارت شبهاتهم وخدعاتهم واباطیلهم منکوسة ومردودة ۰ والذی انعم علینا باتقن البراهین السنیة السنیة ۰ لرد خدع وتمایق تنشیطات الشرذمة اللاغیة اللاهیة اللدیة ۰ فظلت خدشاتهم ومبتدعاتهم واغاطیلهم مطموسة ومطرودة ۰ والصلوة والسلام الاتمان الاکملان ۰ علی سید الاواخر والاوائل ۰ المبعوث بالحجج والدلائل ۰ محمد الموصوف باعظم الخلق واکرم الشمائل ۰ المنعوت بنبع العیون من الانامل ۰ وتبیان المسائل مع الدلائل ۰ المنحول بالصحابیق والاراحل ۰ الذی هو من اشرف الشعب وافضل القبائل ۰ وعلی اله الامجاد الاطهار ۰ واصحاب الانجاد الاخیار ۰ الی ماسار السیار ۰ ودار الدوار ۰ وبعد فقد رئیت الرسالة المسماة بما احسن الادلة القویة ۰ لدفع الحیل الوهابیة ۰ فطوبی لمن سرح النظر فی ریاض معانیها ۰ ونزه العیون فی حیاض مبانیها ۰ واجتنی ازهار المنح من افنانها ۰ وقطف اثمار النهی من اغصانها ۰ فانها تغنی الناظرین عن وساوس الفرقة الزائغة ۰ وتعین الطالبین علی دفع الهواجس ومکائد الطائفة الطاغیة ۰ لقد وصفها شمس سماء المعالی ۰ وقبس الایام

واللیالی فی زمرة العلماء ومقدمة الحکماء الحبر المحقق العلام النحریر
الفهام البحر القمقام الجواهر الفرد الباهر المولوی **عبد القادر**
انجاه الله من اسقام البواطن والآم الظواهر ومن شر العوالم والمظاهر
نمق هذا المقرظ وقرظه العبد الاواه محمد **عبد الله** عفا الله عنه
وانجاه من الجناح فی المساء والصباح المدرس الاول للمدرسة
الاسلامیة الواقعة فی بلدة **اکبراباد** صانها الله عن الشر والفساد
سراج الاسلام امام مسجد جامع آگرہ



شہادت نامہ علماے کبار وفضلاے نامدار متعلقین عدالت عالیہ ہائی کورٹ کلکتہ

اشتہار

ناظرین یہ کتاب انتصار جناب مولوی محمد عبدالقادر صاحب مدرس کالج محسنیہ ہوگلی کی منکران تقلید کی تردید مین گویا نسخہ اکسیر ہے ٭ علما و فضلا بلکہ خاص و عام کے لئے گویا دستور العمل دلپذیر ہے ٭ ہر یک سوال منکرین بے ادب کے لئے جواب باصواب انکا نہایت خوبی و استحکام کے ساتھہ منطبق چسپان ٭ سچ تو یہ ہے کہ نجوم دلائل انکے خرج تلقی طبایع پر لمعان و فروزان ٭

منکران تقلید نے اچھی طرح سے طابق النعل بالنعل کے جواب کے طمانچے کھائے ۔ اور ثمرہ سعادت ابدی بر تقدیر اذعان و ایقان کے پائے ۔ ہم لوگ بجان شکریہ اس حق نویسی کا ادا کرتے ہین ۔ اور اپنی اپنی نامون کو بمنزلہ شہادت شاہدین کی درج کرتے ہین ؎

۳	۲	۱
عبد العزیز پیشکار ہائی کورٹ	خواجہ عابد حسین عفا عنہ یکی از محصلین پشین مدرسہ محسنیہ ہوگلی	سید احمد علی عفا عنہ یکی از سابق محصلین مدرسہ کلکتہ
	عبد الباری عفا عنہ یکی از محصلین مدرسہ کلکتہ	خورشید حسین غفر لہ یکی از طلبہ مدرسہ سیتاپور
	عبد الفتاح یکے از محصلین پشین مدرسہ عالیہ کلکتہ	معین الدین احمد غفر لہ اللہ احد یکی از سابق محصلین مدرسہ کلکتہ
	۹ لطف احمد یکے از محصلین مدرسہ عالیہ کلکتہ	۸ حسن داؤد عفی عنہ محصلین مین سے مدرسہ عالیہ کلکتہ کے
	۱۱ فقد جاء الحق وزہق الباطل محمد عبد الرؤف غفر لہ ربہ المعطوف مترجم ہائیکورٹ	۱۰ الجواب قاطع ارادت اللہ یکی از محصلین مدرسہ محسنیہ ہوگلی
	۱۳ وحید الدین احمد عفا عنہ مترجم عدالت عالیہ ہائی کورٹ کلکتہ	۱۲ سید بذل الحسن عفی عنہ مترجم ہائی کورٹ کلکتہ

۱۴

الحق مصنف صاحب نے بسبب عقاید اہل سنت وجماعت جواب ترکی بترکی دیا اس تحریر کے صلہ مین جو صاحب جو کچھ لکھین تھوڑا ہی
مختصر یہ ہی کہ منکران کے لئے شہاب ثاقب ہے ۔ خادم الطلبہ شیخ غلام اکبر جاوعنہ
یکے از محصلین مدرسہ محسنیہ ہوگلی

از برائے رہنمائے بندگان / پے بہ پے ارسال کردہ مرسلان

تا ز میدان غوایت وارہند / سوئے میدان ہدایت برتگند

سرور شان افضل شان فرقلیط / با تمر قارک رسید آن شہ غلیط

(قرآن مجید)

تا میان رہ بردمارا آن سنی / داد مارا از تحالک روشنی

حلم او برداشت اصر و زرّ ما / حکم او برداشت دین کفر را

رحمت عالم ز زیر و تا زبر / ملک او شد ہمہ جن و بشر

مالک ملک رسالت آن ملیک / مالک او ملک و ملک چار اخشیک

(بادشاہ)

چار سو زیر و زبر فرمان او / ہست ہر جا اے منم قربان او

نام پاکش رحمت للعالمین / ذرۂ ایوانش چرخ چنبرین

یکصد و چار از صحف آمد فزود / پر ز احکام خداوند ودود

چار ز ایشان شد کتاب منزلہ / ہین بناشی ور کلام دو دلہ

از جہت ہم چار شد منظور تر / از ملک ہم چار شد بس معتبر

از صحابہ ہم چہار آمد سدید / تابع شین ہم چہار آمد پدید

زین چہارانے کہ بشمردہ شدند / یک یکے ز ایشان لب بردہ شدند

ہمچو قرآن جبرئیل و بو بکر / رحمت للعالمین ہم شب قدر

بیت اقدس نیز رمضان ہم نگر / تابت لغمان نہی تابع شمر

از اوامر فرض آمد بس ہمین / از نواہے حرمت آمد بس کہین

تا یکے بشمر توان این چار را / اندکے بہتر لبے اذکار را

از خبر دمندان دین پرور یکے / بر سر آمد اے حذاقت پیشکے

من ندانم ناقص دین و خرد — چون کند در امر ایزد رد و کد

ریشخند عاقلان میگیرد او — چون حجاب پاکبازان در دو او

چشم بینا قلب دانا نیستش — فهم کامل پائے پو پا نیستش

همچو مورے بفکر طشتے خواهد او — مرد گول آخر چه دستے خواهد او

پس بود شان مدح یزدان در کتاب — عقل گر داری ببین دستے کتاب

چون خداوند جهانبان چشم وے — کور گردانید از راه ستوے

چون تواند دید راه مستقیم — الحذر ثم الحذر اے دل سلیم

نشدة الشیطان ورا از راه برد — در گو زلت فرو افتاده مرد

تحت شین چارین طارم چگون — چون پس انگشت پوشد آن حرون

اے بسا کو عقل دارد تیز و تار — فضل حق را کے به بیند آن نزار

در طبیعت کمتر آمد هم فضول — زان سبب هائم شود مرد جهول

شپرک نتوان که بیند روز را — شب بروز آرد نه بیند روز را

جعل را بینی که سرگین جید او — در خزد در روے و گوه می پوید او

چون خدا خواهد که پرده کس درد — میلش اندر طعنه پاکان برد

جز که بد گوید ندارد کار هیچ — جز که بد پوید ندارد یار هیچ

گر بهفت آب بشوئی کلب را — کے توانی پاک کردن کلب را

در جبلت گشت واژون از خدا — کے شود بر راه حق آن بے نوا

اے ذرینا از کژی می‌روی است بخشا — پس کژی اندر کژی باز است بخش

دادر دادار را بستا ثما — کوست بر هر شے قیوم و قایما

خاتمة الطبع از جانب مطبع

حمد بیحد مر خدائی پاک را — آنکه ایمان داد مشت خاک را

طایم افلاک را بر پائے کرد — زیر شان بسط زمین را جائے کرد

رافع افلاک و داحی زمین — بر سر آب از کرمہائے بہین

ہوا در دادار رحمن و رحیم — بر مراد خویش قیوم و حکیم

عقل را در کنہ او پائے کبون — پائے اندیشه درو گشته زبون

کبریت آمد غور در ذات اله — الحذر ثم الحذر راہ تباه

نے حد انسان کہ دریابد ورا — نے حد انسان کہ برتابد ورا

خالق بیچون و بیچند و چگون — ہر یکے را سوئے خود شد رہنمون

عقل تا بید و بیکس آورد روے — گوش تا بو گوش یارا گوش هو

مانگ آید پا بهد در فتح وے — فتح فتحم فتح آمد اے حرے

رہرو کو رفت اندر کوئے وے — صم و بکم گشت اندر کوئے وے

سیما سلطان جان فخر رسل — ہادی دین رہنمائے جز و کل

سید کونین ختم المرسلین — باعث ایجاد علم و عالمین

ما عرفنا گفت و ایفنا ما عبد — تا مختلع گشت از واحد صمد

ایں دلیل طاقت کوتاہ دریں — کہ مہبان بدر دواند خنگ ہمت

مون تیم تاج ... پا او ام روے — [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۱۴و۱۱	یاتت	باتت
"	۱۴	فیہم	فیم
۱۰۳	۲	یاتت	باتت
"	۵	- سنہ	سنہ
"	۴	مستحمد	مستحمد
"	۸	طهرو	طهورا
۱۰۴	۵	نزجوہا	ترجوہا
"	۷	احذرہ	حد
۱۰۵	۱	آدمی سے	آدمی
"	۶	غیر	غبر
"	۸	انتهینا۔حانا	انتهیا۔حار
"	۱۰	آکرمہ	عکرمہ
"	۱۱	قال رسول	قال مو رسول
۱۰۶	۱	ما احذت	ما اخذت
"	۴	درندسیکے	درندیکا خونہا
"	۵	غدیرسکے حوض کا	غدیری کا
"	۱۸	صلی	علی
۱۰۷	۸	تشتقی	تستقی
۱۰۸	۴	رفعۃ - صحیحہ	رفعہ - صحیحہ
"	۱۰	غدیر	غدیرسے
"	۱۹	کے سلے	کی لیئے
۱۰۹	۹	(رسول	لرسول
"	۱۷	مهوی	طهورا
۱۱۰	۶	پخان	چسان
"	۹	ظن کے	طعن
"	۱۱	ہوئی	نہ ہوئی
۱۱۱	۱۹	جب - کلکتہ	جب یہ - کلکتہ کو
۱۱۲	۴	+	تو
"	۱۸	فقطر	فقط
۱۱۷	۹	کیونکر	کیونکہ
۱۱۹	۸	جوہر	جوہری
"	۱۹	جب	حسب
۱۲۱	۱۰	صرایقا	طریقاً
"	۱۲	بین	مین
"	۱۳	اسلامی	عسقلانی
"	۱۵	المدلی	المدنی
۱۲۲	۱	اسطرح	اسطرح کی
"	۱۶	انہی	انتی
۱۲۴	۱۶	جواب	سوال
۱۲۸	۱۹	لبغضیت	بعضیت
۱۳۰	۱۰	حتق	حق
۱۳۱	۵	بہی	یہہی
۱۳۴	۱۰	رہے	کیئے
"	۱۸	جنگ	ہوسلے جنگ
۱۳۷	۴	ہاسے	ہانی
۱۳۸	۴	منقول	مقتول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۹	۶	ف۳۳۷ے	ف۳۵۵س
〃	۱۳	القمہ	علقمہ
۱۴۰	۱۰	رنباع	زنباع
۱۴۱	۱۳	بسر	بشر
〃	۱۴	شکست	اسکت
〃	۱۹	رونکی پیدا	انکی روایت
۱۴۴	۱۰	ایک	ایکسو
۱۴۷	۱	کورہ	کوفہ
۱۵۴	۹	کے	سے
۱۵۵	۴	حقیقت	حقیت
۱۵۷	۷	عجرد	بنت عجرد
۱۶۰	۱۹	احد	احدًا
۱۶۱	۶	نافہمہ	نافہمون سے
۱۶۷	۸	گردن	گردی
〃	۱۸ ۱۹	النجۃ۔ تخبہ	النخبۃ۔ نخبہ
۱۶۹	۱۴	جب	حسب
۱۷۰	۹	سمانین	ثمانین
۱۷۱	۱۷	صدی	+
۱۷۴	۴	بھی	ہی
۱۷۵	۳	کتابون	کتابون سے
〃	۶	خضیفہ	حقیقیہ
۱۷۶	۲	متتب	منتسب
۱۷۹	۲	بینھا	بینما
۱۸۰	۲	۰- لائے	نے - لائی
〃	۳	العمر	العلی
〃	۹	دلیل	(تا) دلیل لا
۱۸۱	۹	لفتوی	بغتوی
۱۸۷	۳	شرح سعادت	شرح سفر سعادت
〃	۴	عین العلم	شرح عین العلم
۱۸۹	۱۱	اپکی	ایکی
۱۹۳	۶	حقیقب	حقیت
〃	۱۰	تعد	بعد
〃	۱۹	لکھتے	سکہتے
۱۹۶	۳	قرات	قرائت
۱۹۷	۱۳	ھذ	ہذا
۱۹۸	۱۰	قال الی	قال اکی
۱۹۹ ۲۰۱	۱۹ ۱۴	ھکذا تعرف	ھکذا التعرف
〃	۱۶ ۱۷	خذعا	خدعا
۲۰۲	۴	نارۃ	تارۃ
〃	۵	عدۃ علیہ	عدتہا - علیہا
〃	۷	صاحب	الصاحب
〃	۱۵	بمقابلہ	بمقابلۃ
۲۰۳	۲	نلانقل	نلانعقل
〃	۵	الی لعبہا یعتبر	الی مابعدھا عبرۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
″	۱۸	مخلقون	مخلوق
۲۰۳	۷	فالحقیقہ	فالحقیقۃ
۲۰۴	۸	من الامام	من الامام بالتعقب
″	۱۵	التذکرۃ	التذکرۃ کتبت
۲۰۵	۷	المعروفۃ	للتعرفۃ
″	۱۵	حصتم	خصمتم
″	۱۶	تجدو	تجدوا
″	۱۳	لاتفرق	لانفرق
″	۱۵	مین	منْ
۲۰۸	۱۶	حقیقت	حقیقتٌ
۲۰۹	۱۰	کرے	کر
۲۱۰	۱۳	یابا	یا ابا
″	۱۷	لمکان	لکان
۲۱۱	۱	اصول	رسول
″	۱۰	امّ	بامّ
۲۱۲	۵	مثاۃ	مشاۃ
۲۱۳	۲	اباتہ	ایّامہ
۲۱۵	۱۵	لستقبل	استقبل
۲۱۷	۱۷	وتسمیہ	تسلیمہ
″	″	فلقاء	تلقا
۲۱۸	۱۹	[illegible]	البخاری
۲۲۰	۱۴	نبیا	نبیاً
″	۱۳	نقصر	نقصر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
″	۱۷	فاقام بکم	+
″	″	ربتین	رکعتین
۲۲۲	۱	فالک	[illegible]
″	۲	الشیان	الشیخان
″	۸	تھض	نھض
″	۱۰	کانون	دونون
۲۲۳	۷	اثانا	اتانا
″	۹	مین	+
″	۱۸	بنیذ	نبیذ
۲۲۴	۱	الملتی	[illegible]
″	۱۰	ولکبۃ	ولامۃ
۲۲۷	۵	فلادر	[illegible]
″	۱۱	ایفا	انفا
۲۳۰	۵	فضی	قضی
۲۳۱	۵	وتحۃ	وتحتہ
″	۱۸	والا	ولا
۲۳۲	۱۹	[illegible]	[illegible]
۲۳۵	۶	کو	تو
۲۳۶	۱۳	العقد	انعقد
۲۳۷	۱۱	شان	شان نزول
۲۳۹	۱۳	بمیل	یمیل
″	۱۸	مقتضی	مقضی
۲۴۰	۳	مین	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰	۴	وہ راست	وہ راہ راست	״	۱۱	[illegible]	قبیل
״	۸	احضر	احضرا	״	۱۸	[illegible]	[illegible]
۲۷	۷	بہتان ما	بہتان کا	״	۱۹	ندبور	[illegible]
״		اگرچہ	اگر	۲۹۴	۵	اکور	مذکور
״	۱۱	لکھی	کہی	۲۹۶	۱	تشیعہ	اہل تشیعہ
۲۷	۳	یون نکیا	کیون نکیا	״	۲	اجمال	جمال
״	۱۵	حقیقت	حقیت		۱۴		غفرلہ الغفار
۲۷		کیسا	کرنیکی				سترلہ الستار
״	۱۱	این	ہمہ		۱۵		منصوصہ اشریہ
۲۸	۱	ولعنہا	ولعنہما	۳۳۱	۶	نقادت	تفاوت
״	۲	وفے	ولما فی	۳۳۱	۵	وغیرہ	وغیرہا
״	۱۴	مخالفت	المخالف	۳۳۵	۱۶	اذلام	ازلام
۲۸	۱۷	تکفر	نکفر	۳۱۹	۱۷	یظہی	یضی
۲۹	۱۲	الطایفتان	الطایفتین	۳۰۶	۹	ابی عبد القادر	ابی عبد القاہر
۲۹	۱۶	فرد	فردوا	۳۰۸	۱۱	״	״
۲۹	۱	مشرکون	امشرکون	۳۰۹	۳	״	״
״	۲	فردًا	فردوا	۳۲۱	۱	״	״
[illegible]	[illegible]	زان	زمان	۳۴۵	[illegible]	[illegible]	مانا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی هو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تخبرون۔ رب اعوذ بك من همزات الشیاطین واعوذ بك رب ان یحضرون۔ والصلوة والسلام علی رسوله الذی فرض علینا له الاطاعه۔ الذی قال من اراد بحبوحة الجنة فیلزم الجماعه۔ وآله واصحابه وعلماء دینه منهم من یحفظون الحکمة باللسان ومنهم من یه وبالفقه یتنبه فصدق قوله علیه السلام فرب حامل فقه الی من افقه ورب حامل فقه لیس بفقیه۔ اما بعد فاعلموا ایها الامجاد۔ ان الفساد قد شاع فی البلاد وزاد۔ علی الخصوص بارض الهند۔ من بنغالة الی تخوم السند۔ هذه الدار مملوة باصناف الناس مختلفة الالوان والاراء والادیان۔ فهی معدن الخیر والشر۔ لکن مثقال ذرة من الشر۔ یدنس الف خیر ولا یقتر۔ کل یوم نشاء فیه دین جدید وواضعه فاسق اورشید خصوصاً من عهد سلطنة آل تیمور الی هذ الزمان۔ نشاء فی الهنود والاسلام مذاهب وادیان۔ ففی الهنود

الست مزامى والثالث شاهى واليهما۔ والاسلام المهدوية ودين شاه اكبر وغيرهما۔ فلم يلبث الا انقشع ظلماتهم من جوّ الهند وتشققت شقوقا۔ فصدّق ان الباطل كان زهوقا۔ فصار وامذ مومين مذ حورين وارباب الحق لايزالون منصورين۔ فكذلك سيندرس اثار الوهابيين اصحاب الظواهر منكرى تقليد الائمة الاكابر يخبثون اثلة هولاء الكرام ولايبالون۔ كفى لهم سبّ المومنين كفر لكنهم لايعقلون۔ هم الذين باعوا الدّين بثمن بخس۔ ووكسوا فى تجارتهم غافلين عن الوكس۔ لاعوجاج دركهم عن الشريعة يثيرون الفتن۔ لقصور باعهم عن احصاء السنن يميلون الى الشر والضغن۔ مكرهم فى التجنب عن مناظرة العلماء شئ عجيب۔ حالهم انك اذا لم تغلب فاخلب۔ فلما ضاق الهند من شرهم وضلالهم۔ اخذ العلماء يصنفون فى ردّهم ونكالهم هم غرر الاماجد والاكابر۔ كانهم قال فيهم الشاعر

شعر

اراءهم ووجوههم وسيوفهم　　فى الحادثات اذا دجون نجوم

منها معالم للهدى ومصابح　　تجلو الدّجى والاخريات رجوم

منهم العلامة الحبر ذو المجد والمفاخر الحاج **محمد عبد القادر** صنف انفا تذكرة المذاهب۔ فجاء بحمد الله الواهب۔ نكبة للمفسدين وهو عليهم غالب۔ ثم طار اليه سهام سوء الادب جلية من كل جانب من هولاء الطوائف ذوى المعائب۔ منهم مصنف الكتاب بالمسائل الوهابيه۔ المسمّى بما احسن الادلة القوية لدفع الحيل

الوهابیه - لله دره کیف حاورهم واضلهم بحیث طار عقلهم - کیف اثبت التقلید بانواعه - والاجماع باسجاعه - وزندقة الوهابین وضلالهم - وکراهة امامتهم ووبالهم - بخ بخ کیف غلب علیهم بحججه الساطعة - کیف فاق علیهم ببراهینه القاطعة فی اثبات انقطاع الاجتهاد المطلق لا امکانه - وللمسائل المختلفة عند المجتهدین الکبار بد فائق قول ابی حنیفة رح ورجحانه - وانّه فاز الکمال باستخراج اصول الحوض الکبیر - فهو لثناء العلماء لجدیر - المه یدهش الباب المعاندین بانوار البیان - فی انحصار المذاهب بالاربعة استقراءً فی هذه الازمان - لله دره ثمّ لله دره لاثبات کون ابی حنیفة من التابعین - بل تابعیّة صاحبیه رحمة الله علیهم اجمعین - وانظروا الی اثبات حقیّة المذاهب الاربعة مع اختلافها لقد استحوذ علی سمان حججهم وعجافها - ویل للکاذبین کیف ینکرون فضیلة ابی حنیفة مع قرب زمانه بزمان الصّحابة لعمری انّما هذه من الخلابه الا تعلمون ان فضائل الامام لا تحصی - و مناقبه لا تستقصی - لیس هذا الا الحسد - یسری فی الرّوح منکم والجسد - الا تعلمون انّ الحسد حسبک - من تعلق به هلک کفاکم جهالتهم عن العربیّه والکتاب والسنّة والاجماع - بحکم جواز اجتماع الزوجات فوق الاربعة من فانکحوا ما طاب لکم من النّساء مثنیٰ وثلث وربٰع - فردّ قولهم هذا بالبراهین والحجج -

حیث حرب الخصم یلجلج الکلام ویجمجم- حسبکم ماقلنه فیه فاکتفوا وانظروا الی کتابیه فتحظوا- لان البیان- لیس کالعیان- ولان عدّ جمیع مسائل هذ الکتاب + یطیل الکلام ویطول به الخطاب- فبالجملة انه مشحون بالعجائب والغرائب- ولتثقیب صدور المخالفین رمح ثاقب- غیر انه اغلظ الکلام فی مواضع عدیدة- لعله عمل علی ان یفلح الحدید بالحدید ولا وجه لخشونة کلامه فی بعض المقام سواه- لانی لا اعلم حلمه و وقاره وتقاته- لنغتنم وجوده لاشتغاله لقمع معاندی الدّین- فابقاه الله لقطع دابر القوم الی یوم الدّین- ولنشکر سعیه فی الدّین وندعوا له الخیر- فنختم الکلام بهذین الشعرین بلا ضیر- **شعر** الثم انامله فلسن انامل + لکنهن مفاتح الاغلاق + واشکر صنائعه فلسن صنائعاً + لکنهن قلائد الاعناق + العبد الضّعیف خدا انوار الحسینی البردوانی عفی الله عنه وافاز- مدرس اوّل پٹنه کالج

التماس مہتمم مطبع

چونکہ اس کتاب مین کارپردازان مطبع کی جانب سے غفلت وقوع مین
آئی لہذا جابجا مضامین مین تقدیم و تاخیر ہونے کے سبب ہندسے بدل
ہو گئے ہین ناظرین ہندسہ کے ربط پر خیال نفرماوین - ربط عبارت کا ملاحظہ
کرلین کیونکہ مہتمم نے خود اسکو ترتیب دیا ہے دفتری کا بھروسا نہین کیا

الملتمس - عاصی امام الدین احمد مہتمم میڈیکل پریس